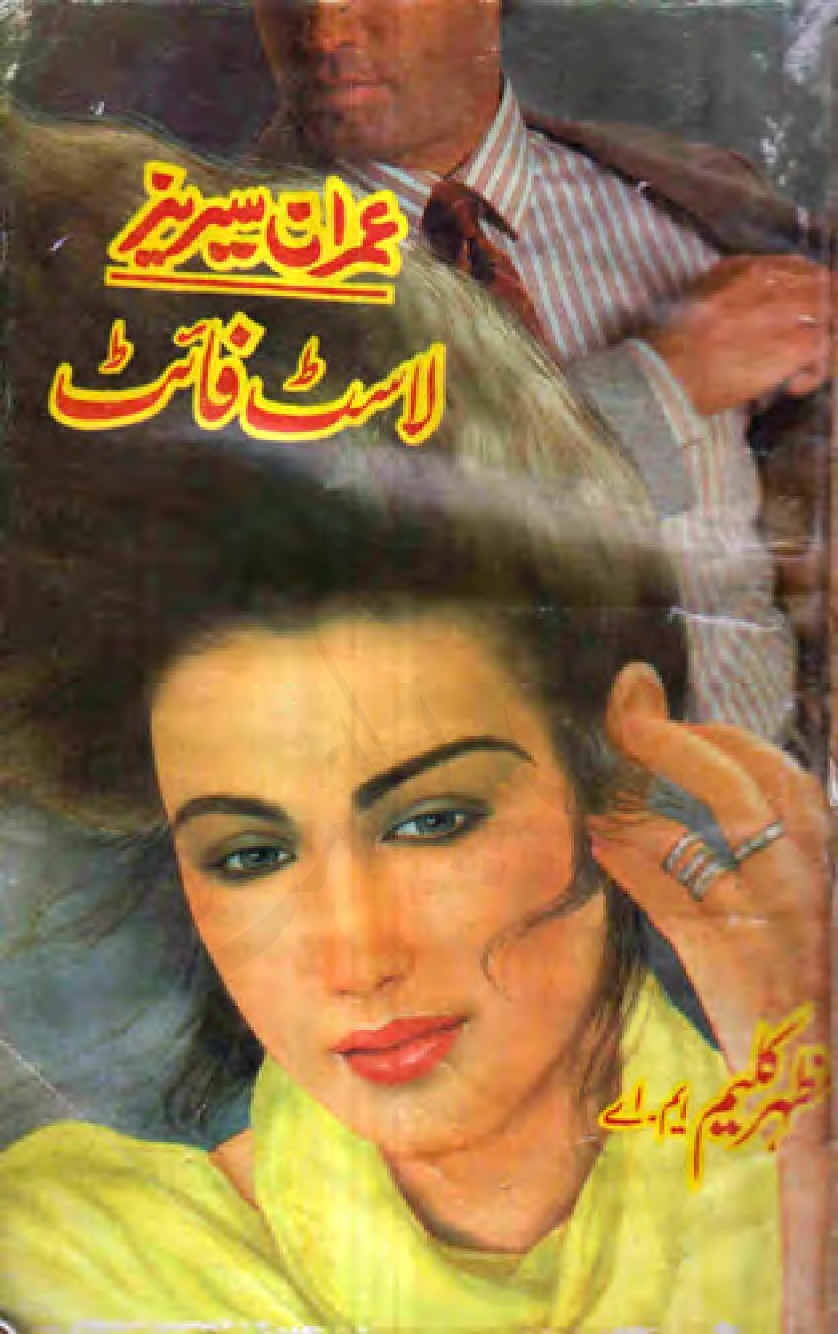
عمران سیریز
لاسٹ فائٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون۔ "لاسٹ فائٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے ہمسایہ ملک میں مجاہدین جس عظیم جہاد میں مصروف ہیں وہ ہم میں سے کسی کی نظروں سے بھی اوجھل نہیں ہے اور ہماری نہ صرف تمام تر ہمدردیاں مجاہدین کے ساتھ ہیں بلکہ ہم دامے درمے سخنے ہر طرح سے ایک طویل عرصے سے مجاہدین کی امداد بھی کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس امداد کے نتیجے میں ہمیں بے پناہ جانی اور مالی قربانیاں بھی دینی پڑ رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم میں سے کسی کی پیشانی پر آج تک بل نہیں آیا کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سمجھتے ہیں کہ مجاہدین کے اس عظیم جہاد میں مدد کرنا ہم پر فرض ہے اور مجھے بے حد مسرت ہے کہ ہم سب بحیثیت مجموعی اس فرض کو ہر لحاظ سے نبھانے کی ایک طویل عرصہ سے پوری کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ بھی ہماری یہ کوششیں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک مجاہدین اپنے اس عظیم مقصد میں سرخرو اور کامران نہیں ہو جاتے، ہمارے دل مجاہدین کے ساتھ دھڑک رہے ہیں اور ہماری آوازیں مجاہدین کے نعروں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ انشاءاللہ مجاہدین اللہ تعالیٰ کی مدد سے نصرت و فتح مبین سے ہمکنار ہوں گے۔ موجودہ ناول اسی جہاد کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے لاکھوں مجاہدین کی جانوں کے تحفظ اور ان کے ملک کو ہمیشہ کے لئے روسیاہ کی غلامی سے بچانے کے لئے ایسی بے مثال جدوجہد کی ہے کہ ان کی

سرفروشی، جاں فروشی، ہمت اور حوصلے کی داد مجاہدین کو بھی دینے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ روسیاہ نے لاکھوں مجاہدین کو بیک وقت شہید کرنے اور ان کے ملک کو ہمیشہ کے لئے روسیاہ کا غلام بنانے کے لئے جو پلاننگ کی تھی وہ واقعی لاسٹ فائٹ کا درجہ رکھتی تھی لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھے دیوانہ وار مجاہدین کے تحفظ کے لئے اس خوفناک لاسٹ فائٹ میں کودے تو پھر یہ لاسٹ فائٹ عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور سپر پاور روسیاہ کے درمیان فیصلہ کن حیثیت اختیار کر گئی مجھے یقین ہے کہ عام ڈگر سے ہٹ کر لکھی گئی اس جاندار اور دلکش کہانی کا ہر لفظ آپ کی تمناؤں کی منہ بولتی تصویر میں ڈھل جائے گا۔ تیز ٹمپو، لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھتی ہوئی کہانی، خوفناک حد تک تیز رفتار ایکشن اور ہر سطر پر پھیلا ہوا اعصاب شکن سسپنس، عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرفروشی اور جان لیوا جدوجہد کو یقیناً آپ خراج تحسین ادا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اپنی آرا سے مجھے بھی ضرور مطلع کیجیے۔ آپ کی آرا نہ صرف میرے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہیں بلکہ میرے قلم کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی تلاش میں ممد و معاون بھی ثابت ہوتی ہیں۔ اب آخر میں اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

گجرات سے احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں: "لوگا سازش" مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد پسند آیا ہے۔ بلیک تھنڈر تنظیم واقعی انتہائی پراسرار تنظیم ثابت ہو رہی ہے۔ اس کے ایجنٹ کاربین نے تو عمران اور کرنل فریدی دونوں کو اپنی بے پناہ ذہانت سے زچ کر دیا ہے ــــ لیکن کہانی کے آخر میں کاربین جس طرح فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کاربین کو ایک بار پھر مقابلے پر لانا چاہتے ہیں، اگر واقعی ایسا ہے تو پھر براہ کرم اس بار کاربین کے کردار کو پوری وضاحت سے سامنے لائیے"۔

محترم احمد شاہ صاحب! خط لکھنے اور کتاب پسند کرنے کا شکریہ۔ کاربین واقعی ایک ذہین ایجنٹ ثابت ہوا ہے اور اگر یہ دوبارہ عمران اور فریدی سے ٹکرایا تو ظاہر ہے دوسری بار عمران یا کرنل فریدی اس کی ذہانت کو پوری طرح پرکھنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور لفظ بھرپور سے آپ خود بخود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ پرکھ کس سطح پر پہنچ سکتی ہے۔

سیالکوٹ سے سید حسن اختر صاحب لکھتے ہیں: "آپ کے نئے ناول ریڈ ڈاٹ اور لوگا سازش نے پہلی بار خط لکھنے پر مجبور کر ہی دیا ہے۔ دونوں ناول ہی اپنے اپنے انداز میں شاندار ناول ثابت ہوتے ہیں، خاص طور پر ریڈ ڈاٹ کی کہانی نے سپر پاورز کے درمیان ہونے والی منشیات کی خوفناک جنگ کا ایسا تاثر پیدا کیا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد یہی احساس ہوتا ہے کہ منشیات موجودہ دور کا سب سے بڑا جرم ہے۔ اس کی تباہ کاریوں کے سامنے تو دونوں عظیم جنگوں میں ہونے والے نقصانات معمولی نظر آتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی منشیات نے اپنے پنجے اس طرح گاڑ لئے ہیں کہ اس کے خلاف بھرپور اور مکمل جہاد کی ضرورت ہے۔ آپ براہ کرم اپنے ہر ناول میں منشیات زدہ کوئی ایسا کریکٹر ضرور شامل کیا کیجیے جس سے ہمارے ملک کے نوجوانوں کو اس قاتل زہر سے نفرت پیدا ہو سکے"۔

رانا حسن اختر صاحب! کتب کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ منشیات کے خلاف آپ کے خیالات ہم سب کی ترجمانی کرتے ہیں۔ معاشرے سے کسی برائی کے خاتمے کے لئے ہمیشہ اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہم

سب کو اپنے اپنے میدان میں اس زہریلی برائی کے خلاف واقعی اجتماعی اور بھرپور جدوجہد کرنی چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام قارئین اس عظیم جہاد میں بھرپور حصہ لے کر اس برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ آپ کی تجویز نوٹ کر لی ہے کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے آپ کی تجویز پر عمل کروں۔

پہاڑپور ڈیرہ اسماعیل خان سے مقصود اقبال صاحب لکھتے ہیں "میں ایک طالب علم ہوں اور میری انگلش کمزور تھی لیکن جب سے آپ کے ناول پڑھنے شروع کئے ہیں میری انگلش کی کمی نمایاں حد تک دور ہو گئی ہے۔ آپ اپنے ناولوں میں جس رواں انداز میں انگریزی الفاظ استعمال کرتے ہیں اس سے ہم طالب علموں کو بے حد فائدہ پہنچ رہا ہے۔"

مقصود اقبال صاحب، خط لکھنے کا شکریہ۔ آپ پہاڑپور میں رہتے ہیں اور انگلش بیچاری لازماً پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے کمزور ہو ہی جاتی ہو گی۔ آپ اس کی خوراک بڑھا دیں تو یقیناً وہ اپنی طاقت بحال کر لے گی۔ لیکن یہ خیال رکھیئے کہ خوراک میں صرف میری کتاب ہی استعمال نہ کیجیئے۔ کچھ اپنی نصابی کتب بھی استعمال کر لیا کیجیئے پھر یقیناً آپ کو گلہ نہ رہے گا۔

سرگودھا محمدی ہوٹل سے محمد وسیم صاحب لکھتے ہیں "حشرات الارض انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ناول ہے جو مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد پسند آیا۔ آپ کے ناولوں میں مرد مجرم زیادہ تعداد میں سامنے آتے ہیں اور لڑکیاں کم۔ آپ اپنے ہر ناول میں کم از کم ایک خوبصورت لڑکی ضرور سامنے لایا کریں اس طرح ناول کی چاشنی بڑھ جاتی ہے۔"

محمد وسیم صاحب، خط لکھنے اور کتاب پسند کرنے کا شکریہ۔ لیکن یہ بات باعث تعجب ہے کہ حشرات الارض کے ساتھ ہی آپ کو لڑکیاں کیوں یاد آ گئی ہیں اور وہ بھی خوبصورت۔ کہیں آپ بھی تو نہیں ..... ؟ وضاحت کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران نے ناشتے سے فارغ ہو کر اخبار اٹھایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان ——— جناب آغا سلیمان پاشا صاحب" ——— عمران نے فون کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

"خود سن لیجیئے فون۔ میں صبح صبح صرف اچھی اور خوشگوار آواز سننے کا عادی ہوں" ——— کچن میں سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔ فون کی گھنٹی کی آواز اس نے سن لی تھی۔ اور ظاہر ہے اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران فون سننے کے لئے اسے بلا رہا ہے۔

"ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری آواز اچھی بھی ہے اور خوشگوار بھی۔ ویری گڈ" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ آپ کی آواز سن کر تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے گہرے کنوئیں میں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں۔ میں تو صبح صبح

قرآن مجید کی تلاوت سنتا ہوں" ——— سلیمان کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے بے اختیار کان لپیٹ لئے۔ ظاہر ہے۔ اب قرآن مجید کی تلاوت والی بات سن کر وہ مزید کوئی تبصرہ بھی نہ کر سکتا تھا ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔ چنانچہ مجبوراً عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"گھرے کنویں سے آتی ہوئی بدروحوں کی آواز والا علی عمران بول رہا ہے" ——— عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ میں سلطان بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"پہلے آپ آغا سلیمان پاشا سے اپنی آواز چیک کرائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی آواز بھی میری طرح گھرے کنویں میں سے آنے والی بدروحوں کی چیخوں جیسی ہے یا پہاڑی کے اوپر موجود کسی ویران کھنڈر میں سے ابھرنے والی بھوتوں کی آواز ہے اور اس کے بعد بولیے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا صبح صبح تم نے بکواس شروع کر دی ہے۔ کبھی تو سنجیدہ ہو کر بات کیا کرو" ——— سر سلطان شاید بری طرح جھلا گئے تھے۔

"آپ کو صبح صبح بکواس پر اعتراض ہے۔ جب کہ آغا سلیمان پاشا کو صبح صبح اچھی اور خوشگوار آواز سننے کی عادت ہے۔ اور مجھے صبح صبح فون سننے پر اعتراض ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ اس مثلث کے زاویے کیسے ایک دوسرے

پرنٹ کئے جا سکتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم فوراً میری کوٹھی پر آجاؤ۔ بہادرستان سے ایک معزز شخصیت تم سے ملنے کے لئے یہاں موجود ہے اور اگر تم دس منٹ کے اندر نہ پہنچے تو پھر ہم خود تمہارے فلیٹ پر آجائیں گے۔ فوراً آؤ" ——— سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"بہادرستان کی معزز شخصیت۔ مگر یہ شخصیت صبح صبح سر سلطان کی کوٹھی پر کیسے پہنچ گئی۔ بہرحال اب جانا ہی پڑے گا۔ ورنہ وہ بہادرستان کی شخصیت لازماً بہادر بھی ہو گی اور اگر وہ تلوار لہراتی یہاں آگئی تو بے چارہ بزدل سلیمان خواہ مخواہ مارا جائے گا" ——— عمران نے فقرے کا آخری حصہ اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تاکہ اس کی آواز سلیمان کے کانوں تک پہنچ جائے۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں صاحب۔ مجھے بڑا شوق ہے۔ بہادرستان کے لوگوں سے ملنے کا۔ مجاہد ہیں یہ لوگ ان کی تو زیارت بھی خوش نصیبوں کو ہو سکتی ہے" ——— اسی لمحے سلیمان نے کمرے میں آتے ہوئے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجاہد ——— یہ مجاہد کہاں سے ٹپک پڑے" ——— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی بہادرستان میں اتنے طویل عرصے سے جہاد ہو رہا ہے

اور آپ کو علم تک نہیں۔ اوہ اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے۔
میں تو کافی عرصے سے سوچ رہا ہوں کہ نوکری چھوڑ کر مجاہدین
میں شامل ہونے بہادرستان چلا جاؤں۔ لیکن مسئلہ آپ کا درمیان
میں آجاتا ہے۔ آپ کو اکیلا چھوڑ کر جا نہیں سکتا۔ ویسے میں نے
ایک عالم سے فتویٰ پوچھا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ آپ
جیسے مالک کا باورچی ہونا بھی بہت بڑا جہاد ہے"۔۔۔۔ سلیمان
نے ناشتے کے برتن سمیٹتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو تم یہاں کھانا پکانے کی بجائے جہاد کر رہے ہو۔ کب شہید
ہونے کا ارادہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
اٹھ کھڑا ہوا۔

" میری بات چھوڑیں۔ میں تو آپ کو بھوک سے بچانے کے
لئے غازی بنا ہوا ہوں۔ اگر میں نہ ہوتا تو آپ بچارے کب کے
بھوک کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہوتے اور بھوک سے مرنے
والے کو بھی شہید ہی کہتے ہیں۔ بس ذرا بھوکا شہید ہوتا ہے
ذرا کمزور قسم کا"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور عمران اس
کے اس ذومعنی اور خوب صورت جواب پر بے اختیار ہنستا ہوا
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ
میں داخل ہو رہی تھی۔

" آیئے جناب۔ صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔۔
عمران کے کار سے اترتے ہی ملازم نے جلدی سے آگے بڑھ

کر کہا۔

" سوکھ تو نہیں گئے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" سوکھ گئے۔۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ ملازم نے حیران ہوتے
ہوئے پوچھا۔

" کمال ہے۔ تمہیں سوکھنے کا بھی مطلب نہیں آتا۔ کبھی کپڑے
دھلوائے ہیں تم نے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کپڑے۔ جی ہاں۔ روزانہ دھلواتا ہوں"۔۔۔۔ ملازم نے
جلدی سے اپنے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید یہ سمجھا
تھا کہ عمران اس کے کپڑوں پر اعتراض کر رہا ہے۔

" تو کیا گیلے کپڑے پہن لیتے ہو یا انہیں سکھاتے بھی ہو"۔
عمران نے کہا۔

" جی۔۔۔۔ جی سکھا کر ہی پہنتا ہوں مگر۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ ملازم
عمران کے اس انٹرویو سے گھبرا سا گیا تھا۔

" جس طرح کپڑے دھوپ میں ٹانگنے سے سوکھ جاتے ہیں۔
اس طرح آدمی کو جب انتظار کرنا پڑتا ہے تو وہ بھی سوکھ جاتا
ہے۔ بلکہ محاورے بولنے والے تو کہتے ہیں کہ سوکھ کر کانٹا بن
گیا ہے۔ اور جب کوئی سوکھ کر کانٹا بن جائے تو پھر وہ پیروں
میں چبھ جاتا ہے۔ لیکن تمہارے صاحب چونکہ سر ہیں پیر
نہیں ہیں اس لئے وہ صرف سوکھ تو سکتے ہیں کانٹا نہیں بن
سکتے ورنہ سر سلطان کی بجائے پیر سلطان بن چکے ہوتے"
عمران کی زبان چل پڑی اور ملازم نے اب اس گہرے فلسفے

سے جان بچانے کے لئے صرف دانت نکالنے پر ہی اکتفا کرنے میں عافیت سمجھی۔

"ادھر جناب۔ ڈرائنگ روم میں جناب"۔۔۔۔ ملازم نے عمران کو اندرونی راہداری کی طرف بڑھتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔ اور عمران برآمدے کی ایک سائیڈ میں موجود ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اب اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔ کیونکہ کسی معزز شخصیت کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کا مطلب تھا کہ وہ معزز شخصیت سر سلطان کے لئے بھی نئی ہے۔ ورنہ سر سلطان واقف افراد کے ساتھ اپنی مخصوص نشست گاہ میں ہی بیٹھتے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔۔ عمران نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد۔ بھاری جسم اور چوڑے چہرے والے باریش آدمی نے صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھ خاکسار۔ نابکار۔ بے روزگار۔ خار دار۔ بے یار و مددگار جس کا نہ کوئی دلدار نہ غمگسار کو علی عمران کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی عاجزانہ سے انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور اس بارعب شخصیت جس نے عمران کے سلام کا جواب دیا تھا کا بارعب سا چہرہ حیرت سے بگڑ

سا گیا تھا۔

"ایک قافیہ البتہ رہ گیا ہے۔ شتر بے مہار۔ وہ بھی کہہ دینا تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کچھ تو آپ جیسے بزرگوں کے لئے بھی بچا کر رکھ لینا چاہئے۔ کیوں جناب۔ میں نے درست کہا ہے ناں"۔۔۔۔ عمران نے اس معزز شخصیت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ حیران نہ ہوں۔ میں نے پہلے ہی آپ کو بتا دیا [illegible] دی ہے۔ عمران ان سے [illegible] کے مجاہدوں کی سب سے بڑی تنظیم کاذک کے سربراہ جناب آصف سرحدی ہیں۔ اور ایک اہم اور خاص مسئلے پر ایکسٹو سے بات چیت کرنے کے لئے خفیہ طور پر بہادرستان سے آئے ہیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران تعارف سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ کاذک تنظیم اور اس کے سربراہ آصف سرحدی کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھا۔

"اوہ اوہ آپ ہیں آصف سرحدی۔ اوہ واقعی یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت نہ صرف سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا بلکہ اس کے لہجے میں اس بار عقیدت کا گہرا جذبہ بھی موجود تھا۔

"شکریہ۔ گو سر سلطان نے آپ کا تفصیلی تعارف

کرادیا تھا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ کی یہ باتیں سننے کے بعد مجھے یہی محسوس ہوا تھا کہ میں کسی غلط آدمی سے مل رہا ہوں"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے بے باک سے لہجے میں کہا۔ اور پھر عمران کا مصافحے کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

" آدمی چاہے غلط ہو اس کی کوئی بات نہیں لیکن غلط فہمی اچھی نہیں ہوتی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور آصف سرحدی کے چہرے پر ہلکی سی ندامت کے آثار ابھر آئے۔ وہ شاید عمران کی گہری بات سمجھ گئے تھے۔

" میں اپنی غلط فہمی پر معذرت خواہ ہوں"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے ارے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تشریف رکھیے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے آپ کی تنظیم جس طرح بہادرستان میں سپر پاور روسیاہ سے مصروف جہاد ہے۔ اور آپ جس طرح اس سپر پاور کے خلاف جہاد کر رہے ہیں مجھے اس پر فخر ہے"۔۔۔۔ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" شکریہ۔ سپر پاور ہمارے ملک میں کافرانہ نظام رائج کرنا چاہتی ہے اور ہمیں اسلام سے ہٹانا چاہتی ہے اس لئے چاہے بہادرستان کے ایک ایک بچے کو کیوں نہ قربان ہونا پڑے۔ ہم اس جہاد سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور

عمران نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

" عمران بیٹے۔ مجھے ایک اہم میٹنگ میں بھی جانا ہے۔ اور معاملے کی اہمیت کے پیش نظر میں نے یہ ضروری سمجھا کہ تمہاری اور جناب آصف سرحدی کی ملاقات یہاں کوٹھی میں ہو جائے" سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

" جی فرمائیے"۔۔۔۔ عمران بھی آصف سرحدی کے تعارف کے بعد معاملے کی اہمیت کو سمجھ چکا تھا۔ اس لئے وہ بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

" عمران صاحب۔ آپ کو یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ ہم گزشتہ کئی سالوں سے سپر پاور کے خلاف مسلسل جہاد کر رہے ہیں۔ اس جہاد میں پاکیشیا نے ہماری ہر لحاظ سے بے پناہ مدد کی ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کا بھی پوری طرح احساس ہے کہ پاکیشیا نہ ہی کھل کر سامنے آسکتا ہے اور نہ بہادرستان میں اپنے کسی فوجی یا غیر فوجی افراد کو بھیج سکتا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ طویل جہاد کے بعد ہم نے سپر پاور روسیاہ کو بہادرستان سے واپسی پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن روسیاہ کی نہ صرف کٹھ پتلی حکومت بہادرستان پر قابض ہے۔ بلکہ روسیاہ کے بے شمار تربیت یافتہ ایجنٹ بھی بہادرستان کے چپے چپے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ روسیاہ کی واپسی کے بعد ایکریمیا نے ہماری امداد میں واضح کمی کر دی ہے۔ خاص طور پر جدید اسلحہ ملنا بند ہو گیا ہے جبکہ

روسیاہ نے اپنی کٹھ پتلی حکومت کو پہلے سے زیادہ جدید اور انتہائی خوفناک اسلحہ سپلائی کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ بہادرستان کے مجاہدوں کو واضح شکست دے کر وہ اس کٹھ پتلی حکومت کے زور پر بہادرستان پر ہمیشہ کے لئے قابض بھی ہو سکے اور وہاں اسلام کی بجائے ملحدانہ نظام قائم کر سکے۔ ہم بہرحال مسلسل جہاد میں مصروف ہیں اور مصروف رہیں گے۔ لیکن ایک واقعہ ایسا ہوا ہے جس نے ہمیں انتہائی پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور اگر یہ پریشانی قائم رہی تو پھر باوجود جذبے کے بہادرستان کے بہادر مجاہدوں کا مکمل خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ اس پریشانی کے سلسلہ میں ہم نے بہادرستان میں لڑنے والے تمام مجاہد تنظیموں کے کمانڈروں کا ایک خفیہ اجلاس بلوایا تھا۔ اس خفیہ اجلاس میں اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کی تجاویز پر غور ہوتا رہا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس پریشانی کا ٹھوس حل تلاش نہ کر سکا۔ اسی میٹنگ کے دوران ایک کمانڈر جناب صالح خان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کیا۔ ان کی تنظیم میں چند فلسطینی مجاہد بھی شامل ہیں۔ اور ان فلسطینی مجاہدوں نے کمانڈر صالح کو بتایا ہے کہ کس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل کے اندر جا کر اسرائیل کی زبردست سازشوں کو ناکام بنایا ہے اور انہیں پے در پے شکستیں دی ہیں۔ انہوں نے جو تفصیلات

بتائیں انہیں سن کر ہم سب بے حد حیران ہوئے۔ چنانچہ ان فلسطینی مجاہدوں کے لیڈر کو وہاں خصوصی طور پر بلوایا گیا۔ انہوں نے خود یہ تفصیلات بتائیں تو ہمیں قدرے امید پیدا ہوئی۔ کہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پریشانی کو دور کر سکے۔ چنانچہ تمام کمانڈرز نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے باقاعدہ درخواست کی جائے اور یہ ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں خفیہ طور پر یہاں پہنچا۔ اور صدر صاحب سے ملاقات کی۔ صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ جناب ایکسٹو صاحب ایسا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ انہیں کسی بھی فیصلے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور انہوں نے مجھے سر سلطان کے پاس بھجوا دیا۔ کیونکہ سر سلطان کا رابطہ جناب ایکسٹو صاحب سے ہے۔ چنانچہ میں رات کو ہی سر سلطان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جناب ایکسٹو صاحب براہِ راست کسی سے نہیں ملتے اور آپ ان کے نمائندہ خصوصی ہیں۔ چنانچہ میری درخواست پر انہوں نے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی ہے۔ ویسے بھی ان فلسطینی مجاہدوں نے آپ کی اتنی تعریف کی ہے کہ مجھے ذاتی طور پر بھی آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے وہ پریشانی نہیں بتائی۔ جس کی وجہ سے آپ کو یہاں آنے کی زحمت اٹھانی پڑی"۔۔۔۔ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ ہماری مدد کریں گے" ——
آصف سرحدی نے کہا۔

" جناب آپ اور آپ کی تنظیم ہمارے لئے بے حد محترم ہے۔ لیکن جب تک آپ اپنی اصل پریشانی نہ بتائیں گے اس وقت تک جناب ایکسٹو تو ایک طرف میں بھی آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ اور جناب ایکسٹو کی طرف سے وعدہ تو بہرحال کیا ہی نہیں جا سکتا۔ البتہ میں آپ کو یہ یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ اگر واقعی کوئی ایسی پریشانی ہوئی جسے پاکیشیا سیکرٹ سروس حل کر سکتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ جناب ایکسٹو اس پر ضرور غور کریں گے" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں پہلے پاکیشیا کے صدر صاحب کی یہ بات سن کر بے حد حیران ہوا تھا کہ سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کو صدر صاحب کسی بات پر مجبور کرنا تو ایک طرف سرے سے کوئی حکم ہی نہیں دے سکتے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں یہی سمجھا تھا کہ جناب صدر نے مجھے ٹال دیا ہے۔ پھر سر سلطان صاحب سے بات ہوئی۔ تو انہوں نے بھی یہی بات کی تب مجھے کچھ کچھ یقین آیا ہے کہ جناب ایکسٹو واقعی ہر لحاظ سے اپنی مرضی کے مالک ہیں اور اب آپ کی یہ بات سن کر مجھے مکمل یقین ہو گیا ہے کہ واقعی جناب ایکسٹو پر کسی

کا دباؤ نہیں پڑ سکتا۔ بہرحال میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں انتہائی مصدقہ اطلاعات ملی ہیں۔ کہ روسیاہ نے کٹھ پتلی حکومت کو مجاہدوں پر مکمل اور تیز اور فیصلہ کن طور پر کامیاب کرانے کے لئے مجاہدوں پر دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار جی۔ٹی۔ون استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جی۔ٹی۔ون ایک ایسا طاقتور اور خوفناک میزائل ہے۔ جس کی رینج بے حد وسیع ہے اور یہ جس علاقے میں گرایا جائے وہاں وسیع رینج میں ہر قسم کا جاندار پلک جھپکنے میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ صرف جاندار۔ باقی کسی چیز پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ جی۔ٹی۔ون کو انتہائی دور دراز علاقے سے کمپیوٹر کنٹرول کے ذریعے کسی بھی جگہ اپنے ٹارگٹ پر گرایا جا سکتا ہے۔ اس کی رفتار اس قدر تیز ہوتی ہے کہ اسے دنیا کا طاقتور ترین راڈار یا اس قسم کے دوسرے آلات چیک ہی نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس سے بچ نکلنے کا کوئی امکان باقی رہتا ہے۔ یہ میزائل زمین پر گر کر نہیں پھٹتا بلکہ انتہائی بلندی پر ہی پھٹ جاتا ہے۔ اور اس میں سے نکلنے والی شعاعیں جس جگہ یہ میزائل پھٹتا ہے وہاں سے چاروں طرف مخصوص رینج میں اس طرح زمین پر ہوا کے ساتھ مل کر آتی ہیں جیسے چھتری نیچے اترتی ہے۔ اس کی رینج دس مربع میل تک ہو سکتی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے اسے اڑایا جاتا ہے۔ اور کمپیوٹر کے ذریعے اسے مخصوص ٹارگٹ

پہنچ کر فضا میں پھاڑ دیا جاتا ہے۔ نہ ہی اس کے پھٹنے کا کوئی دھماکہ ہوتا ہے اور نہ اس سے نکلنے والی شعاعیں انسانی آنکھ کو نظر آتی ہیں۔ اور چونکہ یہ شعاعیں ہوا سے مل کر چلتی ہیں اس لئے یہ زمین کی اس گہرائی تک پہنچ جاتی ہیں۔ جہاں کسی بھی جاندار کا وجود ممکن ہو سکتا ہے۔ اس لئے جی۔ ٹی۔ ون سے اس کی مخصوص رینج کے اندر انسان تو انسان کوئی کیڑا مکوڑا بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔ یہ روسیاہ کا ایک ایسا ہتھیار ہے۔ جو اس نے حال ہی میں ایجاد کیا ہے۔ اور اس ہتھیار کی تیاری کے بعد اس نے اس کے تجربے کا میدان بہادرستان کو منتخب کیا ہے۔ اس سے اسے دو فائدے ہوں گے۔ ہتھیار کی مکمل آزمائش بھی ہو جائے گی۔ اور بہادرستان کے مجاہدوں کا آناً فاناً مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد روسیاہ اپنی کٹھ پتلی حکومت کے ذریعے مکمل طور پر بہادرستان پر قابض ہو جائے گا۔ اور وہاں وہ اپنی مرضی کا ملحدانہ نظام رائج کر کے وہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نعوذ باللہ اسلام کا خاتمہ کر دے گا"۔۔۔۔ آصف سرحدی کا لہجہ بات کرتے کرتے کافی جذباتی ہو گیا تھا۔ اس کا بارعب اور جاہ وجلال والا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ سر سلطان کا منہ تو یہ تفصیل سنتے سنتے حیرت اور خوف سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ جب کہ عمران جیسا شخص بھی حیرت زدہ نظر آ رہا تھا۔

" اوہ۔ اس قدر خوفناک اور انسانیت کش ہتھیار ایجاد کیا ہے۔ یہ تو ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

اور وہ اسے بہادرستان کے مجاہدوں پر استعمال کرنا چاہتا ہے کم از کم میرے جیتے جی تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور آصف سرحدی کا چہرہ یکلخت مسرت سے کھل اٹھا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں ہماری امداد کرے گی۔ جناب ایکسٹو ہماری مدد کریں گے"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے اپنی ذات کی حد تک بات کی ہے۔ جناب ایکسٹو سے تو بعد میں بات ہو گی۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جناب ایکسٹو کے تحت ہے میرے تحت نہیں ہے۔ اس لئے آپ فی الحال اسے فیصلہ کن بات نہ سمجھیں۔ لیکن میں آپ کو اپنی ذات کی حد تک یقین دلاتا ہوں کہ اگر جناب ایکسٹو نے آپ کی مدد نہ بھی کی تو علی عمران ہر صورت میں یہ کام کرے گا اور سر سلطان جانتے ہیں کہ جب عمران کوئی وعدہ کر لے تو وہ اپنی جان دے کر بھی اسے پورا کرتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے خلافِ معمول انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ شکریہ جناب۔ مجھے یقین ہے کہ جناب ایکسٹو بھی بہادرستان کے مجاہدوں کے اس ہولناک قتل عام کو روکنے کے لئے ضرور امداد کریں گے"۔۔۔۔ آصف سرحدی کا چہرہ جو پہلے شدت مسرت سے یکلخت کھل اٹھا تھا قدرے

بجھ سا گیا تھا۔ مگر سلطان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔ کیونکہ بہرحال وہ جو کچھ جانتے تھے وہ آصف سرحدی نہ جان سکتے تھے۔

" آپ نے ایک بہت بڑی بات کی ہے۔ آپ مجھے اس بارے میں تمام تفاصیل بتائیں۔ کس نے آپ کو یہ خبر دی۔ کیسے خبر دی۔ اس ہتھیار کی تفصیلات آپ کو کیسے معلوم ہوئیں۔ اور یہ ہتھیار کب استعمال میں لایا جائے گا۔ اور کس جگہ سے اسے استعمال کیا جائے گا۔ پوری تفصیل بتائیں کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑیں۔ یہ انتہائی اہم بات ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جناب۔ اس ہتھیار کا ایک تجربہ ہم پر کیا جا چکا ہے۔ گو یہ انتہائی محدود پیمانے پر تھا۔ لیکن اس کی وجہ سے ایک ہزار مجاہدین بیک وقت شہید ہو گئے۔ بہادرستان کے شہر زرغان سے چالیس کلومیٹر دور ایک پہاڑی غار کے اندر ہماری یہ بڑی کمپنی موجود تھی۔ ہم وہاں سے زرغان شہر کی فوجی چھاؤنی پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ کہ اچانک یہ اطلاع ملی کہ وہاں موجود ایک ہزار مجاہدین پراسرار طور پر شہید ہو گئے ہیں۔ جبکہ وہاں کوئی لڑائی بھی نہ ہوئی تھی۔ اور ان مجاہدوں کے جسموں پر کسی چھوٹے بڑے زخم کا بھی نشان نہ تھا۔ ان کے چہرے بھی پرسکون تھے۔ وہ جس طرح پڑے ہوئے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے کوئی مزاحمت بھی نہ ہوئی

تھی۔ ہم نے چند مجاہدوں کی لاشیں وہاں سے نکالیں اور انہیں اپنے خاص ہسپتال میں لا کر ان کا پوسٹ مارٹم کرایا تاکہ ان کی اس اچانک موت کا سبب معلوم ہو سکے۔ وہاں پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق صرف اتنا بتایا گیا کہ ان کے صحت مند اور طاقتور دل کسی نامعلوم وجہ سے اچانک رک گئے ہیں اور بس۔ اس کے علاوہ اور کسی قسم کی کوئی وجہ باوجود سر توڑ کوششوں کے معلوم نہ ہو سکی۔ چونکہ یہ انتہائی حیرت انگیز واقعہ تھا۔ اس لئے ہم نے بہادرستان کی کٹھ پتلی حکومت میں اپنے مخبروں کو الرٹ کر دیا۔ اور پھر ہمارے ایک انتہائی معتبر مخبر کی طرف سے ایک اطلاع ملی کہ اس کیمپ جس میں مجاہد شہید ہوئے تھے اور جسے ہم اپنے کوڈ میں ذشیان کیمپ کہتے ہیں کسی مخصوص ہتھیار کا تجربہ کیا گیا ہے۔ ہم اس پر مزید چونکے اور ہمارے احکامات کے تحت ہمارے خاص آدمی اس کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے حرکت میں آگئے۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ ہتھیار کسی نامعلوم جگہ سے روسیاہوں نے فائر کیا ہے۔ ان معلومات کی بنا پر ہمیں روسیاہ میں موجود اپنے ایک خاص آدمی کو جسے ہم کسی صورت میں بھی سامنے نہ لانا چاہتے تھے سامنے لانا پڑا۔ اور پھر ہمارا یہ خاص آدمی بھی روسیاہیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کی موت نے ہمیں شدید ترین نقصان سے دوچار کر دیا۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے اس ہتھیار کے

بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے ایک خاص آدمی کے ذریعے ہم تک پہنچا دی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق اس کا سائنسی نام جی۔ ٹی۔ ون میزائل ہے۔ اسے روسیاہ کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر ڈسمے نے ایجاد کیا ہے۔ اس کی لیبارٹری اور آپریشن فیلڈ کی نشاندہی بھی اس رپورٹ میں کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روسیاہی جس مشن پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے مطابق یہ خوفناک میزائل وہ زیادہ تعداد میں تیار کر کے بہادرستان کے ہر اس علاقے پر بیک وقت فائر کریں گے جہاں جہاں مجاہدین موجود ہیں۔ اس طرح بیک وقت وہ بہادرستان میں موجود لاکھوں مجاہدین کا خاتمہ کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بہادرستان کو اپنا غلام بنا لیں گے اور یہ کام انتہائی تیز رفتاری سے جاری ہے۔ اس مشن کو روسیاہیوں نے "لاسٹ فائٹ" کا نام دیا ہے۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر واقعی بہادرستان کی حد تک یہ لاسٹ فائٹ ہی ثابت ہو گی۔ اور اندازہ بتایا گیا ہے کہ یہ لاسٹ فائٹ مشن زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ اب دو صورتیں ہمارے سامنے ہیں۔ یا تو ہم اپنی جانیں بچانے کے لئے ایک ماہ کے اندر تمام مجاہدین سے بہادرستان کو خالی کر دیں جو ویسے بھی ناممکن ہے۔ یا پھر ایک ماہ بعد انتہائی بے بسی کی حالت میں لاکھوں مجاہدین کا خاتمہ منظور کر لیں یا پھر آخری اور تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم سب مجاہدین ہتھیار ڈال کر

روسیاہ کی غلامی کا طوق خود اپنے گلے میں ڈال لیں اور اسلام کو چھوڑ کر روسیاہی خواہش کے مطابق ملحد ہو جائیں۔ چونکہ یہ تیسری صورت ناممکن ہے۔ اس لئے میں نے پہلی دو صورتوں کا ذکر کیا تھا۔ مجاہدین کی مختلف تنظیموں کے کمانڈروں کا اجلاس ان میں سے کسی ایک صورت کو طے کرنے کے لئے بلایا گیا تھا اور تمام کمانڈروں نے متفقہ طور پر پہلی اور تیسری صورت کو کسی بھی طرح تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اب جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے اگر ایسا ہو جاتا ہے تو بہر حال اس میں مجاہدوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر مجاہدوں کی قسمت میں اس طرح بے بسی کی موت مرنا مقدر کر دیا گیا ہے اور طویل عرصے سے اس جہاد کا انجام یہی ہونا ہے۔ تو پھر......" —— آصف سرحدی آخری فقروں پر اس قدر جذباتی ہو گئے کہ ان کا گلہ رندھ گیا اور ان کے حلق سے آواز نکلنی بند ہو گئی۔ سر سلطان کا چہرہ بھی بجھ گیا تھا اور ان کی آنکھوں سے شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ ایک ماہ کی مہلت انتہائی کم تھی۔ عمران کا چہرہ بھی پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"آپ نے بتایا ہے کہ اس لیبارٹری کی نشاندہی رپورٹ میں کر دی گئی ہے۔ کہاں ہے وہ لیبارٹری" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں اسی لئے بہادرستان کا تفصیلی نقشہ ساتھ

ے آیا ہوں تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آمادہ ہو جائے تو میں اس کی تفصیلات بتا سکوں۔ ہم نے اس جگہ کی مکمل نشاندہی کی غرض سے اپنے دس بہترین آدمی گنوائے ہیں۔ اور اگر آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ ہم سیدھے آپ کے پاس آ گئے ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ ہمیں جب اطلاعات ملیں تو ہم نے اپنے طور پر اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پلاننگ کی۔ اور آپ شاید یقین نہ کریں ہمارے انتہائی بہترین اور تربیت یافتہ کمانڈوز نے وہاں آٹھ بار حملے کئے لیکن نہ صرف سب کے سب حملے مکمل طور پر ناکام رہے بلکہ ہمارے سارے بہترین اور تربیت یافتہ کمانڈوز بھی مارے گئے۔ جب ہم اپنے طور پر مکمل طور پر بے بس ہو گئے تو ہم نے کمانڈروں کا اجلاس طلب کیا اور پھر وہاں یہ طے ہوا کہ آخری کوشش کے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے درخواست کی جائے۔ چنانچہ اس فیصلے کے بعد میں فوری طور پر یہاں آ گیا"——— آصف سرحدی نے کہا اور جیب سے ایک نقشہ نکال کر انہوں نے میز پر پھیلا دیا۔ عمران اور سر سلطان دونوں اس پر جھک گئے۔ اور آصف سرحدی نے جیب سے سرخ پنسل نکال کر عمران کو اس جگہ کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس جگہ کی نشاندہی نقشے پر پہلے سے ہی سرخ دائرے کی صورت میں کی گئی تھی۔

" نقشے کے مطابق یہ علاقہ گاری کہلاتا ہے۔ کوہ ہندوکش

کے انتہائی بلند پہاڑوں پر واقع ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے۔ اس علاقے کے پہاڑ انتہائی ناقابل عبور ہیں اور گاری تک پہنچنے کے لئے بھی وہاں پائے جانے والے مخصوص نسل کے خچر استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ پورا قصبہ اب مکمل طور پر روسیاہوں کے قبضے میں ہے۔ اس گاری سے کہیں قریب کسی پہاڑی کے اندر روسیاہ نے جی۔ٹی۔ون کی انتہائی خفیہ لیبارٹری تیار کی ہوئی ہے۔ اس جگہ سے پورا پہادرستان ان کی زد میں آ جاتا ہے۔ چونکہ گاری قصبہ اور اس کا ارد گرد کا علاقہ مجاہدین کے نقطہ نظر سے بیکار تھا اس لئے مجاہدین نے کبھی اس پر توجہ نہ دی تھی۔ البتہ کافی عرصہ پہلے اطلاعات ضرور ملی تھیں۔ کہ گاری قصبے پر روسیاہوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور وہاں مخصوص قسم کے بڑے بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹروں کی پروازیں مسلسل ہوتی رہتی ہیں لیکن چونکہ اس علاقے سے مجاہدین کے اڈوں اور فوجی چھاؤنیوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچایا جا سکتا تھا اس لئے کسی نے اس طرف توجہ نہ دی تھی۔ ایک لحاظ سے مجاہدوں کے نقطہ نظر سے یہ یکسر بیکار علاقہ تھا اور چونکہ یہ روسیاہی سرحد سے کافی قریب ہے۔ اس لئے بھی مجاہدین وہاں کچھ نہ کر سکتے تھے۔ یہ تو اب معلوم ہوا ہے کہ روسیاہ نے جب پہادرستان پر غاصبانہ قبضہ کیا تو انہوں نے گاری پر خفیہ لیبارٹری قائم کرنی شروع کر دی۔ جہاں وہ دنیا کا سب سے مہلک ہتھیار جی۔ٹی۔ون تیار کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ یہ لیبارٹری روسیاہی

علاقے کی بجائے بہادرستان میں تھی۔ اس لئے ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز کے وہ ایجنٹ جو روسیاہ میں ایسی ہی لیبارٹریوں کو ٹریس کرنے کے لئے کام کرتے ہوں گے۔ ان کی نظروں سے بھی یہ اوجھل رہی ہو گی۔ بہرحال وہاں جی۔ٹی۔ون کی لیبارٹری تیار ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی آپریشنل فیلڈ بھی قائم کیا گیا۔ اور پھر وہیں سے ذشیان کیمپ پر جی۔ٹی۔ون کا محدود تجربہ بھی کیا گیا۔ اور اب وہیں سے پورے بہادرستان میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے مجاہدوں پر موت کی یہ بارش کی جائے گی۔ اس طرح وہ اپنا "لاسٹ فائٹ" مشن مکمل کریں گے۔ ہمارے کمانڈوز کی کوئی بھی ٹیم گادی تک پہنچنا تو ایک طرف نزدیکی شہر ہرات میں بھی داخل نہیں ہو سکی۔ ویسے بھی وہاں روسیاہوں نے ہر پہاڑی پتھر کو موت کا پتھر بنا رکھا ہے۔ اس پورے علاقے پر انہوں نے انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات قائم کر رکھے ہیں۔ اس لئے اس لیبارٹری تک کسی طرح پہنچنا بھی ناممکن ہو چکا ہے۔ البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی اس ناممکن کو شاید ممکن بنا سکے"۔ آصف سرحدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ گادی ہرات سے کس قدر فاصلے پر ہے "۔۔۔ عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہوائی سفر کے لحاظ سے تو شاید ڈیڑھ سو میل بنتا ہو گا جب کہ پہاڑی راستوں کے لحاظ سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ویسے بھی وہاں جانے کے لئے نہ کوئی سڑک ہے نہ راستہ۔ وہ

مخصوص نسل کے خچر بھی روسیاہوں کے قبضے میں ہوں گے"۔۔۔ آصف سرحدی نے جواب دیا۔

" یہ جو ہیلی کاپٹر گادی جاتے ہوں گے وہ لازماً روسیاہ سے آکر پہلے ہرات میں ہی رکتے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ظاہر ہے۔ کیونکہ ہرات کے بعد روسیاہی سرحد میں ان کا پہلا ایئر پورٹ گوراپوہی پڑتا ہے۔ لیکن عمران صاحب ہرات گو بہادرستان کا بڑا شہر ہے۔ لیکن یہاں کی پوری آبادی اور ایئر پورٹ روسیاہوں کے براہ راست قبضے میں ہے۔ اور انہوں نے وہاں سیکورٹی کے انتہائی سخت انتظامات کئے ہوئے ہیں"۔۔۔ آصف سرحدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہرات میں آپ کا کوئی مخبر یا کوئی گروپ یا کوئی تنظیم ہے" عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ مخبر تو کئی ہیں۔ لیکن وہ وہاں کی چھاؤنی تک ہی محدود ہیں۔ اور وہ بھی صرف کبھی کبھار کوئی اطلاع دینے کی حد تک براہ راست ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ البتہ وہاں ہرات میں شراب کے سمگلروں کی ایک ایسی تنظیم موجود ہے۔ جسے روسیاہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ یہ تنظیم ریڈ ڈاگ کہلاتی ہے۔ اس تنظیم میں تمام سکھ شامل ہیں۔ جو انتہائی طویل عرصے سے وہاں رہتے چلے آرہے ہیں۔ اور ان کا کام آران کے شہر مشاہد سے شراب کی سمگلنگ تھا۔ لیکن یہ کام آران کی انقلابی

حکومت کے آنے سے پہلے ہوتا تھا۔ اب وہ لوگ الٹا کام کر رہے ہیں۔ وہ اب روسیاہی شراب۔ فلمیں اور لٹریچر خفیہ طور پر آران کے شہر شاہد اور پھر وہاں سے آران کے دوسرے علاقوں میں پہنچاتے ہیں۔ اور یہ کام روسیاہوں کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ تاکہ آران میں بھی روسیاہی اپنے قدم جمانے کا موقع تلاش کر سکیں۔ بہرحال یہ ریڈ ڈرگ تنظیم قطعاً روسیاہی حکومت کی وفادار ہے۔ البتہ اس کا پہلے سربراہ مان سنگھ تھا جو مجاہدوں سے دلچسپی رکھتا تھا۔ لیکن پھر وہ ٹریس ہو گیا۔ اور روسیاہوں نے اسے مروا دیا۔ اب اس کا سربراہ شیر سنگھ ہے۔ جو مجاہدوں کا کٹر مخالف ہے"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آران میں اس ریڈ ڈرگ کا رابطہ کس تنظیم سے ہے"۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہتے ہوئے پوچھا۔

"واضح طور پر تو معلوم نہیں۔ البتہ ایک بار ایسے ہی سنا تھا۔ کہ ان کا تعلق آران کی کسی خفیہ مجرم تنظیم ارباب سے ہے۔ جس کی سربراہ کوئی عورت ہے"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے چہرے پر پہلی بار قدرے اطمینان کے آثار نظر آنے لگے۔

"مقصد یہ ہوا کہ آپ چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جی۔ ٹی۔ دن کی اس لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کو تباہ کر دے تاکہ بہادرستان کے مجاہدین کے سروں پر چھایا

جانے والی بے بسی کی اس موت کا سایہ دور ہو سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ گو یہ کام بظاہر کسی کے لئے بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جو کارنامے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس سے ہلکی سی امید کی روشنی ضرور ملتی ہے کہ شاید ایسا ہو سکے"۔۔۔۔ آصف سرحدی نے کہا اور عمران پہلی بار ہنس پڑا۔

"آصف صاحب شاید نہیں بلکہ حقیقتاً ایسا ہو گا۔ لاکھوں مجاہدین کے اس طرح کے قتل عام کی اجازت روسیاہ کو نہیں دی جا سکتی۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جناب ایکسٹو بھی اس معاملے میں پیچھے ہٹنا پسند نہ کریں گے۔ آپ یہاں تشریف رکھیں میں سر سلطان صاحب کے ذاتی کمرے میں جا کر جناب ایکسٹو سے فون پر بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں آپ کو واپسی پر خوشخبری ہی سناؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ایک منٹ عمران۔ میں ساتھ چلتا ہوں۔ سرحدی صاحب آپ پلیز مائینڈ نہ کریں گے"۔۔۔۔ سر سلطان نے اٹھتے ہوئے آصف سرحدی سے کہا۔ اور آصف سرحدی نے سر ہلا دیا۔

"عمران بیٹے۔ سوچ لو۔ یہ انتہائی خطرناک ترین مہم ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت اپنی ذاتی نشست گاہ میں پہنچ چکے تھے۔

" تو آپ کا خیال ہے کہ بہادرستان کے لاکھوں مجاہدین کو ان روسیاہی کتوں کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ ان کا شکار اطمینان سے کھیل سکیں "—— عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

" نہیں۔ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے عمران بیٹے۔ پاکیشیا نے شروع سے ہی بہادرستان کی اس جنگ آزادی میں ان کی ہر ممکن مدد کی ہے اور اب تک کرتا چلا آ رہا ہے حالانکہ پاکیشیا کو اس کی بہت بڑی قیمت بھی ادا کرنی پڑی ہے اور مسلسل پاکیشیا یہ قیمت ادا بھی کر رہا ہے اور اگر روسیاہ کا یہ انتہائی ہولناک منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اس کا مطلب نہ صرف لاکھوں مجاہدین کی شہادت کے ساتھ ساتھ ایک لحاظ سے پاکیشیا کی بھی اس بارے میں مکمل شکست کی صورت میں نکلے گا۔ اور روسیاہ نے اگر مستقل طور پہ بہادرستان پہ قبضہ جما لیا تو پھر پاکیشیا بھی اس کا آسان ہدف ہو جائے گا "

سر سلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" جب آپ کو ان سب باتوں کا بخوبی ادراک ہے۔ پھر آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں "—— عمران کا لہجہ اسی طرح تلخ تھا۔

" میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ کیوں نہ ہم ایکریمیا کو جی۔ ٹی۔ ون کے بارے میں اطلاعات مہیا کر دیں۔ ایکریمیا کے لئے یہ ہتھیار لازماً بے حد دلچسپی کا باعث ہو گا۔ وہ

انتہائی باوسائل ملک ہے۔ شاید اس کا کوئی فوری حل نکال لے "—— سر سلطان نے جواب دیا۔

" جناب سر سلطان صاحب۔ ایکریمیا ہو یا روسیاہ کسی کو مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ یہ سب صرف اپنے اپنے مفادات کے محافظ ہیں۔ اگر بہادرستان کے معاملے میں ایکریمیا پاکیشیا کا ساتھ دے رہا ہے یا بہادرستان کے مجاہدوں کی امداد کر رہا ہے تو اس سے اس کا مقصد ہرگز مسلمانوں کی مدد نہیں ہے۔ وہ صرف روسیاہ کو یہاں الجھائے رکھنا چاہتا تھا اور جب سے روسیاہی فوج بظاہر بہادرستان سے واپس چلی گئی ہے۔ ایکریمیا کی دلچسپی بھی اس معاملے میں کم ہو گئی ہے۔ اور وہ اب اس مسئلے سے جان چھڑانے کے مواقع تلاش کر رہا ہے۔ جی۔ ٹی۔ ون کے استعمال سے اگر مجاہدین کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو ایکریمیا شاید یہ سوچ کر خاموش رہے کہ مجاہدوں کے قتل عام کے معاملے کو وہ عالمی سطح پہ اٹھا کر روسیاہ کے خلاف اپنے حلیفوں کو مزید متحد کر کے روسیاہ کو ذلیل و رسوا بھی کر سکے اور اس کا فارمولا حاصل کر کے وہ اسے خود بھی تیار کرے۔ اور اسرائیل کو دے کر اسے دوسرے مسلم ممالک کے خلاف بھی استعمال کرائے۔ آپ وزارت خارجہ کے ماہر ترین آدمی ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو آپ مجھ سے کہیں زیادہ جانتے ہیں۔ اور ایکریمیا کے بس میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ وہ اتنی جلدی اس لیبارٹری کو تباہ کر سکے۔ یہ صرف جان دینے

کے جذبے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے ۔ اور لاکھوں مجاہدین کی زندگیاں بچانے کے لئے جانیں دینے کا جذبہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ہی ہو سکتا ہے ۔ ایکریمیا کی کسی ایجنسی میں نہیں" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

" لیکن اگر تمہیں یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کچھ ہو گیا تو ....." ـــــ سر سلطان نے دھیمے سے لہجے میں کہا ۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔

" میں نے یا سیکرٹ سروس کے کسی رکن نے آب حیات نہیں پی رکھا ۔ موت تو بہر حال ہر ذی روح کا مقدر ہے جب اس کا وقت آئے گا تو اُسے ٹالا نہ جا سکے گا ۔ لیکن آخری لمحے تک جدوجہد کرنا بھی فرض میں شامل ہے ۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ہمیں بھی لاسٹ فائٹ کا موقع مل رہا ہے تو ہم صرف موت کے خوف سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اگر تم فیصلہ کر چکے ہو تو ٹھیک ہے ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس لاسٹ فائٹ میں بھی سرخرو رکھے " ـــــ سر سلطان نے کہا ۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے شکریہ کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا ۔

" کیا مطلب ـــ کیا تم طاہر سے پوچھو گے " ـــــ سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" پوچھنا تو پڑے گا ۔ آخر وہ ایکسٹو ہے " ـــــ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اور سر سلطان بے اختیار ہنس دیئے ۔

" ایکسٹو " ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی ۔

" جناب ایکسٹو صاحب ۔ من کہ فدوی علی عمران بول رہا ہوں ۔ آپ سے ایک درخواست کرنی ہے ۔ اور سفارش کے لئے میں نے سر سلطان کو بھی اپنے ساتھ بٹھا رکھا ہے ۔ اور درخواست یہ ہے کہ اگر تکلیف نہ ہو تو لائبریری سے آران کی ایک مجرم تنظیم ارباب کی فائل برآمد کر لیں تاکہ فدوی اس فائل کا مطالعہ کر کے اپنے محدود سے علم میں اضافہ کر سکے " ـــــ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" مل جائے گی فائل " ـــــ دوسری طرف سے سرد آواز میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔

" کیا مطلب ـــــ یہ طاہر نے تم سے کس انداز میں بات کی ہے " ـــــ سر سلطان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی ابھر آیا تھا ۔

" وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے جناب اور میں تو ویسے بھی فدوی قسم کا آدمی ہوں " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اُسے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم سے اس لہجے میں بات کرے
میں بات کرتا ہوں اس سے" ___ سر سلطان کا غصہ اور
بڑھ گیا۔ اور انہوں نے ریسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔
" رہنے دیجئے۔ وہاں آصف سرحدی صاحب اکیلے بیٹھے
بور ہو رہے ہوں گے۔ اب آپ کو بھی یہ ٹریڈ سیکرٹ بتانا
پڑے گا۔ طاہر اور مجھ میں یہ بات طے ہے کہ اگر میں اس سے
مؤدبانہ لہجے میں بات کروں تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ میرے ساتھ
کوئی ایسا آدمی موجود ہے جسے میری اصل حیثیت کا علم نہیں
ہے۔ ورنہ میں اس سے عام انداز میں بات کرتا ہوں۔ اب
چونکہ میں نے مؤدبانہ لہجے میں بات کی ہے۔ اس لئے اس کا جواب
ایسے ہی ملنا چاہئے تھا" ___ عمران نے کہا۔
" مگر جب تم نے بتا دیا کہ تمہارے ساتھ میں موجود ہوں تو پھر
اُسے سمجھ لینا چاہئے تھا" ___ سر سلطان نے کہا۔
" وہ دراصل کنفیوز ہو گیا تھا کہ آپ کی موجودگی میں میں نے
اس سے مؤدبانہ لہجے میں بات کیوں کی۔ بہرحال آیئے۔ اب آصف
سرحدی صاحب کو فارغ کیا جائے تاکہ میں اس لاسٹ فائٹ
کے لئے انتظامات شروع کر سکوں۔ ہمیں یہ مشن انتہائی تیز
رفتاری سے مکمل کرنا ہو گا۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم منصوبے
ہی بناتے رہ جائیں اور وہ لاسٹ فائٹ جیت لینے میں کامیاب
ہو جائیں" ___ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور
سر سلطان نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر

ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

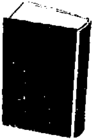

فوجی دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی
سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر روسیاہی اس طرح اکڑا ہوا
بیٹھا تھا جیسے دھوبی نے اس کے جسم پر موجود فوجی وردی
کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کو بھی کلف لگا دیا ہو۔ بڑی بڑی
اور گھنی مونچھیں بھی سائیڈوں پر اس طرح سیدھی کھڑی تھیں
کہ جیسے مونچھوں کے درمیان لوہے کی سلاخیں فٹ کر دی
گئی ہوں۔ اس کے چہرے پر سختی اور آنکھوں میں سرخی جھلک
رہی تھی۔ اس کی مخصوص انداز کی ٹھوڑی سے صاف معلوم ہوتا
تھا کہ وہ حد درجہ مغرور۔ ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ یہ روسیاہ
کی سپیشل ایجنسی لاسو کا چیف کرنل ناروک تھا۔ جسے عرف
عام میں سفید بھیڑیا کہا جاتا تھا۔ بہادرستان پر روسیاہ ہی

قبضے کے بعد مجاہدین کے مخبروں اور ایجنٹوں سے نمٹنے کے لئے یہ خصوصی ایجنسی قائم کی گئی تھی ۔ اور کرنل نادوک جو اس سے پہلے روسیاہی کے جی۔بی کے ایک خصوصی شعبے کا سربراہ تھا۔ اس شعبے کو عام طور پر قاتل شعبہ کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس شعبے کے فرائض میں ہی یہی بات شامل تھی کہ حکومت روسیاہ کے دشمنوں کو چاہے وہ روسیاہی ہوں یا غیر روسیاہی انتہائی ظالمانہ انداز میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ۔ یہی وجہ تھی کہ اس شعبے میں چن چن کر ایسے افراد بھرتی کئے گئے تھے جو فطری طور پر انتہائی اذیت پسند۔ ظالم اور سفاک ہوں ۔ اور اس شعبے نے روسیاہ میں اس قدر ظالمانہ انداز میں قتل وغارت کی بنیاد ڈال دی تھی کہ روسیاہی اس شعبے کا نام سنتے ہی دہشت سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے ۔ اور کرنل نادوک ان قاتلوں کا سربراہ تھا۔ وہ اس قدر ظالم اور سفاک فطرت آدمی تھا ۔ کہ جب اس پر تفریح کا موڈ طاری ہوتا تو وہ انسانی چیخوں سسکیوں اور کراہوں پر مبنی ٹیپ لگا لیا کرتا تھا ۔ اور انسانوں کی چیخیں ۔ سسکیاں اور کراہیں اُسے واقعی تفریح مہیا کرتی تھیں ۔ ایک لحاظ سے اس پورے شعبے کو ہی لاسو میں بدل دیا گیا تھا ۔ اور کرنل نادوک کی سربراہی میں لاسو نے بہادرستان میں ظلم سفاکی اور قتل وغارت کا ایسا بازار گرم کر دیا تھا کہ بہادرستان کے مقامی باشندوں پر بھی اس کی بے پناہ دہشت طاری ہو گئی تھی ۔ خاص طور پر اگر کوئی مجاہد، مخبر یا ایجنٹ یا قیدی لاسو

کے ہاتھ لگ جاتا تو پھر اس پر اس قدر بھیانک انداز میں ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے کہ دیکھنا تو ایک طرف اس کی تفصیل سننے والے کے جسم پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا تھا ۔ روسیاہی فوجوں کی بہادرستان سے واپسی کے بعد پورے بہادرستان کے مجاہد تو ایک طرف کٹھ پتلی حکومت کے وفادار مقامی لوگ بھی ان سے شدید نفرت کرتے تھے ۔ اور وہ بھی جہاں موقع ملتا تھا لاسو کے ایجنٹوں کو گولی مار دینے سے دریغ نہ کرتے تھے ۔ لیکن لاسو کے ایک بڑے گروپ کو ہرات میں رکھ لیا گیا تھا اور کرنل نادوک نے بھی اب لاسو کا ہیڈ کوارٹر ہرات میں ہی قائم کر لیا تھا۔ یہاں اُسے گاری پر واقع جی۔ٹی۔دن کی لیبارٹری کی حفاظت اور اس تک پہنچنے والے ہر شخص کو ہلاک کر دینے کا مشن سونپا گیا تھا۔ گاری پر کو سوائے ہیلی کاپٹروں کے اور کسی طرح بھی نہ پہنچا جا سکتا تھا ۔ اور اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے گاری میں خصوصی فوج موجود تھی ۔ اور گاری کے ارد گرد انتہائی جدید سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے ۔ لیکن روسیاہیوں کو معلوم تھا کہ اگر کبھی ایکریمین ۔ شوگران یا کسی یورپی ملک کے ایجنٹوں کو جی۔ٹی۔دن کے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ لازماً گاری جانے کے لئے ہرات میں ہی اپنی کارروائیاں کریں گے ۔ اس لئے لاسو کا ہیڈ کوارٹر ہرات میں قائم کیا گیا تھا ۔ اور ہرات اور اس کے ارد گرد کے پورے علاقے پر ایک لحاظ سے لاسو کی ہی حکومت تھی ۔ اور کرنل نادوک کو ان متوقع ایجنٹوں

سے نمٹنے کے لئے اس قدر وسیع اختیارات دیئے گئے تھے کہ ایک لحاظ سے وہ ہرات جیسے بین الاقوامی شہر اور اس کے ارد گرد علاقوں میں بسنے والے ہر فرد کی جان و مال کا مالک بن گیا تھا۔ وہ یہاں کا مطلق العنان آمر بن کر رہ رہا تھا۔ لاسو کے ایجنٹ یہاں جیسے چپے چپے پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور یہ لوگ ذرا سا شک پڑنے پر کسی بڑے سے بڑے آدمی کو گولی مار دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ یا پھر ان افراد کی چیخیں جگہ جگہ بنے ہوئے ٹارچر سیلوں میں ہولناک انداز میں گونجتی رہتی تھیں۔ کرنل نارودک اس قدر با اختیار تھا کہ اگر وہ کسی روسیاہی کو بھی گولی مار دیتا تب بھی اس سے پوچھ گچھ نہ ہوتی تھی۔ لیکن کرنل نارودک میں ہزار خامیاں سہی ایک خوبی بھی البتہ ضرور تھی کہ وہ خود اور لاسو کے کسی ایجنٹ کو کسی مقامی یا غیر مقامی عورت سے دست درازی کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اگر لاسو کے کسی ایجنٹ کے متعلق اُسے ذرا سی خبر بھی مل جاتی کہ اس نے کسی عورت کے ساتھ زیادتی کی ہے تو وہ اُسے فوراً گولی مار دینے کا حکم جاری کر دیتا تھا اور اگر کوئی عورت مشکوک سمجھی جاتی تو پھر کرنل نارودک خود اس سے پوچھ گچھ کرتا۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ وہ مشکوک عورت پر بھی ظلم و ستم کی انتہا کر دیتا تھا۔ لیکن بہر حال اس عورت کی عزت پر کوئی حرف نہ آنے دیا جاتا تھا۔ عورتوں کے ساتھ اس کے اس خصوصی سلوک کے پس منظر میں شاید اس کی مادام کازن سے بے پناہ محبت شامل تھی۔ مادام کازن کرنل

نارودک کی بیوی تھی۔ گو ان کی شادی کو بارہ تیرہ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن مادام کازن آج بھی اس قدر حسین خوبصورت اور دلکش عورت تھی۔ کہ پورے روسیاہ میں اُسے حسن کی دیوی وینس کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور اگر وہ کرنل نارودک کی بیوی نہ ہوتی تو یقیناً روسیاہ میں اس کے حصول کی خاطر خانہ جنگی کا امکان پیدا ہو جاتا۔ اب بھی یہ حالت تھی کہ مادام کازن جس طرف سے گزر جاتی لوگ بے اختیار سکتے کی سی حالت میں اُسے گھورتے رہ جاتے۔ مادام کازن جس قدر حسین تھی اتنی ہی اکھڑ اور تند مزاج بھی تھی۔ طبیعت کے لحاظ سے وہ ایسی شیرنی تھی جس سے اس کے بچے چھینے جا رہے ہوں۔ انتہائی مشتعل مزاج عورت تھی۔ سیدھے منہ کسی سے بات کرنا بھی اسے گوارا نہ تھا۔ روسیاہ کے بڑے بڑے جنرل کئی بار اس سے ڈانٹ کھا چکے تھے۔ کرنل نارودک کی طرح وہ بھی فطری طور پر انتہائی اذیت پسند تھی۔ لیکن اس کی یہ ساری سفاکی مردوں کے لئے تھی۔ عورتوں کے حق میں وہ بے حد نرم واقع ہوئی تھی۔ اور کرنل نارودک اگر دنیا میں کسی سے خم کھاتا تھا۔ تو صرف اپنی بیوی مادام کازن سے۔ وہ برسرِ عام اُسے جھاڑ دیتی تھی۔ اور کرنل نارودک اس طرح سہم جاتا تھا۔ جیسے مادام کازن کا شوہر نہ ہو بلکہ کوئی خوفزدہ سا بچہ ہو۔ شاید اس کی وجہ اس کی مادام کازن سے مثالی محبت تھی۔ وہ مادام کازن کے ایک اشارے پر پہاڑ سے کود جانے پر بھی دریغ نہ کر سکتا تھا لیکن مادام کازن

کو اپنے شوہر سے قطعی محبت نہ تھی۔ اس نے شاید کرنل نارڈک سے شادی صرف اس لئے کی تھی کہ اس طرح اُسے بے پناہ تحفظ مل گیا تھا۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی مادام کازن کو اس کی پرواہ تھی۔ وہ بس گھومنے پھرنے اور اپنے حسن کی نمائش کرنے اور مردوں کو ڈانٹنے ڈپٹنے میں مگن رہتی تھی۔ لاسو کے چار خصوصی ایجنٹ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے۔ جو اس کے محافظ خصوصی کا کردار ادا کرتے تھے وہ مادام کازن کے ایک اشارے پر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ لیکن ایسا صرف اس وقت ہوتا تھا جب کوئی مرد مادام کازن سے گستاخی کر بیٹھے یا اس پر کوئی فقرہ کس دینے کی حماقت کر بیٹھتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں مادام کازن مردوں کی پُرشوق نگاہوں سے لطف اندوز ہوتی رہتی تھی۔ اُسے اپنے حسن پر انتہائی غرور تھا۔ اور اس کے خیال کے مطابق دنیا کا ہر مرد اس کے حسن کی وجہ سے اس کا غلام بن جانے کے لئے بیقرار رہتا تھا۔ اور تھا بھی ایسا۔ مادام کازن کو اگر کوئی مرد وقتی رفاقت کے لئے پسند آجاتا تو وہ بڑی ادا سے اُس کی طرف ہاتھ بڑھا دیتی۔ تو وہ مرد واقعی اس کے سامنے غلاموں کی طرح بچھ جاتا تھا۔ کرنل نارڈک کی وجہ سے مادام کازن بھی اب ہرات میں مقیم تھی۔ اور اگر اختیارات کی وجہ سے کرنل نارڈک کی پورے ہرات پر حکومت تھی تو حسن کی وجہ سے مادام کازن کو ہرات کے ہر مرد کے دل پر مکمل قبضہ حاصل تھا۔ وہ

کرنل نارڈک کے ساتھ ہرات میں بنی ہوئی ایک خوب صورت محل نما کوٹھی میں رہتی تھی۔ بے شمار مقامی مرد اور عورتیں اس کی خدمت کے لئے ہر وقت مامور رہتی تھیں جب کہ کوٹھی کی حفاظت فوج کا ایک خصوصی دستہ کرتا تھا۔

کرنل نارڈک اس وقت اپنے دفتر کی کرسی پر اکڑا بیٹھا سامنے رکھی ہوئی ایک فائل پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کی عادت تھی کہ اس کا جسم نہ صرف چلتے وقت تیر کی طرح اکڑا رہتا تھا۔ بلکہ کرسی پر بھی وہ اس طرح اکڑ کر بیٹھتا تھا جیسے پوری دنیا اس کے قدموں کے نیچے ہو۔ میز پر چار مختلف رنگوں کے فون موجود تھے۔ اچانک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو کرنل نارڈک نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا یہ فون روسیاہ کی ایجنسی کے۔جی۔بی سے منسلک تھا۔ اور اس فون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کے۔جی۔بی سے کوئی اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ فون وائرلیس سسٹم کے تحت تھا۔

"یس ــــ کرنل نارڈک سپیکنگ" ــــ کرنل نارڈک نے رسیور اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل سارک بول رہا ہوں کرنل نارڈک" ــــ دوسری طرف سے ایک بے تکلفانہ سی آواز سنائی دی اور کرنل نارڈک کے تنے ہوئے چہرے کے عضلات بھی یہ آواز سن کر قدرے نرم پڑ گئے۔ کیونکہ سارک اس دنیا میں اس کا اکلوتا بے تکلف دوست تھا۔ کرنل سارک کے۔جی۔بی کے فارن سیکشن کا

چیف تھا۔

" اوہ سارک تم ـــ کیسے فون کیا ہے" ـــ کرنل نارڈک نے اس بار اپنی طرف سے تو نرم لہجے میں بات کی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی آواز میں ہلکا سا سختی کا عنصر نمایاں ہی تھا۔

" کیا بات ہے کیا کبھی کاذن سے مار کھائے بیٹھے ہو۔ تمہاری آواز سے تو ایسے ہی لگتا ہے جیسے ابھی چوٹوں میں تکلیف محسوس ہو رہی ہو" ـــ دوسری طرف سے کرنل سارک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کیا کرو۔ ورنہ کسی روز کسی ٹارچر سیل میں پڑے چیخ رہے ہو گے" ـــ اس بار کرنل نارڈک نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" میری تو بڑی حسرت ہے۔ کاذن سیل میں بیٹھ کر چیخنے کی۔ لیکن کیا کروں دوستی آڑے آجاتی ہے۔ ویسے سچی بات یہی ہے کہ تم نے خواہ مخواہ حسن کے خزانے پر جبری قبضہ کر رکھا ہے" سارک نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار کرنل نارڈک بھی ہنس پڑا۔

" کسی روز ہمت کر ہی ڈالو اس خزانے پر بُری نظریں ڈالنے کی۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا اس خزانے کے اندر کیسے کیسے زہریلے سانپ چھپے ہوئے ہیں" ـــ کرنل نارڈک نے ہنستے ہوئے کہا۔ سارک شاید اس دنیا میں واحد آدمی تھا۔ جو اس سے اس حد تک مذاق کر لیتا تھا۔ ویسے وہ تھا بھی انتہائی کھلنڈرا

اور شوخ طبیعت کا وہ تو مادام کاذن پر بھی فقرہ بازی سے نہ چوکتا تھا۔ مادام کاذن بھی اس کی باتوں کا بُرا نہ مناتی تھی۔

" تو پھر خبردار ہو جاؤ۔ ایک ایسا سپیرا اہرات پہنچنے والا ہے جو ان سانپوں کا زہر نکالنا جانتا ہے" ـــ دوسری طرف سے کرنل سارک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات" ـــ کرنل نارڈک نے چونک کر پوچھا۔

" کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران کا نام سنا ہے تم نے" ـــ کرنل سارک نے پوچھا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ علی عمران۔ یہ کون ہیں۔ پاکیشیا کے بارے میں تو جانتا ہوں۔ بہادرستان کا ہمسایہ ملک ہے اور بہادرستانی مجاہدوں کا سب سے بڑا حامی ہے" کرنل نارڈک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر سن لو کرنل نارڈک۔ میرے سیکشن کو اطلاعات ملی ہیں کہ بہادرستانی مجاہد تنظیم کاذک کا سربراہ آصف سرحدی خفیہ دورے پر پاکیشیا پہنچا ہے۔ اس نے وہاں صدر پاکیشیا اور سیکرٹری وزارت خارجہ سے خفیہ ملاقاتیں کی ہیں" ـــ کرنل سارک نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا ہوا۔ ایسی ملاقاتیں تو ہوتی رہتی ہیں۔ ان ملاقاتوں سے میرا کیا تعلق" ـــ کرنل نارڈک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پہلے تفصیل سن لو۔ تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ بہادرستانی مجاہدوں نے دشتیان کیمپ پر ہونے والے جی۔ ٹی۔ ڈن کے تجربے کا کھوج نکال لیا تھا۔ اور نہ صرف کھوج نکال لیا تھا بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جی۔ ٹی۔ ڈن لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ گاری کے قریب ہے اور انہوں نے اس کی تباہی کے لئے اپنی ٹیمیں بھی بھیجی تھیں" ۔۔۔ کرنل سارک نے کہا۔

"ہاں اچھی طرح معلوم ہے۔ ان ٹیموں کا خاتمہ بھی لاسو نے ہی کیا تھا۔ مگر....." ۔۔۔ کرنل نارڈک نے کہا۔

"تو ہوا یہ کہ بہادرستان میں مجاہد تنظیموں کے کمانڈروں کا خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ جی۔ ٹی۔ ڈن کی لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کی تباہی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے تاکہ بہادرستانی مجاہدوں کے مکمل خاتمے کا آپریشن مکمل نہ ہو سکے۔ جس کی تیاریاں تیزی سے جاری ہیں اور میرے ایجنٹوں نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا نمائندہ خصوصی اور پاکیشیا کا سپر ایجنٹ علی عمران کی ملاقات بھی آصف سرحدی سے ہوئی ہے اور آصف سرحدی جب واپس گیا ہے تو وہ بے حد خوش تھا۔ اور واپسی کے بعد کمانڈروں کا پھر خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں ہمارے مخبر بھی شامل تھے۔ اور وہاں آصف سرحدی نے جو رپورٹ دی ہے۔ اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جی۔ ٹی۔ ڈ

کی تباہی کا مشن قبول کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ اس علی عمران نے آصف سرحدی سے گفتگو کے دوران گاری اور ہرات کے متعلق تفصیلی گفتگو کی ہے۔ ہرات میں ریڈ ڈرگ کے متعلق اور آران میں ان کا رابطہ کسی ارباب نامی تنظیم سے ہے۔ اس کے متعلق اس نے زیادہ دلچسپی لی ہے اس لئے اس رپورٹ کے ملنے کے بعد ہمارے سیکشن کے ماہرین نے جو تجزیہ کیا ہے اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم جو لازماً علی عمران کی سرکردگی میں کام کرے گی۔ آران میں اس تنظیم ارباب سے رابطہ قائم کر کے ہرات پہنچے گی۔ اور ہرات سے وہ گاری پہنچے اور اسے تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس تجزیے کو فوری طور پر کے۔ جی۔ بی کے چیف تک پہنچایا گیا۔ کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ تھا۔ کے۔ جی۔ بی کے چیف نے فوری طور پر سپیشل میٹنگ کال کی اور پھر طویل بحث و مباحثے کے بعد یہ طے پایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر واقعی ہرات یا گاری پر پہنچتی ہے تو اس کے مقابلے کے لئے لاسو کو ہی سامنے لایا جائے۔ کیونکہ اگر روسیاہ سے کوئی ایجنسی وہاں بھیجی گئی تو یہاں موجود ایکریمین اور دوسرے ملکوں کے ایجنٹ چونک پڑیں گے۔ اس طرح جی۔ ٹی۔ ڈن جو ابھی تک ان سپر پاورز سے خفیہ ہے۔ ظاہر ہو جائے گا اور پھر اس اہم ترین ہتھیار کے فارمولے کے حصول کے لئے پوری دنیا کے ایجنٹ بگولوں کی طرح دوڑ پڑیں گے۔ جب کہ بہادرستان پر فائنل اور

وسیع پیمانے پر تجربے کے بعد روسیاہ اس ہتھیار کو اپنے خفیہ ہتھیاروں میں شامل رکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس فیصلے کے تحت مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں اس بارے میں مطلع بھی کردوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کے متعلق ہمارے پاس جو معلومات موجود ہیں وہ بھی تم تک پہنچا دوں۔ اور اس لئے میں نے فون کیا ہے۔ یہ فائلیں تو جلد ہی تمہارے پاس حسب ضابطہ پہنچ جائیں گی اور ان کے مطالعے کے بعد ہی تمہیں معلوم ہوگا کہ تم اور تمہاری ایجنسی لاسو پر کس قدر اعتماد کیا گیا ہے۔ اور اگر تم اس گروپ کو شکست دینے میں کامیاب ہوگئے تو شاید تمہیں روسیاہ کا سب سے بڑا اعزاز دیا جانے کا اعلان کر دیا جائے۔ لیکن جو بات میں تم سے خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ اس علی عمران سے اپنی بیگم کو بچا کر رکھنا کیونکہ اس آدمی کے متعلق مشہور ہے کہ بڑی بڑی اکھڑ عورتیں اس پر اس طرح دیوانہ وار نچھاور ہونے لگتی ہیں جیسے مٹھاس پر شہد کی مکھیاں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں کازن تمہیں چھوڑ کر اس عمران کا ہاتھ پکڑ لے اور تم بیٹھے خودکشی کرنے کی ترکیبیں سوچتے رہ جاؤ" ۔۔۔ کرنل سادک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اگر یہ بات ہے تو پھر آنے دو اس عمران کو۔ اگر میں نے کازن سے اس کی بوٹیاں نہ نچوائیں تو میرا نام بھی نادرک نہیں ہے۔ ویسے تم نے میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے۔ اب تو میں دعا کروں گا

کہ وہ واقعی یہاں آجائیں۔ تاکہ کچھ تو یہاں دلچسپی کا سامان بھی پیدا ہو جائے" ۔۔۔ کرنل نادرک نے کہا۔

" اس خوش فہمی میں نہ رہنا کرنل نادرک۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سروس ہے۔ اس کا ریکارڈ ہے کہ وہ ناممکن کو ممکن بنا لیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم خوش فہمی میں رہ جاؤ اور وہ جی۔ ٹی۔ ون جیسے اہم ترین روسیاہی منصوبے کو تباہ کر کے واپس بھی چلے جائیں۔ مجبوری یہ ہے کہ ہم جی۔ ٹی۔ ون کو خاص طور پر ایکریمین ایجنٹوں سے اوجھل رکھنا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ اس قدر اہم اطلاع تھی کہ شاید کے جی۔ بی کا چیف کے۔ جی۔ بی سمیت ہرات میں پہنچ جاتا" ۔۔۔ کرنل سادک نے کہا۔

" اوہ۔ تم یہ باتیں کر کے میرا اشتیاق مزید بڑھا رہے ہو۔ بہر حال بے فکر رہو۔ یہاں ان کا شکار کھیلنے کے لئے ہم ہر لمحہ تیار رہیں گے" ۔۔۔ کرنل نادرک نے کہا۔

" او۔ کے۔ گڈ لک فار یو اینڈ فار مادام کازن" ۔۔۔ کرنل سادک نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل نادرک نے رسیور رکھا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

" ریڈ ڈرگ کے شیر سنگھ کو فوراً میرے پاس بھجواؤ" ۔۔۔

کرنل نارڈک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔ مگر ساتھ ہی اس نے زرد رنگ کے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ ہیڈ کوارٹر انچارج میجر کاف کی بھاری آواز سنائی دی۔

"میرے پاس آؤ فوراً" ـــــ کرنل نارڈک نے تلخ لہجے میں کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔ اور ایک لمبا تڑنگا اور خوب صورت جسم کا مالک میجر کاف اندر داخل ہوا۔ اور اس نے اندر آتے ہی فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"میجر کاف۔ الرٹ ہو جاؤ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ کسی علی عمران نامی آدمی کی سربراہی میں جی۔ٹی۔ دن کی تباہی کا مشن لئے یہاں پہنچنے والا ہے۔ لاسو کو ریڈ الرٹ کر دو۔ ایک ایک آدمی کی مکمل نگرانی کرو۔ ہرات میں داخل ہونے والے ہر شخص کو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ مکمل چیکنگ کرو۔ اور جو مشکوک نظر آئے اُسے فوراً گولی سے اڑا دو۔ میں اس معاملے میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کروں گا۔ سمجھے" کرنل نارڈک نے اُسی طرح اکڑے ہوئے انداز اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــــ میجر کاف نے دوبارہ سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ یہ اطلاع بھی ملی ہے۔ کہ شاید یہ لوگ ریڈ ڈرگ کی آڑ میں یہاں پہنچیں۔ میں نے شیر سنگھ کو طلب کیا ہے۔ میں اُسے ہوشیار رہنے کا حکم دوں گا۔ لیکن تم نے ریڈ ڈرگ کے ایک ایک آدمی اور اس کی ایک ایک حرکت پر خصوصی طور پر نظر رکھنی ہے" ـــــ کرنل نارڈک نے کہا۔

"یس باس" ـــــ میجر کاف نے دوبارہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی کوتاہی اگر میں نے محسوس بھی کر لی تو کتوں سے تمہاری بوٹیاں نچوا دوں گا۔ جاؤ" ـــــ کرنل نارڈک نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ میجر کاف نے دوبارہ سیلوٹ کیا۔ اور پھر فوجی انداز میں اباؤٹ ٹرن ہو کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان" ـــــ کرنل نارڈک نے غراتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم اور گھنی مونچھوں والا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ شیر سنگھ تھا ریڈ ڈرگ کا چیف۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ دکھائی دے رہی تھیں۔ سخت چہرہ اور بھاری جبڑوں اسے اس کے انتہائی دلیر اور بے خوف ہونے کو ظاہر کر رہے تھے۔ عام سکھوں کی طرح اسکے داڑھی اور سر کے بال نہ تھے۔ بلکہ وہ سکھوں کے اس فرقے کا آدمی دکھائی دے رہا تھا جو عام لوگوں کی طرح

رہتے ہیں۔ داڑھی اور سر کے بال بڑھانے کی بجائے صرف مونچھیں نشانی کے طور پر رکھتے ہیں۔ البتہ اس کی دائیں کلائی میں موجود لوہے کا کڑا نشانی کے طور پر موجود تھا۔

" آپ نے مجھے طلب فرمایا ہے جناب "—— شیر سنگھ نے سلام کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تمہارے آدان کی کسی تنظیم ارباب سے تعلقات ہیں " کرنل نارڈک نے اُسی طرح اکڑے ہوئے اور سخت لہجے میں پوچھا۔ اس نے اُسے بیٹھنے کے لئے نہ کہا تھا۔

" یس سر۔ ارباب سے ہی تو ہمارا سارا کاروبار ہے سر" شیر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

" اس کا سربراہ کون ہے۔ اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" کرنل نارڈک نے پوچھا۔

" سر۔ اس کی سربراہ مادام نتاشا ہے اور ہیڈ کوارٹر آدان کے دارالحکومت ناران میں ہے۔ ویسے سب ہیڈ کوارٹر مشاہد میں ہے۔ اور مادام نتاشا مستقل طور پر مشاہد میں ہی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ شروع سے یہیں کی رہنے والی ہیں۔ ناران میں ہیڈ کوارٹر کا انچارج تبریزی ہے وہ ارباب کا سیکنڈ چیف ہے "—— شیر سنگھ نے پوری تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ مادام نتاشا کبھی ہرات آئی ہے "—— کرنل نارڈک

نے پوچھا۔

" یس سر۔ اکثر آتی جاتی رہتی ہیں۔ کاروباری سلسلے میں سر۔ مادام کی بڑی بے تکلف دوست ہیں۔ مادام بھی کئی بار ان کے پاس مشاہد جا چکی ہیں "—— شیر سنگھ نے کہا۔

" مادام۔ تمہارا مطلب کاذن سے ہے "—— کرنل نارڈک نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" یس سر "—— شیر سنگھ نے جواب دیا۔

" اچھا سنو۔ ہمیں خفیہ طور پر اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سے جاسوسوں کا ایک گروپ کسی اہم مشن پر یہاں ہرات میں آرہا ہے۔ ان کے لیڈر کا نام علی عمران معلوم ہوا ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ارباب اور اس کے ذریعے تم تک پہنچے گا اور پھر یہاں اپنا مشن مکمل کرے گا۔ اس لئے میں نے تمہیں طلب کیا ہے کہ تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم نے یا تمہارے کسی آدمی نے کسی بھی مشکوک آدمی سے بات بھی کی ہے تو میں تمہاری اور تمہارے سب آدمیوں کی کتوں سے بوٹیاں نچوا دوں گا۔ سمجھے "—— کرنل نارڈک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" بے فکر رہیں سر۔ ایسا کبھی ممکن ہی نہیں ہو سکتا "—— شیر سنگھ نے جواب دیا۔

" جاؤ اور اپنی تنظیم کے ہر آدمی کو ہوشیار کر دو۔ اور یہ تو تم

جانتے ہی ہو گے کہ تمہاری اور تمہارے ہر آدمی کی ہر حرکت ہماری نگاہوں میں رہتی ہے "۔۔۔ کرنل نارڈک نے کرخت لہجے میں کہا اور شیر سنگھ سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی کرنل نارڈک نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" مادام کازن ہاؤس "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

" کرنل نارڈک سپیکنگ۔ مادام سے بات کراؤ "۔۔۔ کرنل نارڈک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک نسوانی آواز ابھری لیکن لہجے میں ایسی کرختگی تھی جیسے کوئی کٹکھنی بلی غرا رہی ہو۔

" کیا بات ہے نارڈک۔ کیوں مجھے ڈسٹرب کیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ وقت میرے آرام کا ہوتا ہے " نسوانی آواز میں غراہٹ اور بڑھ گئی تھی۔

" سوری ڈیئر۔ بات ہی ایسی تھی کہ مجھے تمہارے آرام میں خلل ڈالنا پڑا۔ سرکاری کام ہے۔ ورنہ تم تو جانتی ہی ہو کہ میں بھلا اس وقت تمہیں بے آرام کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں " نارڈک نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بالکل کسی بھیڑ کی طرح منمنا رہا تھا۔

" سرکاری کام ۔۔۔ کیا مطلب۔ میرا تمہارے سرکاری کام سے کیا واسطہ "۔۔۔ اس بار مادام کازن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ ارباب کی سربراہ مادام نتاشا تمہاری دوست ہے "۔۔۔ کرنل نارڈک نے کہا۔

" تمہیں پہلے معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ کون میرا دوست ہے اور کون نہیں۔ اب کیوں پتہ چلا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اب میری پرواہ نہیں رہی "۔۔۔ مادام کازن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے میرا یہ مطلب نہ تھا۔ دراصل جس طرح میں تم سے ڈرتا ہوں اسی طرح تمہارے دوستوں سے بھی ڈرتا ہوں "۔۔۔ کرنل نارڈک نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا

" بہرحال بات کیا ہے۔ تم نے کیوں پوچھا ہے نتاشا کے متعلق۔ تمہارا اس سے کیا واسطہ ہے "۔۔۔ مادام کازن نے غراتے ہوئے کہا۔

" کے۔ جی۔ بی کے چیف کا فون آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی گروپ کسی علی عمران کی رہنمائی میں یہاں ہمارے خلاف کسی اہم اور خفیہ مشن پر آ رہا ہے۔ اور وہ ارباب کے ذریعے یہاں پہنچے گا۔ اور اس علی عمران کے متعلق مشہور ہے کہ عورتیں اس پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگ جاتی ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں ہوشیار

رہوں۔ اس کے بعد مجھے شیر سنگھ نے بتایا ہے کہ وہ نتاشا
تمہاری دوست ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ علی عمران نتاشا کو بیوقوف
بنا کر تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اس لئے میں نے پوچھا ہے"۔
کرنل نادرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا خیال ہے کہ نتاشا یا میں اس علی عمران کے ہاتھوں
بے وقوف بن جائیں گی۔ سنو۔ آئندہ نتاشا کا نام تمہاری
زبان پہ نہ آئے۔ سمجھے۔ نتاشا ایسی عورت نہیں ہے۔ وہ بالکل
میری ہم مزاج ہے۔ میری طرح وہ بھی مردوں کو گھاس نہیں
ڈالا کرتی۔ لیکن اب میں نتاشا کو فون کر کے اُسے کہوں گی کہ
اگر وہ عمران اس تک پہنچے تو وہ اُسے میرے پاس لے آئے۔
میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دینا پسند کروں
گی"۔۔۔ مادام کازن نے انتہائی مغرورانہ انداز میں کہا۔

" ارے ارے۔ ایسا غضب نہ کرنا۔ کے۔جی۔بی کو اگر
معلوم ہو گیا کہ تم نے اس عمران کو ہرات میں داخل ہونے
کا حکم دیا ہے تو ہم دونوں کا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ اور
ہم دونوں کو ڈائننگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔
چیف نے انتہائی سخت ترین حکم دیا ہے۔ کہ عمران یا اس کا
کوئی بھی ساتھی کسی بھی طرح ہرات کی حدود میں داخل نہ ہونے
پائے"۔۔۔ کرنل نادرک نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں
کہا۔

" اوہ۔ اس قدر خطرناک آدمی ہے۔ اوہ ٹھیک ہے۔ اگر ایسی

بات ہے تو پھر میں خود آزان جا کر اس کا خاتمہ کر دوں گی۔ اور اس
کی لاش نمائش کے لئے یہاں لے آؤں گی"۔۔۔ مادام
کازن نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل
نادرک نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور
رکھ دیا۔ اب اُسے یقین تھا کہ یہ عمران یا اس کے ساتھی کسی
بھی صورت میں ہرات میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اُسے صرف
خطرہ کازن سے تھا اور اس لئے اس نے جان بوجھ کر۔ کے
جی۔بی کے چیف اور کورٹ مارشل کی بات کی تھی۔ کیونکہ وہ
جانتا تھا کہ کازن اگر کسی سے ڈرتی ہے تو صرف کے۔جی۔بی
کے چیف سے۔ اور اب اُسے یقین تھا کہ کازن کسی صورت
بھی اس عمران کو یہاں ہرات میں زندہ داخل نہ ہونے دے گی۔

عمران نے فائل بند کر کے ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل ایک طرف رکھ کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔

"اس فائل میں تو "ارباب" کے بارے میں کوئی خاص تفصیل موجود نہیں ہے۔ میں آپ کے آنے سے پہلے اسے دیکھ چکا ہوں" ــــ سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران نے دانش منزل پہنچ کر فائل دیکھنے سے پہلے اُسے آصف سرحدی سے ہونے والی ملاقات اور اس کی تفصیل کے ساتھ اپنے فیصلے کے متعلق بتا دیا تھا۔ کہ وہ انتہائی تیز رفتار ایکشن کے ذریعے فوری طور پر اس جی۔ ٹی دن لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اور چونکہ ہرات میں موجود

سکھوں کی تنظیم ریڈ ڈرگ کے رابطے آرانی تنظیم ارباب سے بےحد وسیع ہیں اس لئے وہ ارباب کو اس سلسلے میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور اس لئے اس نے ارباب کے متعلق فائل نکال رکھنے کا اُسے کہا تھا۔

"دراصل یہ اتنی بڑی تنظیم نہیں ہے کہ اس بارے میں کوئی مزید تفصیل حاصل ہو سکتی۔ یہ فائل بھی مجرم تنظیموں کے جنرل سروے کے نتیجے میں تیار ہوئی تھی اور طویل عرصے سے چونکہ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی اسلئے اسمیں مزید بھی کچھ اضافہ نہ ہو سکا" ــــ عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو اب آپ کسی انفارمیشن ایجنسی سے بات کرنا چاہتے ہیں" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے کہا تو ہے کہ یہ اتنی بڑی تنظیم نہیں ہے کہ جس کا ریکارڈ بین الاقوامی انفارمیشن ایجنسیوں کے پاس ہو۔ نادان میں ایک آدمی کو فون کر رہا ہوں۔ اگر وہ مل گیا تو اس کے متعلق تازہ ترین معلومات حاصل ہو جائیں گی" ــــ عمران نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ پہلی بار ڈائلنگ سے لائن نہ مل سکی تھی اور پھر تین بار مسلسل کوشش کے بعد آخر کار لائن مل گئی۔

"سمن کلب" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مشہدی سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز رسیور پر ابھری۔

"یس ـــــ مشہدی بول رہا ہوں" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا عنصر تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا" ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ فرمائیے پرنس۔ آج کیسے مشہدی یاد آ گیا۔ بڑا طویل عرصہ ہو گیا ہے آپ سے بات ہی نہیں ہوئی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کچھ معلومات چاہئیں اور فوری" ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اس نے اس کے باقی فقرے کا جواب نہ دیا تھا۔

"میں نمبر بتاتا ہوں۔ اس پر رنگ کریں" ـــــ اس بار دوسری طرف سے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔ اور ساتھ ہی چھ ہندسوں پر مبنی فون نمبر بھی بتا دیا۔

عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور ایک بار پھر آران کے کوڈ نمبر ڈائل کر کے مشہدی کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار دوسری کوشش کے بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"مشہدی بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی مشہدی کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"یس پرنس۔ اب آپ اطمینان سے بتائیں کہ آپ کو کون سی معلومات چاہئیں۔ آپ فوری ادائیگی کرنے والے گاہک ہیں اس لئے آپ کو ٹالا نہیں جا سکتا" ـــــ مشہدی نے کہا۔

"شکریہ۔ آران میں ایک تنظیم ہے ارباب۔ جس کی سربراہ کوئی عورت ہے۔ اور اس کے رابطے ہرات میں سکھوں کی ایک تنظیم ریڈ ڈرگ سے ہیں۔ مجھے خصوصی طور پر ارباب کی اس سربراہ اور ریڈ ڈرگ سے اس کے رابطوں کے بارے میں حتمی معلومات درکار ہیں" ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارباب تنظیم ہر قسم کی سمگلنگ اور قتل وغارت میں ملوث تنظیم ہے۔ انقلابی حکومت سے پہلے تو سنا تھا کہ اسے شاہ آران کی بھی درپردہ حمایت حاصل تھی۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ تنظیم اب بھی کافی طاقتور اور باوسائل ہے۔ اور پورے آران کی زیر زمین دنیا پر تقریباً اس تنظیم کا قبضہ ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر تاران میں ہے۔ جس کا انچارج تبریزی ہے۔ لیکن اس کی سربراہ مادام نتاشا ہے۔ جو مشاہد میں رہتی ہے۔ بے حد حسین مگر انتہائی نک چڑھی عورت ہے اور جس قدر حسین ہے

ہے اُسی قدر مغرور بھی واقع ہوئی ہے ۔ غیر شادی شدہ ہے ۔ اور تنظیمی معاملات میں بے حد سخت اور اصول پسند واقع ہوئی ہے ۔ ہیرات کی ریڈ ڈرگ سے اس کے رابطے کے بارے میں تو مجھے معلومات حاصل نہیں ہیں لیکن اتنا بہرحال معلوم ہے کہ ہیرات میں رد سیاہ کی خصوصی تنظیم لاسو کے سربراہ کرنل نارڈک کی بیوی مادام کازن جو پورے رد سیاہ کی سب سے خوب صورت عورت اور جس قدر خوب صورت اُسی قدر مغرور ۔ سخت مزاج اور ناک چڑھی بھی ہے بلکہ اس کے مزاج کے بارے میں اندازہ ایک مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا مزاج ہر وقت اس شیرنی جیسا رہتا ہے ۔ جس کے بچے اس سے چھینے جا رہے ہوں ۔ ویسے کازن شادی شدہ ہونے کے باوجود بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد ہے ۔ اس کا شوہر کرنل نارڈک حد درجہ ظالم ۔ سفاک اور سخت مزاج آدمی ہے ۔ اُسے عام طور پر سفید بھیڑیا کہا جاتا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ اگر پوری دنیا میں وہ کسی سے ڈرتا ہے تو صرف اپنی حسین ترین بیوی کازن سے ۔ کازن ویسے تو مردوں سے نفرت کرتی ہے لیکن اگر اس کا موڈ آ جائے تو محدود انداز میں اپنی پسند کے مردوں کو لفٹ بھی کرا دیتی ہے ۔ یہ تفصیل میں نے اس لئے بتائی ہے ۔ کہ مادام نتاشا کا مزاج بھی بالکل ایسا ہی ہے ۔ بس یوں سمجھئے کہ اگر کازن بیس ہے تو نتاشا انیس ہے ۔ اس قدر معلومات تو مجھے پہلے سے حاصل ہیں ۔ اگر آپ مزید تفصیلات چاہتے ہیں تو پھر مجھے دو دن کا وقفہ دیں میں معلومات حاصل کر لوں

گا" ـــــ مشہدی نے کہا ۔

" یہ نتاشا ہیرات جاتی رہتی ہے" ـــــ عمران نے پوچھا ۔

" جی ہاں اکثر ۔ کازن بھی خفیہ طور پر مشاہد اور آران آتی جاتی رہتی ہے ۔ لیکن نتاشا کے مہمان کے طور پر ویسے نہیں" ـــــ مشہدی نے جواب دیا ۔

" نتاشا سے کیسے اور کہاں ملاقات ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے پوچھا ۔

"میں چونکہ خود مشاہد کا رہنے والا ہوں ۔ اس لئے مجھے اس بارے میں تفصیلات کا علم ہے ۔ مادام نتاشا کا مشاہد کے سب سے خوب صورت علاقے چمن زار میں انتہائی شاندار محل نما رہائش گاہ ہے ۔ جسے نتاشا ہاؤس کہا جاتا ہے ۔ وہ وہاں شاہانہ کروفر کے ساتھ رہتی ہے ۔ صرف اپنی مرضی کے افراد سے ملتی ہے ۔ ورنہ نہیں" ـــــ مشہدی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اس کا کوئی خصوصی شوق ۔ کوئی مخصوص ہابی" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

" اُسے جنون کی حد تک نوادرات کا شوق ہے ۔ لیکن نوادرات میں خصوصی طور پر قدیم زیورات کا اور بس" ـــــ مشہدی نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اتنی معلومات کافی ہیں ۔ کتنی رقم بھجوا دوں ان کے بدلے میں" ـــــ عمران نے پوچھا ۔

"آپ پرانے گاہک ہیں صرف دس ہزار درہم بھجوا دیں۔ سمن کلب کے اکاؤنٹ میں" ——— مشہدی نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"دس ہزار درہم بھجوا دو بلیک زیرو۔ اور اس مہم کے لئے صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صدیقی کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ میں ضروری انتظامات کرنے کے بعد جلد از جلد یہاں سے روانہ ہونا چاہتا ہوں" ——— عمران نے ریسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس بار جولیا کو ساتھ نہیں لے جائیں گے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ مہم ایسی ہے کہ اس میں کسی عورت کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ صدیقی کوہ پیمائی کا ماہر ہے اس لئے اسے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ اس بار یوں سمجھو ہمیں موت کے پہاڑ پر کوہ پیمائی کرنی ہو گی اور وہ بھی انتہائی تیز رفتاری سے اس لئے جولیا اس مہم میں شامل نہیں ہو سکتی" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر ہی بلیک زیرو کو اس مہم کی اہمیت اور اس میں پیش آنے والے خطرات کا کسی حد تک اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے جلدی سے ریسیور اٹھا اور نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

آرائی حُسن کا مجسمہ نتاشا سرخ ریشمی کپڑے کا لبادہ پہنے ایک صوفے پر تقریباً نیم دراز انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں قدیم زمانے کا ایک زیور تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر قدرے مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اپنی کسی انتہائی پسندیدہ ترین چیز پا لینے کی وجہ سے خوش ہو۔ اس کے شہابی رخسار مسرت کی وجہ سے قندھاری انار کی طرح سرخ دکھائی دے رہے تھے۔ کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت لڑکی جس کے ہاتھ میں ایک جدید وائرلیس فون پیس تھا اندر داخل ہوئی۔ اس کا انداز بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا بات ہے" ——— نتاشا نے قدرے ناگوار سے انداز میں آنے والی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہیرات سے مادام کازن کی کال ہے "۔۔۔ اس لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کازن کی۔ اچھا لاؤ "۔۔۔ نتاشا نے چونک کر کہا۔ اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا زیور اس نے صوفے کے سامنے موجود میز کے اوپر رکھے ہوئے ڈبے میں انتہائی احتیاط سے رکھا اور پھر ڈبہ بند کر دیا۔

" یہ ڈبہ لے جا کر یہ دینہ کو دے دو "۔۔۔ نتاشا نے لڑکی کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

" یس مادام "۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر میز پر رکھا ہوا ڈبہ اٹھا کر وہ واپس مڑ گئی۔

" ہیلو کازن۔۔۔ سناؤ کیا ہو رہا ہے۔ آج کل ہیرات میں کوئی نیا شکار پھنسایا ہے تم نے یا نہیں "۔۔۔ نتاشا نے فون پیس کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شکار تو تم نے پھنسانا ہے نتاشا۔ میں نے تو مدت سے پھنسا رکھا ہے۔ نارو ک کو "۔۔۔ دوسری طرف سے کازن کی بھی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ہونہہ نارو ک۔ وہ تو اب دم بھی توڑ چکا ہے۔ ذرا سا تڑپتا بھی نہیں۔ ایسے شکار کا کیا لطف۔ کوئی ایسا شکار پھنساؤ جو ذرا تڑپے تو سہی "۔۔۔ نتاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ تم پر آج کل شکار پھنسانے کا کیا دورہ پڑ گیا ہے۔

کہیں شادی کرنے کا تو پروگرام نہیں بن گیا "۔۔۔ کازن نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے توبہ کرو کازن۔ یہ شوہر نما مخلوق مجھے انتہائی ناپسند ہے۔ پتہ نہیں تم کیسے اس احمق نارو ک کو برداشت کر لیتی ہو "۔۔۔ نتاشا نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ واقعی اُسے برداشت ہی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن مجبوری ہے۔ میں تمہاری طرح کسی طاقتور تنظیم کی سربراہ تو نہیں ہوں۔ اگر میں نے نارو ک سے شادی نہ کر لی ہوتی تو دوسیاہی مرد میری بوٹیاں نوچ ڈالتے۔ بہرحال میں نے ایک خاص مقصد کے لئے فون کیا ہے "۔۔۔ کازن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" خاص مقصد۔۔۔ خیریت "۔۔۔ نتاشا نے چونک کر پوچھا۔

" پاکیشیائی سیکرٹ سروس یا کسی علی عمران نامی آدمی کے بارے میں کچھ جانتی ہو "۔۔۔ کازن نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" سیکرٹ سروس۔ علی عمران۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو " نتاشا کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

" تم بتاؤ تو سہی۔ پھر تفصیل بھی بتاتی ہوں "۔۔۔ کازن نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میرا یا میری تنظیم کا کبھی کسی سیکرٹ سروس ٹائپ کی تنظیم سے واسطہ ہی نہیں پڑا۔ اور پاکیشیا کے ساتھ تو ادباب کا کوئی بزنس سلسلہ بھی نہیں ہے۔ اور جہاں تک علی عمران کا تعلق ہے یہ نام بھی میں پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہی ہوں مگر

بات کیا ہے ۔ مجھے تفصیل بتاؤ" ـــــ نتاشا نے جواب دیا اور کازن نے کرنل ناروک کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو حرف بحرف دوہرا دی ۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران اور اس کا گروپ مجھے اور تمہیں استعمال کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ میرے خیال میں وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ہو گا جو ایسا سوچ رہا ہے ۔ یا پھر اسے ہم دونوں کے مزاج کا علم نہ ہو گا ۔ اس نے ہمیں بھی عام عورتوں جیسا سمجھ رکھا ہو گا" ـــــ نتاشا نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ویسے ایک بات ہے ۔ مجھے اب اس علی عمران سے ملنے کا اشتیاق سا ہو گیا ہے ۔ سیکرٹ سروس کے لوگ انتہائی تربیت یافتہ ۔ حد درجہ دلیر ۔ نڈر اور طوفانی انداز میں کام کرتے ہیں ۔ اور جس طرح کے ۔ جی ۔ بی کے چیف نے اسے روکنے کے احکامات دیئے ہیں ۔ اس سے مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا ہے ۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر یہ علی عمران یقیناً انتہائی خطرناک ترین لوگ ہی ہو سکتے ہیں ۔ ورنہ کے ۔ جی ۔ بی کا چیف تو ایکریمیا کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو گھاس نہیں ڈالتا" ـــــ کازن نے کہا ۔

" اچھا ۔ اگر تمہاری بات درست ہے تو واقعی اس شخص سے ملنا چاہیئے" ـــــ نتاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" نتاشا میرے ذہن میں ایک سکیم آئی ہے ۔ اس عمران کو

باقاعدہ شکار کیوں نہ کیا جائے ۔ اسے جی بھر کر احمق بنایا جائے ۔ اور اس کے بعد اسے قتل کر دیا جائے ۔ اس طرح کے ۔ جی ۔ بی کے چیف کے سامنے میری زبردست اہمیت بن جائے گی ۔ اور ہم اس سے اپنے مزاج کے مطابق لطف بھی حاصل کر لیں گے" ـــــ کازن نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

" مشورہ تو اچھا ہے ۔ لیکن اسے ٹریس کیسے کیا جائے ۔ اور نجانے وہ خود کب آتا ہے ۔ تمہاری بات نے تو واقعی میرا اشتیاق بھی بڑھا دیا ہے" ـــــ نتاشا نے جواب دیا ۔

" تمہارے پاس طاقتور تنظیم ہے ۔ اور پاکیشیا آران کا ہمسایہ ملک بھی ہے ۔ کوشش کرو جب کوئی رابطہ ہو جائے تو مجھے کال کر دینا ۔ میں وہیں مشاہد آجاؤں گی" ـــــ کازن نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں کوشش کرتی ہوں ۔ اسے ٹریس کر کے اس سے خود رابطہ کرنے کی" ـــــ نتاشا نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا ۔

" مجھے فوراً اطلاع دینا ۔ کہیں اکیلے نہ شکار کرنے بیٹھ جانا" ـــــ کازن نے کہا ۔

" ارے فکر نہ کرو ۔ مجھے تو ایسے لوگوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی ۔ میں تو تمہارے کہنے پر ایسا کر دوں گی ۔ اور وہ بھی صرف ایڈونچر کے طور پر" ـــــ نتاشا نے کہا ۔ اور کازن نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا ۔

" علی عمران ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس" ـــــ نتاشا نے بٹن آف کرتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ وہ چند لمحوں تک سوچتی

رہی پھر اس نے بٹن آن کر کے اس پر مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ارباب ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"نتاشا سپیکنگ۔ تبریزی سے بات کراؤ"۔۔۔۔ نتاشا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"تبریزی بول رہا ہوں مادام"۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بھی مؤدبانہ تھا۔

"تبریزی۔۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس سے متعلق ایک آدمی علی عمران کے بارے میں مجھے فوری معلومات چاہئیں"۔۔۔۔ نتاشا نے سخت لہجے میں کہا

"بہتر مادام۔ میں کام شروع کر دیتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"جلد از جلد معلومات حاصل کر کے مجھے فون کرو"۔۔۔۔ نتاشا نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس کو میز پر رکھا اور اٹھ کر لہراتے ہوئے انداز میں چلتی ہوئی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ ڈریسنگ روم میں ایک گھنٹہ گزارنے کے بعد جب باہر آئی تو اس کے جسم پر انتہائی خوبصورت

مگر چست لباس تھا۔ چہرے پر انتہائی خوب صورت انداز میں میک اپ کیا گیا تھا۔ آج اس کا پروگرام مشاہد کے ایک بڑے ہوٹل کا فنکشن اٹنڈ کرنے کا تھا۔ اور یہ تمام تیاری اس نے اسی فنکشن کی وجہ سے کی تھی۔ ڈریسنگ روم سے نکل کر وہ ابھی کمرے میں رکھے ہوئے صوفے تک پہنچی ہی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے وائرلیس فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ نتاشا نے چونک کر فون پیس اٹھایا۔ اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس"۔۔۔۔ مادام نتاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

"تبریزی بول رہا ہوں مادام"۔۔۔۔ دوسری طرف سے تبریزی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور نتاشا چونک پڑی۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔ نتاشا نے پوچھا۔

"مادام۔ میں نے پاکیشیا میں موجود اپنے ایک خاص دوست سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو وہ کچھ نہیں جانتا۔ البتہ اس علی عمران کو وہاں پاکیشیا میں سب جانتے ہیں۔ وہ وہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا ہے۔ بظاہر احمق اور مسخرہ آدمی ہے۔ لیکن دراصل انتہائی ذہین۔ عیار اور خطرناک شخصیت ہے۔ ایک فلیٹ میں اکیلا باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ احمقانہ انداز کا لباس پہنتا ہے۔ اور نتہائی احمقانہ اور مسخروں جیسی حرکات کرنے کا عادی ہے۔ س کے فلیٹ کا فون نمبر بھی معلوم ہو گیا ہے۔ میں نے اس پر

فون کیا تو وہاں سے اس کے باورچی نے جواب دیا کہ وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ فوری طور پر تو یہی معلومات حاصل ہو سکی ہیں مادام" ___ تبریزی نے جواب دیا۔

" گڈ شو تبریزی۔ کیا فون نمبر ہے اس کا" ___ نتاشا نے تبریزی کی اس تیز کارکردگی پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو مادام۔ آپ کا حکم تھا۔ اس لئے مجھے فوری کام کرنا پڑا" ___ تبریزی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب مزید معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے" ___ نتاشا نے کہا اور بٹن آف کر کے وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے فون پیس میز پر رکھا اور پھر میز پر رکھی ہوئی ایک گھنٹی بجا دی۔

" یس مادام" ___ دوسرے لمحے ایک خوب صورت لڑکی نے اندر آتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔

" ٹیلی فون لے آؤ" ___ نتاشا نے کہا اور لڑکی تیزی سے واپس مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا فون تھا۔ اس نے فون میز پر رکھا۔ اور اس کی تار دیوار میں موجود پوائنٹ سے فکس کر دی۔ مادام نے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔

" یس مادام" ___ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا کا ایک فون نمبر بتا رہی ہوں۔ اس پر رابطہ ملاؤ۔ لیکن تم نے کوئی بات نہیں کرنی" ___ نتاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس مادام" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔ وہ ذہنی طور پر عمران سے بات کرنے کا ایک منصوبہ بنا چکی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی۔ اور مادام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران۔ ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں" ___ ایک شوخ سی مردانہ آواز سنائی دی۔ لیکن چونکہ زبان نتاشا کے لئے نامانوس تھی۔ اس لئے اُسے فقرے کا آخری حصہ سمجھ نہ آیا تھا۔

" اوہ۔ مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ یہ نمبر انٹرنیشنل ٹریولنگ ایجنسی کا ہے" ___ نتاشا نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے انگریزی زبان میں کہا۔

" انٹرنیشنل ٹریولنگ ایجنسی نہیں بلکہ یہ انٹرنیشنل ککس ایسوسی ایشن کے صدر جناب آغا سلیمان پاشا کا خصوصی نمبر ہے۔ وہ اس نمبر پر حریدوں کے خصوصی نسخے بتاتے ہیں۔ اگر آپ کو بھی کوئی نسخہ چاہیئے تو پھر پہلے آپ سپیشل فیس بذریعہ بنک ڈرافٹ بلکہ اوور ڈرافٹ بنام علی عمران کیشئر بھجوا دیں۔ نسخہ مل جائے گا" ___

عمران کی زبان انتہائی تیز رفتاری سے چل رہی تھی مگر اب وہ انگریزی میں ہی بات کر رہا تھا۔ اس لئے نتاشا کو اس کی بات کی پوری سمجھ آ رہی تھی۔

"یہ حریرہ کیا ہوتا ہے جناب کیشئر صاحب۔ کیا یہ منشیات کی کوئی قسم ہے"۔۔۔ نتاشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا نام نہ بتایا تھا۔

"منشیات۔ یعنی منشی منقی کا دفتر۔ ویسے کچھ کچھ بات قریب ہی جا پڑتی ہے۔ حریرہ حسن افزا میں بھی منقی ہی پڑتا ہے۔ اور منقی کا قافیہ بچہ سقہ کے ساتھ ملتا ہے۔ اور بچہ سقہ وہ حکمران تھا جس نے سونے چاندی کی بجائے چمڑے کے سکے چلا دیئے تھے۔ اس لئے جب چمڑا میرا مطلب ہے کھال کا حسن بڑھانا ہو۔ یعنی ڈبل روٹی کی طرح ڈبل کھال کا شوق پیدا ہو جائے۔ ایک کھال تو وہ جو قدرت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے اوپر دوسری کھال وہ ہوتی ہے۔ جو پاؤڈر۔ سرخی۔ غازہ ٹائپ کی حسن افزا چیزوں سے پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس طرح ڈبل کھال حسن کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے حریرہ حسن افزا واقعی منشیات میں شامل ہو جاتا ہے"۔۔۔

عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ اور جب تک عمران بولتا رہا۔ نتاشا کو اس کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی لیکن جب وہ خاموش ہوا تو نتاشا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ کیونکہ اب بظاہر فضول اور بے معنی باتوں کے اندر ایک خوب صورت اور گہرا طنز نمایاں ہو گیا تھا۔

"آپ جو کوئی بھی ہیں۔ بہرحال خوب صورت اور دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ میرا نام نتاشا ہے۔ اور میں آران کے شہر مشاہہ سے بول رہی ہوں۔ میں پاکیشیا سیر کے لئے آنا چاہتی تھی۔ مجھے یہ نمبر دیا گیا اور ساتھ ہی بتایا گیا کہ یہ نمبر انٹرنیشنل ٹریولنگ ایجنسی کا ہے۔ وہ پاکیشیا میں میرے قیام اور وہاں کے تفریحی مقامات کی سیر کرانے کے لئے سب سے با اعتماد ایجنسی ہے۔ لیکن شاید نمبر غلط ڈائل ہو گیا ہے۔ بہرحال آپ دلچسپ آدمی ہیں آپ سے باتیں کر کے مسرت ہوئی ہے۔ اگر آپ کو ایجنسی کا صحیح نمبر معلوم ہو تو پلیز بتا دیں"۔۔۔ نتاشا نے جان بوجھ کر مخصوص انداز میں بات کو گھما کر اپنے مطلب پر لاتے ہوئے کہا۔

"آپ مس ہیں یا مسز۔ پہلے یہ وضاحت کر دیں کیونکہ یہاں مسوں کے لئے تفریحی مقامات بھی علیحدہ ہوتے ہیں اور ایجنسیاں بھی علیحدہ۔ جب کہ مسز ٹائپ سیاحوں کے دکھلانے کے لئے کچھ اور موجود ہوتا ہے"۔۔۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

"میں مس ہوں۔ ویسے مجھے عام طور پر مادام نتاشا کہا جاتا ہے۔ میرا امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے اور میرے سیاحت کے پیچھے بھی مقصد کاروباری ہی تھا۔ کیونکہ میں پہلے کبھی پاکیشیا نہیں آئی"۔۔۔ نتاشا نے جواب دیا۔

"آپ کی فرم کیا امپورٹ کرتی ہے اور کیا ایکسپورٹ۔ اگر آپ آران کی خوب صورت حسینائیں پاکیشیا ایکسپورٹ کرنا چاہتی ہیں تو پھر ان کا یہاں کوئی سکوپ نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں

پہلے ہی حسیناؤں کی زیادتی ہے ۔ یہاں ہر گھر میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کی تعداد عام طور پر لڑکوں سے دوگنا ہوتی ہے ۔ اور شاید اس لئے مسلمانوں کو ایک سے زائد شادیوں کی بھی اجازت دی گئی تھی ۔ ہاں البتہ اگر آپ پاکیشیا سے مرد آران امپورٹ کرنا چاہتی ہیں تو پھر یہ واقعی بے حد منافع بخش دھندہ ہو سکتا ہے"
عمران کی زبان ایک بار پھر تیز رفتاری سے چل رہی تھی ۔
" وہ کیسے ۔ آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ پاکیشیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے دوگنا زیادہ ہے ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ پاکیشیا میں مردوں کی تعداد بے حد کم ہے ۔ پھر یہاں سے مرد کیسے آران امپورٹ کئے جا سکتے ہیں" ـــــ نتاشا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اُسے اب واقعی اس عمران سے بات کرنے میں ایک نیا لطف آرہا تھا ۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جب سے وہ اپنے والد کی وفات کے بعد ارباب کی سربراہ بنی تھی ۔ کسی نے آج تک اس طرح بے تکلفانہ انداز میں اس سے گفتگو ہی نہ کی تھی ۔
" محترمہ ۔ میں نے دوگنا کہی ہے ۔ یعنی دو عورتیں ایک مرد کا تناسب ۔ اس کا مطلب ہے چار شادیوں کی اجازت میں سے دو کی گنجائش پھر بھی موجود رہتی ہے ۔ اور آران امیر ملک بھی ہے اور وہاں کی حسینائیں خوب صورتی میں بھی ضرب المثل ہیں ۔ اب دیکھئے آپ کا نام نتاشا سن کر ہی مجھے آپ کے حسن کا اندازہ ہو رہا ہے ۔ اس قدر موسیقیت اور مٹھاس بھرے نام رکھنے والی محترمہ اب بدصورت تو نہیں ہو سکتی اور پھر ایک رانگ نمبر کو

تنی طویل کال میں بدل ڈالے ۔ وہ لازماً بے حد امیر بھی ہو گی ۔ اور امپورٹ ایکسپورٹ بزنس میں پہلے سیمپل منگوانے کا تو رواج ہے ہی ۔ اگر آپ چاہیں تو اس کے لئے میری خدمات حاضر ہیں ۔ ہو کچھ قرض داروں کی طویل فہرست میں بھی کمی آجائے گی ۔ اگر سیمپل اس نہ بھی ہوا تب بھی اس قدر خوب صورت اور مٹھاس سے بھرپور ام رکھنے والے محترمہ کی زیارت ہی ہو جائے گی" ـــــ عمران نے لہا اور نتاشا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔ وہ اس عمران کی ذہانت ی واقعی قائل ہو گئی تھی ۔ کہ اس نے کس خوب صورت انداز میں اپنے شاہد آنے کا سکوپ بنانے کی کوشش کی تھی ۔ اگر کاذن اُسے پہلے آگاہ نہ کر چکی ہوتی اور واقعی یہ رانگ نمبر ہوتا تو وہ کبھی بھی اس مران کی اس بات سے اس کے اصل مقصد نہ جان سکتی ۔
" لیکن ایک سیمپل سے تو بات نہیں بنتی ۔ کاروبار تو وسیع پیمانے ہوتا ہے ۔ مختلف ورائیٹی کے کئی سیمپل ہونے چاہئیں تاکہ صحیح انتخاب سکے" ـــــ نتاشا نے بے باک سے لہجے میں کہا ۔ وہ چاہتی تھی ہ عمران اپنے ساتھ کھل کر اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی لے آئے ۔ اسی لئے اس نے جان بوجھ کر ایسی بات کی تھی ۔
" ارے یہ تو آپ الٹی بات کر رہی ہیں ۔ سیانے کہتے ہیں دیگ کا ایک چاول دیکھ کر پوری دیگ کا پتہ چل جاتا ہے ۔ اور پھر ویسے بھی دولہا تو ایک ہی ہوتا ہے ۔ البتہ باراتی بہت ہوتے ہیں ۔ بیچارے یا تو دولہا بننے کی ریہرسل کرنے کی غرض سے بارات ہ شامل ہوتے ہیں اور بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دولہا

کو دیکھتے رہتے ہیں۔ یا پھر وہ ہوتے ہیں۔ جو ایک بار دولہا بننے کے بعد اب ساری عمر کے لئے باراتی بننے پر مجبور ہوتے ہیں اس لئے اگر آپ سیمپل کو فون پر ہی پاس کر دیں تو پھر دولہا مع بارات بھی آسکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سیمپل پاس ہو گیا۔ آجائیں"۔۔۔۔ نتاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ۔ یہ ہوا ناں کاروبار۔ فرم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ جہاں یہ سیمپل عملی طور پر پاس ہوگا"۔۔۔۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

"ہر لحاظ سے پاس ہی سمجھیں۔ آپ جیسی خوب صورت اور دلچسپ باتیں کرنے والے کو کون ریجکٹ کر سکتا ہے۔ اور اب مجھے پاکیشیا آنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ یہیں بیٹھے کاروبار ہو جائے۔ تو اس سے زیادہ اچھی کیا بات ہو سکتی ہے۔ ویسے تو مشامہ میں نتاشا ہاؤس کو یہاں کا ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن اگر آپ آنے کی تاریخ اور وقت بتا دیں تو پھر آپ کا باقاعدہ استقبال بھی کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ نتاشا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دل ہی دل میں بے حد خوش ہو رہی تھی کہ اس نے انتہائی آسانی سے شکار کھیل لیا ہے۔

"او۔ کے۔ کل صبح کی فلائٹ سے بارات مشامہ پہنچ جائے گی۔ ایسے معاملات میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور سیمپل پہلے ہی پاس ہو جائے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے آدمی ایئرپورٹ پر آپ کا استقبال کریں

کیا نام بتایا تھا۔ علی عمران۔ او۔ کے۔ میں شدت سے انتظار کروں گی"۔۔۔۔ نتاشا نے اس عمران کو پوری طرح احمق بنانے کے لئے انتہائی جذباتی سے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو دوسری طرف سے اس کی ذاتی ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس مادام"۔۔۔۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"شامان سے بات کراؤ"۔۔۔۔ نتاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

"شامان بول رہا ہوں مادام"۔۔۔۔ شامان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"شامان۔ پاکیشیا سے چند افراد کل پہلی فلائٹ پر آرہے ہیں۔ میں ان کے استقبال کے لئے جاؤں گی۔ ان میں سے علی عمران نامی آدمی خاص مہمان ہوگا۔ باقی اس کے ساتھی ہوں گے۔ ان سب کو تم نے خصوصی گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرانا ہے اور ان کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ لیکن اس طرح کہ انہیں معمولی سا شک بھی نہ پڑ سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کوٹھی کے مین گیٹ پر واقع اے۔ ایس ڈی۔ کو بھی ان کے داخلے کے وقت آن کر دینا تاکہ اگر ان کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو وہ بیکار ہو جائے اور خیال رکھنا میں کسی بھی وقت ان کی موت کے احکامات دے سکتی ہوں۔ میری طرف سے ڈھیل

سگنل ملتے ہی تم نے فوری حرکت میں آجانا ہے۔ تاکہ یہ لوگ فوری طور پر ہلاک ہو سکیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ سمجھ گئے ہو۔ اگر تم سے یا تمہارے آدمیوں سے معمولی سی کوتاہی بھی ہوئی تو پھر تم لوگ دوسرا سانس نہ لے سکو گے"۔۔۔۔ نتاشا کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سخت سے سخت تر ہوتا گیا۔

"یس مادام۔ احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی مادام۔ میں خصوصی انتظامات کر دوں"۔۔۔۔ شامان نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ان لوگوں کے لئے خصوصی انتظامات ہی چاہتی ہوں" مادام نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز پر رکھا ہوا وائرلیس فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے اس نے تیزی سے اس پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"نتاشا سپیکنگ۔ کاذن سے بات کراؤ"۔۔۔۔ نتاشا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کاذن کی مخصوص مترنم آواز رسیور پر ابھری۔

"ہیلو نتاشا۔ خیریت"۔۔۔۔ کاذن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے شکار پھنسا لیا ہے۔ کل صبح کی فلائٹ سے آرہا ہے۔ مع دوسری چڑیوں کے"۔۔۔۔ نتاشا نے بڑے فخر بھرے لہجے میں کہا۔

"شکار پھنسا لیا ہے۔ کل آرہا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں" کاذن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ارے خود ہی تو کہا ہے کہ اس علی عمران کا شکار کرنا ہے۔ اور اب خود ہی بھول گئی ہو"۔۔۔۔ نتاشا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ واقعی۔ لیکن اتنی جلدی کیسے"۔۔۔۔ کاذن کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ وہ مجھے اور تمہیں استعمال کر کے ہرات میں کوئی مشن مکمل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا تو یہی مطلب تھا کہ وہ لازماً کسی نہ کسی انداز میں مجھے ملنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ براہِ راست ہی بات کیوں نہ ہو جائے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس کا فون نمبر بھی مل گیا۔ میرے آدمیوں کے مطابق وہ پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا ہے۔ لیکن رہتا کسی فلیٹ میں ہے۔ غیر شادی شدہ ہے۔ باورچی کے ساتھ اکیلا رہتا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق نظر آتا ہے۔ اور مسخروں جیسی باتیں کرتا ہے۔ لیکن دراصل انتہائی ذہین اور خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے فلیٹ پر فون کیا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ نمبر غلط ڈائل ہو گیا ہے تاکہ اسے شک نہ پڑ سکے۔ وہ واقعی بے حد چرب زبان آدمی ہے۔ وہ تو بس بولتا ہی چلا گیا۔ لیکن میں بھی کسی سے کم نہ تھی۔ چنانچہ میں

باتوں ہی باتوں میں اُسے اپنے ڈھب پر لے آئی۔ اور اُسے مشاہد آنے اور اپنا مہمان بننے کی دعوت دی۔ ذرا سا عشق بھی جھاڑ دیا۔ تاکہ پوری طرح احمق بن سکے۔ وہ فوراً ہی آنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اور اس نے بتایا کہ کل وہ صبح کی فلائٹ سے مشاہد اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچ رہا ہے۔ میرا خیال ہے وہ پہلے سے ہی انتظامات کر چکا تھا۔ کہ میرا فون پہنچ گیا۔ بہرحال وہ کل آ رہا ہے۔ اور ظاہر ہے یہ اس کی زندگی کا آخری جسمانی سفر ثابت ہوگا۔ یہاں آنے کے بعد تو اس کی روح البتہ عالم بالا کی طرف سفر کرے گی۔ میں نے اپنے محل کے سیکورٹی انچارج شامان کو خصوصی ہدایات دے دی ہیں۔ میں جب چاہوں گی پلک جھپکنے میں اس پر اور اس کے ساتھیوں پر موت وارد کر دوں گی۔ میں نے سوچا تمہیں فون کر کے بتا دوں۔ اگر تم بھی آ جاؤ تو پھر اس شکار کا واقعی لطف آ جائے گا" ـــــ نتاشا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تم نے تو کمال کر دیا نتاشا۔ اس قدر جلد سارا کام مکمل کر لیا۔ میں ضرور آؤں گی۔ تاکہ اس عمران کی لاش لے جا کر کرنل نارووک اور کے۔جی۔بی کے چیف کو دکھا سکوں کہ یہ ہے اس آدمی کی لاش جسے تم خطرناک کہہ رہے تھے۔ ٹھیک ہے۔ میں آج رات خصوصی ہیلی کاپٹر پر پہنچ جاؤں گی۔ تاکہ کل جب وہ آئے تو میں بھی تمہارے ساتھ اس کا شکار کھیل سکوں" ـــــ کازن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آ جاؤ ـــــ واقعی لطف دوبالا ہو جائے گا" نتاشا نے کہا۔ اور بٹن آف کر کے اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے ابھی سے وہ اپنے شکار کھیلنے کا تصور ہی تصور میں پورا لطف لے رہی ہو۔

ائیرپورٹ کے خصوصی لاؤنج میں عمران، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور صدیقی موجود تھے۔ فلائٹ جانے میں ابھی دس منٹ رہتے تھے۔ اور وہ سب مشروبات پینے اور اپنے اس مشن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ایکسٹو نے انہیں اس مشن پر بھیجنے سے پہلے دانش منزل کے میٹنگ روم میں بلا کر پوری تفصیل بتا دی تھی۔ تاکہ ان سب کو اس مشن کی اصل اہمیت کا احساس ہو سکے۔ اور وہ ذہنی طور پر اس کے لئے پوری طرح تیار بھی رہیں۔

"عمران صاحب۔ سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس لازماً آران میں موجود ہوں گے۔ اس لئے کیا ایسا نہ ہو سکتا تھا کہ ہم بجائے وہاں مشاہدہ میں وقت ضائع کرنے اور ہرات جانے کے لئے سہارے ڈھونڈھنے کے نادان جاتے۔ وہاں ہمارے

کاغذات پہلے سے تیار ہوتے۔ ہم ان کاغذات کے مطابق میک اپ کر کے فوری ہرات پہنچ جاتے"۔۔۔۔ صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ کیا ذہن پایا ہے۔ تم نے صفدر یار جنگ بہادر صاحب۔ تمہارا خیال ہے ہرات پہلے کی طرح ایک بین الاقوامی شہر اور اوپن سٹی ہو گا۔ کہ ہم سیاحوں کے روپ میں وہاں جا پہنچیں۔ وہاں سے کوئی طاقتور ہیلی کاپٹر کرایہ پر لیں اور سیر و تفریح کرتے ہوئے گاڑی پہنچ کر اطمینان سے جی۔ ٹی۔ ون کی لیبارٹری تباہ کر کے خوشی و مسرت کے شادیانے بلکہ ڈھول بجاتے ہوئے واپس آ جائیں اگر ایسا ہوتا تو ایکسٹو کو کیا ضرورت تھی تمہیں مشن پر جانے سے پہلے اس کا پس منظر بتانے کی۔ پہلے کبھی بتایا ہے اس نے۔ محترم صفدر یار جنگ بہادر صاحب۔ ہرات اب بند شہر ہے۔ وہاں مکمل طور پر روسیاہوں کا قبضہ ہے۔ وہاں کسی سیاح کو جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ وہاں چپے چپے پر روسیاہ کی خوفناک تنظیم لاسو کے افراد موجود ہیں جو کسی مشکوک آدمی سے پوچھ گچھ کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتے۔ بس جسے مشکوک سمجھا۔ ٹریگر دبا دیا۔ اور شک ہمیشہ کیلئے جڑ سے ہی ختم۔ وہاں کے رہائشی ہر ایک شخص کی سخت اور کڑی نگرانی ہوتی ہے۔ قدم قدم پر کاغذات چیک ہوتے ہیں۔ ہر بڑے چوک پر جدید ترین میک اپ واشر مشینیں نصب ہیں۔ ہر شخص کا وہاں دن میں کم از کم دس بار میک اپ چیک ہوتا ہے۔ چوکوں پر

خفیہ میٹل ڈیٹکٹر نصب ہیں۔ کسی کے پاس چھوٹے سے چھوٹے اسلحے کو ایک لمحے میں دریافت کر لیا جاتا ہے۔ اور رہا گارڈی۔ تو اُسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ کچھ تو ان پہاڑوں کی طبعی ساخت ہی ایسی ہے کہ وہاں زمینی راستے پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ باقی انتظامات روسیاہ نے کر رکھے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے اور گہرے طنزیہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر نہ صرف صفدر بلکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ان حالات کا تو انہیں علم بھی نہ تھا اور نہ انہیں اس بارے میں کچھ بتایا گیا تھا۔ وہ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے انتظامات کئے گئے ہوں گے اور بس۔

"کمال ہے۔ آپ کو اس قدر تفصیلات کیسے حاصل ہو گئیں" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"روسیاہ میں موجود تمہارے باس کے ایجنٹوں نے بہم پہنچائی ہیں۔ ورنہ تو ہمیں جانے کی شاید ضرورت ہی نہ پڑتی۔ وہاں کے ایجنٹ ہی یہ مشن مکمل کر لیتے۔ اور وہ ایجنٹ کیا مجاہدین جو اتنے طویل عرصے سے روسیاہ کی انتہائی طاقتور اور تربیت یافتہ فوج کے دانت کھٹے کئے ہوئے ہیں وہی یہ کام مکمل کر لیتے" عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ کا نام ہے" ——— عمران کا فقرہ مکمل ہوتے ہی ایئرپورٹ کے ایک باوردی ملازم نے قریب آ

کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کا فون ہے" ——— ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران خاموشی سے اٹھا اور اس ملازم کے پیچھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس" ——— عمران نے ایک طرف رکھے ہوئے رسیور کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ابھی ابھی آر۔ ایجنٹ سے ایک خصوصی اطلاع ملی ہے۔ آر والوں کو آپ کی ساری پلاننگ کا علم ہو گیا ہے۔ اور وہاں اس سلسلے میں کے۔ جی۔ بی کی میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں طے کیا گیا ہے کہ ہرات میں کرنل نارد کی جو لاسو کا ہمراہ ہے آپ سے نمٹے گا اور روسیاہ کے ایک سیکشن کے چیف نے اسے فون پر پوری تفصیل بتا دی ہے۔ خاص طور پر یہ کہ آپ ریڈ ڈوگ اور ارباب کو استعمال کر کے ہرات پہنچنا چاہتے ہیں" ——— بلیک زیرو کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ لیکن انہیں کیسے اس بات کا علم ہوا۔ بات چیت تو دانش منزل میں ہوئی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ خفیہ ری تک وہ جا ہی نہیں سکتے اور مشینری از خود انہیں بتا نہیں سکتی۔ اس کے باوجود انہیں سب کچھ علم ہو گیا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ ان لوگوں نے دانش منزل سے کی جانے والی فارن کال کو کہیں چیک کیا ہے۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے انتہائی خطرناک صورت حال ہے" ——— عمران

کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

" دانش منزل سے ہونے والی کال تو چیک ہو ہی نہیں سکتی عمران صاحب۔ آر ایجنٹ کی بات سن کر فوری طور پر میرے ذہن میں بھی یہی سوال ابھرا تھا۔ اور میرے پوچھنے پر آر ایجنٹ نے بتایا ہے کہ آصف سرحدی نے پاکیشیا سے واپس جانے کے فوری بعد کمانڈروں کی میٹنگ کال کی تھی۔ اور اس میں آپ سے ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل بتائی گئی اور خاص طور پر یہ بھی بتایا گیا کہ آپ نے ریڈ ڈرگ اور اس کے آدان میں رابطہ تنظیم میں گہری دلچسپی لی تھی۔ اور اس سے آر ایجنٹوں نے یہ تجزیہ کیا کہ آپ ارباب کے ذریعے ریڈ ڈرگ کو استعمال کر کے اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران کے سکڑے ہوئے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے۔

" ٹھیک ہے۔ تو یہ بات اس طرح لیک آؤٹ ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو گیا تھا کہ آر۔ ایجنٹ اگر دانش منزل سے ہونے والی کالوں کو چیک کر سکتے ہیں تو پھر تو صورت حال انتہائی مخدوش ہو جاتی ہے۔ بہر حال اب یہ بات بھی سامنے آ گئی کہ نتاشا کی کال رانگ نمبر نہ تھی بلکہ ایک پلان کے تحت یہ کال کی گئی۔ اور اگر آر۔ ایجنٹ یہ اطلاع نہ دیتا تو ہم یہی سمجھتے رہ جاتے کہ ہم نتاشا کو بے وقوف بنا رہے ہیں جبکہ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اصل میں نتاشا

ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ ٹھیک ہے یہ واقعی انتہائی اہم ترین اطلاع ہے۔ اب ساری بات میرے ذہن میں واضح ہو گئی ہے۔ کہ کرنل نارووک کی بیوی کا ذن نے نتاشا کو یہ ڈرامہ کھیلنے کے لئے کہا ہوگا۔ اور یہ لوگ ہم سے وہیں مشاہد میں نمٹ لینا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ اسی لئے تو میں نے کال ملتے ہی فوری آپ سے بات کی۔ اگر آپ کا جہاز پرواز کر چکا ہوتا تو میں جہاز میں کال کرتا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم فکر نہ کرو۔ اب یہ بات سامنے آ جانے کے بعد میرے لئے اور بھی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اوکے۔ جہاز کی روانگی کا اعلان ہو رہا ہے۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خدا آپ کا حامی و ناصر ہو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ریسیور رکھا اور واپس لاؤنج کی طرف مڑ گیا۔

" کس کا فون تھا"۔۔۔۔ جہاز کے پرواز کرنے کے بعد اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے پوچھا۔

" تمہارے باس کا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بڑی

طرح چونک کر پوچھا۔

" خاص الخاص کہو۔ صفدر۔ اب تک ہم یہ سوچ کر مشاہد جا رہے تھے کہ ہم شکاری ہیں اور نتاشا شکار۔ لیکن اس کال کے بعد پتہ چلا ہے کہ شکاری نتاشا ہے اور ہم سب شکار۔ اور جہاں حسن شکاری ہو تو پھر ہم جیسے عاشقوں کو شکار ہونے سے کون روک سکتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ آپ ذرا تفصیل سے بتائیں"۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" واقعی اہم بات ہے۔ کہ حسن خود شکاری بن گیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر آر۔ ایجنٹ کی دی ہوئی اطلاع کے مین پوائنٹ بھی بتا دیئے۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ نتاشا اس کاذن کے کہنے پر ہمیں مشاہد میں ہی ختم کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ہم ہرات نہ پہنچ سکیں۔ تو اب آپ نے کیا حکمت عملی وضع کی ہے"۔۔۔ صفدر کا لہجہ انتہائی سنجیدہ ہو گیا۔

" تم بتاؤ۔ ہمیں اس صورت حال میں کیا کرنا چاہیئے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" میرا خیال ہے ہمیں نتاشا کے پاس وقت ضائع کرنے کی بجائے کسی نہ کسی طرح فوری طور پر ہرات پہنچنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارا

جتنا وقت مشاہد میں ضائع ہو گا۔ اتنا ہی ہمارا مشن مشکل سے مشکل تر ہوتا جائے گا۔ کیونکہ مشن کی ڈیڈ ڈیٹ تیزی سے قریب آتی جا رہی ہے"۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہاں کی صورت حال تو میں نے تمہیں بتا دی ہے۔ اگر ہمارا سارا وقت وہاں لاسو کے ایجنٹوں سے نمٹنے میں لگ گیا تو" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" بات تو آپ کی بھی ٹھیک ہے مگر۔۔۔۔۔"۔۔۔ صفدر نے ہچکچاتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" سپر ایجنٹ صاحب۔ اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشان ہونے سے کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا کرتا۔ ہم نے گاری پہنچنا ہے۔ پہنچ جائیں گے"۔۔۔ عمران نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔ اور آنکھیں بند کر کے اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی ایسا گہرا اطمینان تھا جیسے وہ کسی خطرناک ترین مشن پر جانے کی بجائے کسی تفریحی مقام کی سیاحت کے لئے جا رہا ہو۔ لیکن صفدر کے چہرے پر تشویش کے آثار اسی طرح نمایاں تھے۔ کیونکہ اسے صورتحال کی انتہائی خطرناک حیثیت کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ارباب کی سربراہ نتاشا انہیں کور کر کے فوری طور پر ہلاک کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور اگر وہ اس سے لڑتے رہے تو سوائے وقت ضائع ہونے کے اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ گو وہ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران نے اپنے ذہن میں

ضرور کوئی خاص پلاننگ بنالی ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود اس کی پریشانی اپنی جگہ پر قائم تھی۔

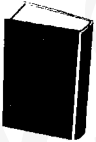

"اوہ۔ تو ایسی ہوتی ہے جنت" ——— عمران نے الوؤں کی طرح دیدے گھما گھما کر انتہائی خوبصورت ہال نما کمرے کی سجاوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ کمرہ نتاشا ہاؤس کا تھا۔ اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی ایئرپورٹ سے یہاں پہنچا تھا۔ ایئرپورٹ پر ایک لمبے تڑنگے آرانی نژاد شخص نے ان کا مادام نتاشا کی طرف سے باقاعدہ استقبال کیا تھا۔ اور پھر جدید ترین ماڈل کی کاروں میں انہیں ایئرپورٹ سے یہاں نتاشا ہاؤس میں لایا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک نتاشا سامنے نہ آئی تھی۔ ایئرپورٹ سے انہیں لانے والوں کا لیڈر یوسف ہامانی تھا۔ اور اس کمرے میں پہنچنے کے بعد یوسف ہامانی تو یہیں رہ گیا تھا جب کہ

اس کے باقی ساتھی واپس چلے گئے۔ کمرے میں پہنچتے ہی انتہائی خوبصورت اور تقریباً نیم عریاں لباسوں میں ملبوس خوبصورت لڑکیوں نے بڑے دلبرانہ انداز سے انہیں سنہرے رنگ کے مشروبات پیش کئے تھے۔ یوسف ہامانی ان کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ شاہد ایئرپورٹ پر اترنے تک تو سنجیدہ رہا تھا۔ لیکن جہاز سے نیچے اترتے ہی اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری آب و تاب سے بہنے لگا تھا۔ اس وقت بھی اس کا چہرہ دیکھ کر یہی احساس ہوتا تھا جیسے اس نے ساری زندگی کسی تہہ خانے میں گزاری ہو۔ اور زندگی میں پہلی بار وہ کسی کمرے کی سجاوٹ کو دیکھ رہا ہو۔ جب کہ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اور ان کے اعصاب پوری طرح تنے ہوئے تھے۔ کیونکہ راستے میں صفدر نے اپنے ساتھیوں کو بدلی ہوئی صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور اس وقت ان کی حالت دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو دوستوں کی بجائے دشمنوں کے گھر میں بیٹھا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن عمران کی حالت ان سب سے یکسر مختلف تھی۔

"مادام نتاشا اور مادام کازن تشریف لا رہی ہیں" ——— اچانک ایک خوبصورت لڑکی نے ایک دروازے سے اندر آ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں اعلان کرتے ہوئے کہا۔ اس کے اعلان کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے قدیم زمانے میں کسی ملکہ یا بادشاہ کی

آمد کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا تھا۔ اور مادام کاذن کا نام سن کر عمران
کی آنکھوں میں یک لخت چمک بڑھ سی گئی۔ جب کہ اس کے ساتھیوں
پر مادام کاذن کے نام کا الٹا اثر ہوا۔ ان کے پہلے سے بھینچے ہوئے
ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس میں سے
دو انتہائی خوب صورت اور طرحدار عورتیں اکٹھی ہی اندر داخل
ہوئیں۔ ان کے چہرے دیکھتے ہی سب سمجھ گئے کہ ان میں سے
کون نتاشا اور کون کاذن ہے۔ کیونکہ نتاشا کا آرانی رنگ
روپ اور کاذن کا روسیاہی حسن قطعی نمایاں تھا۔

" ارے تو ایسی ہوتی ہیں حوریں۔ میں خواہ مخواہ ڈرتا رہا"۔۔۔۔
عمران نے اٹھ کر انتہائی حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ آنے والی
خواتین تھیں۔ اس لئے عمران کے ساتھی بھی احتراماً اٹھ کھڑے
ہوئے تھے۔

" یہ علی عمران صاحب ہیں۔ اور یہ ان کے ساتھی صفدر،
شکیل، تنویر اور صدیقی ہیں"۔۔۔۔ ایک طرف کھڑے یوسف
ہامانی نے جلدی سے آگے بڑھ کر انتہائی مودبانہ انداز میں عمران
اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو آپ ہیں علی عمران۔ بہت خوب۔ آپ کو دیکھ کر تو
مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے میں کسی انسان کی بجائے کسی الو
کو دیکھ رہی ہوں۔ میرا نام مادام نتاشا ہے اور یہ میری
ناسٹ فرینڈ ہیں مادام کاذن"۔۔۔۔ نتاشا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" اچھا۔ اس لئے آپ کی آنکھیں گول گول سی ہیں۔ بہت خوب۔
آران کے آئی سرجنوں نے تو کمال ہی کر دیا۔ کہ آپ کو مادہ الو کی
آنکھیں لگا دیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
اور مادام نتاشا اور کاذن دونوں کی تیوریاں چڑھ سی گئیں جب
کہ کمرے میں موجود یوسف ہامانی اور دوسری عورتوں کے چہرے
عمران کی بات سنتے ہی دھواں دھواں سے ہو گئے۔

" سنو۔ میں بکواس سننے کی عادی نہیں ہوں۔ اگر تم مہمان
نہ ہوتے تو دوسرا سانس نہ لے سکتے۔ آئندہ مجھ پر طنز کرنے
کی جرات نہ کرنا"۔۔۔۔ مادام نتاشا نے یک لخت غراتے
ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ شدید غصے
میں بدل گئی تھی۔

" ارے ارے کمال ہے۔ یعنی سارے جسم کی سرجری کر دی۔
صرف آنکھیں ہی نہیں بدلیں بلکہ بلی کا گلا بھی لگا دیا۔ اس لئے
کھٹکنی بلی کی طرح غرا رہی ہو تم۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم انسان کی
بجائے ملٹی جانور ہو۔ ویسے مادام کاذن شاید گونگی ہیں۔ ان کے
لئے ابھی کوئی غراتی ہوئی بلی ملی نہ ہو گی"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں
باز آنے والا تھا۔ اس نے اور زیادہ کھل کر بات کر دی۔

" تم ۔۔۔ تمہاری یہ جرات"۔۔۔۔ مادام نتاشا نے انتہائی
غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" یوسف "۔۔۔۔ مادام نتاشا نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے

کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ ایک طرف کھڑے یوسف ہامانی نے تقریباً رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"فوراً جاؤ۔ اور وہ کتاب لے کر آؤ جس میں آداب میزبانی کے اصول لکھے ہوئے ہیں"۔۔۔ عمران نے نتاشک کے بولنے سے پہلے ہی یوسف ہامانی کو حکم دیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے آداب میزبانی تم سے زیادہ آتے ہیں۔ سمجھے۔ لیکن میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتی"۔۔۔ مادام نتاشا نے اسی طرح غصیلے انداز میں پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"تم نے خود ہی مجھے الو کہہ کر پہل کی ہے۔ مادام نتاشا۔ ورنہ میں نے تمہیں حور کا معزز لقب دیا تھا۔ اب بتاؤ تمہیں میزبانی کے آداب آتے ہیں یا مجھے مہمانی کے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار مادام نتاشا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ۔ تو تم اس کا بدلہ لے رہے تھے۔ واقعی مجھے ایسا نہ کہنا چاہیئے تھا۔ کیوں کازن"۔۔۔ مادام نتاشا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر کازن سے مخاطب ہو کر تصدیق کرانے لگی۔

"نتاشا۔ تم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ شخص ہے ہی الو۔ جسے خواتین سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ احمق نانسنس" مادام کازن کا لہجہ نتاشک سے بھی زیادہ سخت تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں کریلا بلکہ کریلی اور نیم چڑھی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کازن یکلخت غصے سے

چیخ پڑی۔

"اسے گولی مار دو۔ فوراً۔ ابھی اور اسی وقت"۔۔۔ کازن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس طرح چیختے ہی یکلخت کمرے کی دونوں سائیڈوں کے دروازے کھلے اور ہر دروازے سے دو دو مشین گن بردار اندر داخل ہو گئے۔ ظاہر ہے اس طرح عمران اور اس کے ساتھی مکمل طور پر مشین گنوں کی زد میں آ گئے۔

"ارے ارے۔ مشینی اسلحے کا کیا فائدہ۔ تمہارے پاس تو حسن کا اسلحہ وافر مقدار میں موجود ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔ تو تم اس لئے مطمئن نظر آ رہے ہو کہ تمہاری جیبوں میں اسلحہ موجود ہے۔ لیکن تمہیں شاید علم نہیں کہ میرے محل کے صدر دروازے میں ایسی ریز فٹ ہیں۔ جو ہر قسم کے بارودی اسلحے کو ایک لمحے میں بیکار کر دیتی ہیں۔ اور جب تم کاروں میں بیٹھے اندر داخل ہوئے تھے تو مشین آن تھی۔ اگر یقین نہ آئے تو جیب سے اسلحہ نکال کر اسے چلا کر دیکھ لو"۔۔۔ مادام نتاشا نے انتہائی فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ یہ مشینی گنیں بھی نمائشی ہیں۔ چلو اس طرح حسن کے اسلحے کی توہین تو نہ ہوئی۔ ورنہ مجھے عشق کی عدالت میں توہین کا دعویٰ دائر کرنا پڑ جاتا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ مشین گنیں کام کرتی ہیں۔ ان پر وہ ریز نہیں ڈالی گئیں"

مادام نتاشا نے انتہائی طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"نتاشا۔ وقت مت ضائع کرو۔ انہیں فوراً لاشوں میں بدل ڈالو" ـــــ مادام کازن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے کازن۔ یہ یہاں سے اب زندہ تو کسی صورت بھی نہیں جا سکتے۔ چار مشین گنیں ان کی طرف اٹھی ہیں۔ ایک لمحے میں ہزاروں گولیاں ان کے جسموں میں پیوست ہو جائیں گی۔ ان کی جیبوں میں جو اسلحہ ہے وہ بیکار ہو چکا ہے۔ تو پھر جلدی کیا ہے۔ کچھ ان کا تماشا تو دیکھ لیں میں تو سوچ رہی تھی ایک دو روز ان کا تماشہ دیکھوں گی۔ لیکن اس احمق بدتمیز نے آتے ہی اپنی بکواس سے مجھے غصہ دلا دیا ہے" ـــــ نتاشا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں چیک کر لوں اپنا مشینی اسلحہ۔ اجازت ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بے شک کر لو" ـــــ نتاشا نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران نے بڑے اطمینان سے اپنے کوٹ کی اندرونی خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا پسٹل نکالا۔ اس کا رنگ گہرا سرخ تھا۔ اور یہ بالکل ایسا لگ رہا تھا جیسے بچوں کا خوبصورت کھلونا ہو۔ اس کی نال گول ہونے کی بجائے چپٹی اور بے حد چھوٹی سی تھی۔

"یہ کیسا پستول ہے" ـــــ مادام نتاشا نے ابھی چونک کر کہا ہی تھا کہ عمران جو کھڑا ہو چکا تھا تیزی سے دائیں بائیں کو

گھوما۔ اور دوسرے لمحے دو خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں اطراف میں موجود مشین گن بردار اور اس کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے یوسف ہامانی اور دو لڑکیاں سرخ رنگ کے دھوئیں میں ڈوب گئیں۔ جس طرح پلک جھپکنے میں دھماکوں کے ساتھ دھواں پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح پلک جھپکنے میں دھواں غائب ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر اچھلے اور فرش پر پڑی ہوئیں چاروں مشین گنیں اب ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ چاروں افراد یوسف ہامانی اور دونوں لڑکیوں کے جسم گہرے سرخ رنگ کے لوتھڑے بنے ہوئے فرش پر پڑے ہوئے تھے اور مادام نتاشا اور کازن دونوں یوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں جیسے اچانک ان کی بینائی غائب ہو گئی ہو۔ اب ظاہر ہے چاروں مشین گنوں کا رخ اور اس سرخ پستول کا رخ بھی ان کی طرف ہی تھا۔ البتہ وہ سب اٹھ کر تیزی سے دروازوں کی سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے تھے۔

"تم نے اچھا کیا مادام نتاشا مجھے بتا دیا کہ خصوصی ریز کی وجہ سے بارودی اسلحہ بیکار ہو چکا ہے۔ لیکن اس آر سی پسٹل پر دنیا کی کوئی ریز اثر انداز نہیں ہو سکتی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم ـــ تم نے یہ کیا کر دیا" ـــــ اس بار نتاشا نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ کازن کا خوبصورت

چہرہ بھی خوف کی شدت سے بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تم دونوں اور میری بات سن لو۔ میں حتی الوسع کوشش کروں گا کہ تم دونوں کی زندگی بچ جائے۔ لیکن تمہاری معمولی سی غلط حرکت تمہارے ان خوبصورت جسموں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کیڑے مکوڑوں کی خوراک بنا سکتی ہے" عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ مادام نتاشا اور کازن کا تو جو حشر ہونا تھا سو ہونا تھا۔ اس کے اپنے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔

"مم ـــ مم ـــ مت مارو۔ پلیز ہمیں مت مارو۔ ہم مکمل طور پر اپنے آپ کو تمہیں سونپ دیں گے۔ ہمیں مت مارو" ـــ نتاشا نے بُری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"تم کیا کہتی ہو کازن" ـــ عمران نے سرد لہجے میں کاز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گ" کازن نے بھی خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس ک مولی کی طرح سفید رنگ کا چہرہ اب خوف کی شدت سے دھ ہوئے کپڑے سے بھی زیادہ سفید پڑ گیا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جاؤ۔ اور میں اپنے احکامات دوسر کا عادی نہیں ہوں" ـــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گ اور وہ دونوں اس طرح تیزی سے اکٹھی ایک صوفے پر بیٹھ گ

جیسے انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"تم کبھی گارہی گئی ہو" ـــ عمران نے کازن سے پوچھا۔

"گارہی۔ نہیں۔ میں وہاں کبھی نہیں گئی۔ میں تو ہرات میں رہتی ہوں" ـــ کازن نے کانپتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کی ساری اکڑفوں، سختی اور سرد مہری موت کے خوف میں بُری طرح دب کر رہ گئی تھی۔ اور وہ بالکل اس طرح بیٹھی کانپ رہی تھی۔ جیسے بھیگی ہوئی چوہیا کانپتی ہے۔

"تمہارا شوہر نارو ک گیا ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کبھی اس کے سرکاری کاموں میں مداخلت نہیں کی" ـــ کازن نے جواب دیا۔

"تم یہاں مشاہد کس طرح آتی جاتی ہو۔ یہاں سے ہرات کے لئے تو ہوائی سروس بھی نہیں ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔

"یہ روسیاہی ہیلی کاپٹر پر آتی ہے۔ سرحد پر میرے خاص آدمی ہیں جو اس کے ہیلی کاپٹر کو نہیں روکتے" ـــ نتاشا نے جلدی سے جواب دیا۔

"اس وقت وہ ہیلی کاپٹر کہاں ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔

"ہاؤس کے عقبی حصے میں باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے" ـــ نتاشا نے جواب دیا۔

"اچھا تو سنو۔ اگر تم دونوں اپنی زندگیاں چاہتی ہو تو مجھے

اور میرے ساتھیوں کو اس ہیلی کاپٹر میں ہرات لے جا کر اپنے مکان میں چھپا کر رکھو۔ میں ہاں یا نہ میں جواب سنوں گا۔ اگر تم ناں کروں گی تو میں ٹریگر دبا دوں گا۔ اور اس کے بعد یہ ہیلی کاپٹر میں خود لے جاؤں گا۔ میں صرف تمہیں زندہ رہنے کا آخری موقع دینا چاہتا ہوں۔ بولو"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم۔۔ مم۔ مجھے منظور ہے۔ مجھے منظور ہے"۔۔۔ کاذن بے اختیار چیخ کر بول پڑی۔

"او کے۔ پھر اٹھو اور چل پڑو۔ یہ خوفناک پستول میرے ہاتھ میں رہے گا اور مشین گنیں میرے ساتھیوں کے پاس۔ اگر تم نے کسی کو اشارہ کرنے کی کوشش کی تو تمہارے ساتھ جو کچھ ہوگا بعد میں ہوگا۔ تم دونوں کے ساتھ پلک جھپکنے میں بہت کچھ ہو چکا ہوگا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم کوئی اشارہ نہ کریں گی"۔۔۔ ان دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

عمران کے انہیں ساتھ لے جانے کے فیصلے سے ان دونوں کے خوف کی شدت سے جکڑے ہوئے چہروں پر خاصی رونق آ گئی تھی۔ اور عمران ان کے چہروں پر آنے والی اس رونق کی وجہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ان کا خیال ہے کہ ہرات پہنچنے کے بعد وہ یقیناً لاسو کے گھیرے میں آ کر مارے جائیں گے۔ اس طرح ان کی زندگیاں بھی بچ جائیں گی۔ لیکن انہیں یقیناً یہ

معلوم نہ تھا کہ ان کا واسطہ عمران جیسے شخص سے پڑ گیا ہے جو ہر سچوایشن کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لینے میں انتہائی مہارت رکھتا ہے۔

اس کمرے سے نکل کر وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے مکان کے وسیع و عریض پائیں باغ میں پہنچ گئے۔ راستے میں مادام نتاشا نے اپنے آدمیوں سے صرف اتنا کہا کہ ملاقات والے کمرے میں لاشیں پڑی ہیں انہیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔ اور وہ اپنے مہمانوں کے ساتھ ہرات جا رہی ہے۔

دوسرا ہی ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا۔ اس لئے نتاشا اور کاذن کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے چاروں ساتھی بھی اس میں سوار ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ روسی تھا۔ اس نے ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھ کر جب حیرت کا اظہار کیا تو کاذن نے اسے صرف اتنا کہا کہ وہ نتاشا اور اس کے مہمانوں کو ہرات کی سیر کرانے لے جا رہی ہے۔ اس کے بعد پائلٹ نے خاموشی سے سیٹ سنبھال لی تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر تیزی سے ہرات کی طرف بڑھنے لگا۔ پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر عمران خود بیٹھا تھا۔ جب کہ عقبی سیٹوں پر نتاشا اور کاذن کو بٹھایا گیا تھا اور ان کے پیچھے عمران کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے چہرے پر واقعی ایسا اطمینان تھا جیسے وہ ہرات واقعی سیر و تفریح کے لئے جا رہا ہو۔ لیکن اس کی تیز نظریں ہیلی کاپٹر کی مشینری

پر جمی ہوئی تھیں ۔

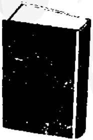

کرنل نارڈک اپنے دفتر میں کرسی پر حسب دستور اکڑا ہوا بیٹھا تھا ۔ اس کا ایک ہاتھ اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر چل رہا تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس نے کرسی کے بازوؤں پر رکھا ہوا تھا ۔ اس کی تیز نظریں سامنے میز پر رکھی ہوئی اس فائل پر جمی ہوئی تھیں جو اُسے روسیاہ سے کرنل سارک نے بھیجی تھی ۔ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں تھی ۔ اور گو اس فائل کو آئے ہوئے دو روز گذر چکے تھے ۔ اور کرنل نارڈک اسے نجانے کتنی بار پڑھ چکا تھا ۔ لیکن وہ اسے اس طرح انہماک سے پڑھ رہا تھا ۔ جیسے پہلی بار پڑھ رہا ہو ۔ اس فائل میں جو کچھ درج تھا ۔ اور اُسے اس پر اتنی بار پڑھنے کے باوجود قطعی یقین نہ آیا تھا ۔ اس کا خیال تھا کہ یقیناً

یہ ساری رپورٹیں غلط ہیں ۔ انسان آخر انسان ہی ہوتا ہے چاہے وہ پاکیشیا کا ہو یا روسیاہ کا ۔ لیکن اس فائل میں جو کچھ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں درج تھا ۔ وہ کرنل نارڈک کے خیال کے مطابق کم از کم انسانوں کے بس میں نہ ہوسکتا تھا ایسے کارنامے تو کوئی مافوق الفطرت طاقت ہی سرانجام دے سکتی تھی ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ فائل کے ۔جی ۔بی کی تیار کردہ تھی ۔ اس لئے اس فائل پر یقین بھی کرنا پڑ رہا تھا ۔ اس لئے وہ اس گومگو کی کیفیت میں فائل کو بار بار پڑھے چلا جا رہا تھا ۔ اُسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ کرنل نارڈک نے چونک کر فون کی طرف دیکھا ۔ کال اس فون پر آ رہی تھی جو مقامی بات چیت کے لئے مخصوص تھا ۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی مقامی کال ہے ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

” یس “ ــــــ کرنل نارڈک کا لہجہ بے حد کرخت تھا ۔

” باس ۔ ریڈ ڈرگ کا شیر سنگھ آپ سے بات کرنے کا خواہشمند ہے ۔ کہتا ہے انتہائی ضروری بات ہے “ ــــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

” شیر سنگھ ۔ اچھا ۔ بات کراؤ “ ــــــ کرنل نارڈک نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا ۔

” ہیلو سر ۔ میں آپ کا خادم شیر سنگھ بول رہا ہوں جناب “ ــــــ چند لمحوں بعد شیر سنگھ کی مؤدبانہ آواز

سنائی دی۔

" بولو۔ کیا بات ہے "۔۔۔ کرنل نارودک نے انتہائی مغرورانہ لہجے میں کہا۔

" جناب۔ مشاہد سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ مادام کازن۔ مادام نتاشا اور اس کے پاکیشیائی مہمانوں کو جن میں سے ایک کا نام علی عمران ہے۔ روسیاہی سرکاری ہیلی کاپٹر پر لے کر ہرات آ رہی ہیں۔ چونکہ آپ نے مجھے خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے گوش گزار یہ اطلاع کر دوں "۔۔۔ شیر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ لیکن کرنل نارودک کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے شیر سنگھ کے الفاظ اس کے کانوں میں اترنے کی بجائے اس کے دماغ پر انتہائی وزنی اور طاقتور ہتھوڑوں کی طرح برس رہے ہوں۔

" کیا ۔۔۔ کیا بک رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ جانتے ہو۔ اس طرح کی بکواس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ میں تمہیں تمہاری پوری ریڈ ڈرگ تنظیم سمیت زندہ دفن کر دوں گا "۔۔۔ کرنل نارودک نے شدید غصے کے عالم میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں جناب۔ میرے آدمی مادام نتاشا کے محل میں موجود ہیں۔ انہوں نے اطلاع دی ہے جناب "۔۔۔ شیر سنگھ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کازن مشاہد کیسے پہنچ گئی۔ کل شام تو وہ اپنے مکان میں تھی "۔۔۔ کرنل نارودک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ ۔۔۔ وہ رات کو گئی ہیں جناب۔ ان کے پہنچنے کی اطلاع بھی مجھے ملی تھی جناب۔ لیکن چونکہ وہ مشاہد آتی جاتی رہتی ہیں۔ اس لئے جناب یہ کوئی نئی بات نہ تھی "۔۔۔ شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سرکاری ہیلی کاپٹر وہ کیسے لے گئی "۔۔۔ کرنل نارودک ایسے بول رہا تھا جیسے اُسے خود سمجھ نہ آ رہی ہو کہ اُسے کیا کہنا چاہیئے اور کیا نہیں۔ بلکہ الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسلے چلے جا رہے تھے۔

" مم ۔۔۔ مادام کو کون روک سکتا ہے جناب۔ وہ مالک ہیں جناب۔ وہ پہلے بھی اسی طرح سرکاری ہیلی کاپٹر لے جاتی رہتی ہیں "۔۔۔ شیر سنگھ کے لہجے میں اس بار بوکھلاہٹ کے ساتھ ساتھ حیرت کا عنصر بھی شامل تھا۔

" تفصیل بتاؤ۔ یہ لوگ کس طرح وہاں پہنچے اور کس طرح ہرات آ رہے ہیں اور کس وقت وہاں سے چلے ہیں۔ اور کس وقت یہاں پہنچیں گے "۔۔۔ کرنل نارودک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میرے آدمی نے بتایا ہے کہ آج صبح کی فلائٹ سے پانچ پاکیشیائی مرد جن کے لیڈر کا نام علی عمران ہے۔ پاکیشیا سے مشاہد پہنچے۔ مادام نتاشا کو ان کی آمد کی پہلے

سے اطلاع تھی۔ مادام نتاشا کا خاص آدمی یوسف ہامانی
دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے
وہاں گیا اور پھر یہ لوگ مادام کے محل میں آ گئے۔ مادام کازن
رات کو ہی مادام نتاشا کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ پھر ملاقاتیوں
والے کمرے سے مادام نتاشا۔ مادام کازن۔ عمران اور اس
کے چار ساتھی باہر نکلے۔ اور ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر ہرات کی
طرف چل پڑے۔ البتہ ملاقاتیوں والے کمرے میں یوسف
ہامانی۔ چار مسلح افراد اور دو ملازم لڑکیوں کی مسخ شدہ
لاشیں بھی موجود تھیں۔ جن کے متعلق مادام نتاشا نے حکم دیا
کہ انہیں برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے انہیں وہاں سے روانہ
ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ ایک گھنٹے کے بعد
ہرات پہنچ جائیں گے"۔۔۔ شیر سنگھ نے مودبانہ لہجے میں
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ کرنل نادرک نے غراتے ہوئے کہا
اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس اطلاع نے واقعی اس
کے دماغ کی چولیں تک ہلا دی تھیں۔ اس نے بے اختیار
دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن دوسرے
لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
روسیاہی ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر ہرات میں داخل ہونے والی ہے
اور کازن بھی ان کے ساتھ ہے۔ یہ اس قدر خطرناک دھماکہ تھا
کہ وہ بے اختیار کرسی سے اچھلا اور پھر اس نے بجلی کی سی

تیزی سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"۔۔۔ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے
مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کمانڈر جیکوف سے بات کراؤ۔ فوراً جلدی"۔۔۔ کرنل
نادرک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے رنگ بدل رہا تھا کہ شاید اتنی
تیزی سے کبھی گرگٹ نے بھی رنگ نہ بدلا ہوگا۔ اس کی
مٹھیاں مسلسل بھنچ اور کھل رہی تھیں۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے
نمودار ہو گئے تھے۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور
کرنل نادرک اس طرح رسیور پر جھپٹا جیسے بھوکا عقاب کسی
کبوتر پر جھپٹتا ہے۔

"یس"۔۔۔ اس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"کمانڈر جیکوف سے بات کیجئے سر"۔۔۔ دوسری طرف
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور پر ایک اور آواز
ابھری۔

"ہیلو۔۔۔ کمانڈر جیکوف بول رہا ہوں"۔۔۔ بولنے والے
کا لہجہ بھاری تھا۔

"کمانڈر جیکوف۔ مادام کازن کو سرکاری ہیلی کاپٹر ہرات
جانے کے لئے تم نے دیا ہے"۔۔۔ کرنل نادرک نے حلق کے
بل چیختے ہوئے پوچھا۔

"مادام کازن کو۔ جی ہاں۔ کیوں"۔۔۔ کمانڈر جیکوف نے

حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں دیا ہے۔ کس سے پوچھ کر دیا ہے۔ میں تمہارا کورٹ مارشل کراؤں گا"۔۔۔۔ کرنل نارودک نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے الفاظ بولنے کی بجائے وہ کمانڈر چیکوف کا دانتوں سے نرخرہ چبا رہا ہو۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کا ذاتی دستخط شدہ حکم نامہ میرے پاس موجود ہے کہ مادام کازن کو جس وقت وہ چاہے ہیلی کاپٹر مہیا کر دیا جائے۔ اور وہ ایک بار نہیں بلکہ پہلے سینکڑوں بار ہیلی کاپٹر حاصل کر چکی ہیں۔ وہ روسیاہ بھی جاتی ہیں اور ہرات میں اپنی کسی سہیلی کے پاس بھی"۔۔۔۔ کمانڈر چیکوف نے جواب دیا۔ اور کرنل نارودک کے ذہن میں ایک اور قیامت خیز دھماکہ ہوا۔ اسے اب یاد آگیا تھا کہ ایک بار کازن کی فرمائش پر اس نے ایسا حکم نامہ خصوصی طور پر کمانڈر چیکوف کو دیا تھا۔ اور یہ ایسی کوئی خاص بات نہ تھی کہ کرنل نارودک اسے کوئی خصوصی اہمیت دیتا۔ اس لئے یہ بات اس کے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔

"مگر اب مادام کازن ......"۔۔۔۔ کرنل نارودک بے اختیار بات کرتے کرتے رک گیا۔ کیونکہ اسے فوراً خیال آگیا کہ جو کچھ وہ کہنے جا رہا تھا اگر وہ بات روسیاہ کے اعلیٰ حکام تک پہنچ جاتی تو پھر اس کا اپنا کورٹ مارشل یقینی ہو جاتا۔ وہ یہ کہنے جا رہا تھا کہ اب مادام کازن اس ہیلی کاپٹر میں نتاشا

اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ساتھ لے کر آ رہی ہے

"کیا ہوا سر مادام کازن کو"۔۔۔۔ کمانڈر چیکوف نے کرنل نارودک کے فقرہ روک دینے اور خاموش ہو جانے سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سنو مادام کازن اس ہیلی کاپٹر پر اپنی سہیلی سے ملنے مشاہد گئی۔ اس سہیلی کا نام مادام نتاشا ہے اور وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے مادام نتاشا کے محل پر زبردستی قبضہ کر لیا اور پھر وہ مادام نتاشا اور مادام کازن دونوں کو یرغمال بنا کر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے اب ہرات میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جب کہ جی۔ بی کے چیف کا حکم ہے کہ انہیں کسی حالت میں بھی زندہ ہرات میں داخل نہ ہونے دیا جائے"۔۔۔۔ کرنل نارودک نے بڑی مشکل سے اپنے ذہن کو سیٹ کر کے ایسی بات بتاتے ہوئے کہا جس سے کازن پر حرف نہ آ سکے۔

"مادام کازن کو یرغمال بنا کر۔ مگر ہیلی کاپٹر پائلٹ تو ہمارا آدمی ہے۔ وہ کیسے یہ برداشت کر سکتا ہے"۔۔۔۔ کمانڈر چیکوف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ اسے ان شیطانوں نے اصل بات معلوم ہی نہ ہونے دی ہو۔ بہرحال یہ طے ہے کہ یہ لوگ کسی صورت بھی زندہ یا مردہ ہرات کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتے۔ چاہے ہمیں اپنا ہیلی کاپٹر ہی کیوں نہ فضا میں تباہ کرنا پڑ جائے"

کرنل نارودک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ مگر اس طرح تو مادام کازن بھی تو ساتھ ہی ہلاک ہوجائیں گی" ـــــ کمانڈر جیکوف نے کہا اور کرنل نارودک کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے کر بُری طرح بھینچ دیا ہو۔ کازن کی موت کا تو تصور بھی اس کے لئے سوہان روح تھا۔

"اوہ اوہ واقعی۔ مگر اب کیا کیا جائے۔ کس طرح انہیں روکا جائے۔ تم ہی کچھ سوچو۔ وہ لوگ ہرات کی طرف آرہے ہیں۔ انہیں دس پندرہ منٹ ہو گئے ہیں مشاہد سے چلے ہوئے۔ اور ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ بولو اب کیا کیا جائے" ـــــ اس بار کرنل نارودک نے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔ کازن کی موت کا سنتے ہی اس کی ساری اکڑفوں صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے کرنل۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ آپ یہاں ایئر بیس پر آجائیں" ـــــ کمانڈر جیکوف نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ شکریہ۔ کمانڈر میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا۔ میں آرہا ہوں" ـــــ کرنل نارودک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی ہرات کی سرحد کافی دور تھی کہ ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ہیلو ـــ آران ایئر بیس نمبر تھری کالنگ۔ سپیشل ہیلی کاپٹر ایٹ ہنڈرڈ سکسٹی ون اوور" ـــــ بولنے والا کوئی ایرانی تھا۔

"یس۔ پائلٹ آرتوف سپیشل ہیلی کاپٹر۔ ایٹ ہنڈرڈ سکسٹی ون اٹنڈنگ اوور" ـــــ پائلٹ نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو پائلٹ۔ ہیلی کاپٹر میں کتنے افراد موجود ہیں اوور" دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا جواب دینے والا بٹن آف کر دیا۔

"کیا — کیا مطلب۔ کال کا جواب" ——— ہیلی کاپٹر پائلٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ الٹی سمت میں گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک بجلی کی سی تیزی سے پائلٹ کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا اور پائلٹ ہلکی سی چیخ مار کر ایک لمحے کے لئے تڑپا مگر دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے جھکا اور نوک کے بل نیچے گرنے لگا۔

"کیا — کیا کر رہے ہو" ——— نتاشا اور کازن دونوں نے انتہائی خوف زدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو" ——— عمران نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کنٹرول سنبھال کر ہیلی کاپٹر سیدھا کر لیا۔ اسی لمحے تنویر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آگے آ گیا۔

"اس کی بیلٹ کھولو۔ اور اسے نیچے اچھال دو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور تنویر نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے پائلٹ کی بیلٹ کھولی اس کے سر پر موجود مخصوص ہیڈ فون اتار کر اسے اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے نیچے اچھال دیا اور کازن اور نتاشا دونوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو ورنہ تمہارا ابھی یہی حشر ہو گا" ——— عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ خوف سے سے چیختی ہوئیں ان دونوں عورتوں کے منہ تو اسی طرح کھلے

رہ گئے۔ لیکن آواز غائب ہو گئی۔ اور ان کے عقب میں موجود صفدر اور کیپٹن شکیل نے رومال ان کے کھلے منہ میں ڈال کر ان کا منہ ہاتھوں سے بھینچ لئے۔ ادھر ٹرانسمیٹر مسلسل کال آ رہی تھی۔ عمران کے اشارے پر تنویر نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی۔ جب اس نے کنٹرول سنبھال لیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یہ میری آواز کیوں نہیں آپ تک پہنچ رہی اوور" ——— عمران کے حلق سے اسی پائلٹ جیسی آواز نکلی۔

"اوہ اوہ۔ اب تمہاری آواز آنے لگ گئی ہے۔ کیا ہوا ٹرانسمیٹر کو اوور" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ تمہارے ریسیونگ سیٹ میں کوئی خرابی ہو گئی ہو گی۔ بہرحال کیا بات ہے کیوں کال کی ہے اوور" ——— عمران نے کہا۔

"میں نے پوچھا ہے کتنے آدمی ہیں ہیلی کاپٹر میں اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ مادام کازن۔ مادام نتاشا اور میں ہوں پائلٹ اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔

"کب بتایا ہے وہ شاید اس خرابی کے دوران بتایا ہو گا۔ لیکن تم جھوٹ کیوں بول رہے ہو۔ جب کہ ہرات ایئربیس سے کمانڈر چیکوف نے بتایا ہے کہ ہیلی کاپٹر میں مادام کازن کے

ساتھ مادام نتاشا اور پانچ پاکیشیائی بھی موجود ہیں اوور"۔۔۔۔ پوچھنے والے کا لہجہ سخت تھا۔

" ہاں تھے۔ جب ہیلی کاپٹر نے مادام نتاشا کے محل سے پرواز کی تھی تو واقعی مادام نتاشا اور اس کے پانچ پاکیشیائی مہمان موجود تھے۔ لیکن وہ ہرات آنے کے لئے سوار نہیں ہوئے تھے بلکہ انہیں چاشار جانا تھا۔ میں نے انہیں چاشار جانے کے لئے پرائیویٹ ہیلی کاپٹر سروس کے اڈے پر اتار دیا تھا۔ اور اب میں مادام کازن اور مادام نتاشا کو لے کر ہرات آ رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ان دونوں کو عارضی طور پر خاموش کر دو صفدر۔ ورنہ اگر ان کے حلق سے معمولی سی آواز بھی نکل پڑی تو یہ اسی لمحے نیچے پھینک دی جائیں گی"۔۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا جو ان دونوں کے منہ اپنے ہاتھوں سے بھینچے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب کہ صدیقی نے مشین گن ان کی طرف تان رکھی تھی۔

" آں آں"۔۔۔۔ ان دونوں کے ہاتھ ہٹتے ہی کچھ کہنے کی کوشش کی ہی تھی کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے دونوں بازو تیزی سے گھومے اور ان دونوں کی کنپٹیوں پر ان کی مڑی ہوئی انگلیوں کے ہک پوری قوت سے پڑے۔ اور

آں آں کرتی ہوئیں وہ دونوں ہی سیٹوں پر ڈھیر ہو گئیں۔

" خیال رکھنا کہیں اچانک ہوش میں نہ آ جائیں۔ ابھی ہرات پہنچنے تک مجھے بہت سے مرحلے طے کرنے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ان کو اٹھا کر نیچے پھینک دو۔ خواہ مخواہ لادے پھر رہے ہو"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے اتنی مشکل سے تو صفدر اور کیپٹن شکیل کا سکوپ بنا ہے۔ تم یہ سکوپ بھی ضائع کرا دینا چاہتے ہو۔ دیکھتے نہیں کس طرح کا رومانٹک سین تھا کہ دونوں اپنے ہاتھ ان کے منہ پر رکھے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے"۔۔۔۔ عمران کی زبان پھر رواں ہو گئی اور تنویر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ کم از کم ہمیں تو بخش دیجئے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بخشے جانے کی سبیل تو تم نے خود ہی پیدا کر لی ہے۔ کہتے ہیں لڑاکا بیوی کا صابر شوہر بخشا ہوا ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار وہ دونوں بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔۔ آران ایئر بیس کالنگ اوور"۔۔۔۔ بولنے والا وہی تھا جو پہلے بات کر رہا تھا۔

" یس۔۔۔۔ پائلٹ اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔۔ عمران نے پائلٹ کی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

میں ایکسٹرا اسپیشل ٹرانسمیٹر کے ذریعے تمہاری بات ہرات ائیربیس کے کمانڈر چیکوف سے کرا رہا ہوں۔ وہ تم سے خود بات کرنا چاہتے ہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"ہیلو ہیلو ـــــ کمانڈر چیکوف کالنگ یو اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری اور سخت آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ پائلٹ سپیشل ہیلی کاپٹر ایٹ ہنڈرڈ سکسٹی ون اٹنڈنگ یو سر اوور" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنا نام اور نمبر بتاؤ اوور" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"نام آرتوف۔ نمبر ایکس زیرو زیرو تھری ایٹ تھری اوور" عمران نے پائلٹ کے سینے پر لگے ہوئے بیج پر درج نمبر یاد کرتے ہوئے جواب دیا۔ نام وہ پائلٹ پہلے ہی کال کے دوران بتا چکا تھا۔

"مادام کازن ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں اوور" ـــــ اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس سر اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ان سے بات کراؤ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس ـــــ کازن بول رہی ہوں۔ یہ کیسی پوچھ گچھ شروع کر دی ہے تم لوگوں نے اوور" ـــــ عمران کے حلق سے کازن جیسی آواز نکلی۔ لہجہ اسی طرح سخت اور چڑچڑا سا تھا۔

"سوری مادام۔ کرنل نارڈک میرے پاس موجود ہیں۔ ان سے بات کیجئے اوور" ـــــ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"نارڈک اور وہاں تمہارے پاس اوور" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ڈیئر کازن۔ تم نتاشا کے پاس گئی تھیں اوور" ایک اور آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔ بولنے والے کا لہجہ سنتے ہی عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ کرنل نارڈک اس کازن مرید شوہر ہے اور انتہائی اکھڑ سخت مزاج اور بے رحم آدمی ہے۔ لیکن جس لہجے میں اس نے کازن سے بات کی تھی اس لہجے کو سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ کازن کے سامنے بھیڑ سے بھی بدتر ہے۔

"تو کیا ہوا۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے اوور" ـــــ عمران نے کازن کے لہجے میں بات کرتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت رکھا تھا۔

"اعتراض نہیں ڈیئر۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے یہاں ہرات میں کسی اہم مشن پر آنا چاہتے ہیں۔ اور کے۔ جی۔ بی کے چیف نے خصوصی حکم دیا ہے کہ انہیں کسی صورت بھی ہرات میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ تم اپنے ساتھ نتاشا اور پانچ پاکیشیائیوں کو لے کر ہرات آ رہی ہو۔ اس لئے میں گھبرا گیا۔ کیا واقعی

وہ لوگ وہیں مشاہد میں ہی اتر گئے تھے اوور" ـــــ کرنل نارڈک نے بھیک مانگنے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ آرتوف میری موجودگی میں جھوٹ بولنے کی جرات بھی کر سکتا ہے اور وہ پانچ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے رکن نہ تھے۔ مادام نتاشا کی تنظیم ارباب کے رکن تھے سمجھے اوور" ـــــ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ اچھا یہ بات ہے۔ سوری ڈیئر۔ یہ سب کچھ غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آئی۔ ایم۔ رئیلی سوری۔ اب تم اطمینان سے آسکتے ہو اوور" ـــــ کرنل نارڈک عمران کی توقع کے عین مطابق بالکل ہی بھیڑ ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ غلط فہمی۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے انتہائی غصیلے انداز میں پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کمال ہے عمران صاحب۔ یہ شخص اس قدر ڈرتا ہے بیوی سے" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تک بیویوں سے ڈرنے والے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں تب تک ہم جیسے سیکرٹ ایجنٹوں کو آگے بڑھنے سے کوئی نہیں روک سکتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب ان کی کیا ضرورت رہ گئی ہے۔ ان سے چھٹکارا کیوں نہ حاصل کر لیا جائے" ـــــ تنویر نے کہا۔

"میں جولیا کو اسی لیے ساتھ نہ لایا تھا اور یہاں تم نے جولیا کی جگہ سنبھال لی ہے۔ آخر تم ان دونوں سے اس قدر الرجک کیوں ہو گئے ہو" ـــــ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ جس لہجے میں بات کرنے کی عادی ہیں۔ وہ لہجہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں ایسی عورتوں کی گردنیں مروڑ دیا کرتا ہوں" تنویر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈیشنگ ایجنٹ کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن میں ڈیشنگ نہیں بلکہ واشنگ ایجنٹ ہوں۔ میں ان کے لہجے کو اس طرح واش کر دوں گا کہ اس پر موجود کڑوے پن کی تہہ ہی اتر جائے گی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

"عمران صاحب اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"یار تمہیں تو کسی باس ٹائپ آدمی کا سیکرٹری ہونا چاہیئے۔ ہر وقت پروگرام ہی پوچھتے رہتے ہو۔ کیپٹن شکیل کو دیکھو کس طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ زیادہ سے زیادہ پروگرام مرنے کا ہی ہوگا تو مر جائیں گے۔ مسئلہ ختم" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر شرمندہ سے انداز میں ہنس کر رہ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ پر بھی نتاشا اور کارن کے لہجے کا اثر ہونے لگ گیا ہے۔ آپ بھی اب طنزیہ اور جلے کٹے انداز میں بات

"۔۔۔رے لگ گئے ہیں" ____ اس بار صدیقی نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا کروں۔ یہ ہر سل تو کرنی سی پڑتی ہے۔ ہزار بار میں نے تمہارے باس سے کہا ہے کہ اپنے ممبرز کو عورتوں کے لہجے میں بات کرنے کی پریکٹس کراؤ لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ بس یہی کہہ دیتا ہے کہ مرد ہیں عورتیں نہیں۔ اس لئے بھائی مجبوراً مجھے ہی عورت بننا پڑتا ہے" ____ عمران نے کہا اور صدیقی سمیت سب ہنس پڑے۔

"ایئر بیس نظر آنے لگ گیا ہے عمران" ____ اچانک تنویر نے کہا۔

"تم ادھر میری سیٹ پر آجاؤ۔ جلدی کرو۔ اب کنٹرول میں سنبھالوں گا۔ اور سب لوگ گنیں وغیرہ لے کر تیار ہو جاؤ"۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ سب چونک کر اپنی اپنی مشین گنیں سنبھالنے لگے۔ عمران نے تنویر کی سیٹ سنبھال لی۔ جب کہ تنویر سائیڈ سیٹ پر آ گیا۔ عمران نے آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ____ آران ایئر بیس اوور" ____ اچانک ٹرانسمیٹر سے دوبارہ آواز سنائی دی۔ بولنے والا وہی تھا جس نے پہلے بات کی تھی۔

"یس۔ آر توف پائلٹ آف سپیشل ہیلی کاپٹر اٹنڈنگ یو اوور" ____ عمران نے اس بار ہیلی کاپٹر پائلٹ کے لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ رائٹ ہینڈ پر سے مڑ کر کراس کر جاؤ۔ اوور اینڈ آل" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ ذرا سا ترچھا کیا اور پھر آگے جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ سیدھا کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آران سرحد پر واقع مخصوص ہوائی سرحدی نشان کو کراس کرتے ہوئے گزر گئے۔ اب وہ آران کی سرحد سے بہادرستان کی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔

"یہ ہیلی کاپٹر اس قدر مضبوط نہیں ہے کہ گاری جتنی بلندی تک پرواز کر سکے۔ گاری پر جانے کے لئے مخصوص ہیلی کاپٹر ہی کام دے سکتے ہیں۔ جنہیں پوما ہیلی کاپٹر کہا جاتا ہے۔ اور لازماً یہ ہیلی کاپٹر روسیاہ سے ہی آتے ہوں گے۔ یہاں ان کا کام ہی نہیں ہے۔ پھر پوما میں اتنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ ہم سب اکٹھے اس میں سوار ہو سکیں۔ دوسری بات یہ کہ گاری پر جی۔ ٹی۔ دن جیسی سائنس لیبارٹری کو اڑانے کے لئے ہمیں مخصوص قسم کا اسلحہ بھی چاہئے۔

"یہ اسلحہ ہم پاکیشیا سے ساتھ نہ لا سکتے تھے کیونکہ ایئرپورٹ پر یہ لازماً چیک ہو جاتا۔ اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ یہ اسلحہ ہم نتاشا کے ذریعے آران سے منگوائیں گے اور کاذن کو قابو میں رکھ کر ہم لاسو کے ایجنٹوں کے روپ میں آ کر یہاں سرات میں چھپ جائیں گے۔ اسی لئے میں نے نتاشا

اور کاذن دونوں کو ابھی تک زندہ رکھا ہے۔ اب ہرات میں ہمارے لئے نسوانی پناہ گاہ کاذن کی رہائش گاہ ہے۔ اور کاذن کی رہائش گاہ کا علم کاذن کو ہی ہوگا۔ اس لئے فی الحال کاذن کو ہی ہوش میں لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اپنے ساتھیوں کو بتلاتے ہوئے کہا۔ ان سب نے سر ہلا دیئے اور صفدر نے کاذن کو ہوش میں لے آنے کی فوری کوشش شروع کر دی۔

میجر کاف کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے ہرات کی مین شاہراہ پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اس کا ماتحت کیپٹن لاکوش بیٹھا ہوا تھا۔ میجر کاف لمبے قد اور خوب صورت جسم کا مالک جوان تھا جبکہ کیپٹن لاکوش دبلا پتلا اور درمیانے قد کا تھا۔ لیکن اس کی فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھیں اس کی بے پناہ ذہانت کا پتہ دیتی تھیں۔ گو کیپٹن لاکوش میجر کاف کا ماتحت تھا۔ لیکن وہ دونوں گہرے دوست بھی تھے۔ اور سرکاری تقریبات کے علاوہ ان دونوں کے درمیان گہری بے تکلفی موجود تھی۔ میجر کاف سخت مزاج غصہ ور اور عملی آدمی تھا جب کہ کیپٹن لاکوش سوچنے اور منطقی انداز میں نتیجہ اخذ کر لینے کا ماہر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کی جوڑی نے روسیاہ میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے

تھے۔ اس وقت وہ دونوں ریڈ ڈرگ کے ہیڈکوارٹر جا رہے تھے۔ ریڈ ڈرگ کا ہیڈکوارٹر ایک بڑے ہوٹل سکون کے نیچے بنے ہوئے وسیع و عریض تہہ خانوں میں تھا۔ اور میجر کاف چونکہ طبعاً عیاش آدمی تھا۔ اس لئے جب بھی وہ فارغ ہوتا ہوٹل سکون کا رخ کرتا تھا۔ جہاں اُسے ہر قسم کی شراب اور اپنی مرضی کی ہر وہ چیز جس کی وہ خواہش کرتا انتہائی آسانی سے مل جاتی تھی۔ جب کہ کیپٹن لاکوش صرف پینے پلانے میں میجر کاف کا ساتھ دیتا۔ باقی سب کاموں سے وہ علیحدہ ہی رہتا تھا۔

"شیر سنگھ کی قسمت اچھی تھی کہ وہ چیف کے ہاتھوں مرنے سے بچ گیا ہے۔ ورنہ جس طرح اس نے مادام کازن کے خلاف اطلاع دی تھی۔ چیف اُسے کچا چبا جاتا" ــــــ کیپٹن لاکوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی اطلاع چونکہ جزوی طور پر درست ثابت ہوئی تھی۔ اس لئے چیف شاید خاموش ہو گیا ہے" ــــــ میجر کاف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے میجر کاف سچ پوچھو تو میرا ذہن اب بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا کہ وہ لوگ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر نہ تھے اور وہ آران میں ہی اتر گئے تھے" ــــــ لاکوش نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"کیا ــــــ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ چیف نے خود مادام کازن سے ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے۔ پھر کمانڈر جیکوف نے

اپنے پائلٹ آرتوف سے بات چیت کی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مادام کازن اپنے محل میں پہنچ بھی چکی ہیں" ــــــ میجر کاف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک بات چیت کا تعلق ہے۔ وہ تو کسی مجبوری کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے میجر کاف۔ وہ لوگ دباؤ ڈال کر بھی اپنے حق میں ان دونوں سے بات کرا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ تو کوئی پوائنٹ نہیں ہے۔ البتہ آخری بات کی وجہ سے میں بھی خاموش ہو گیا ہوں۔ کہ اگر کوئی گڑبڑ ہوتی تو مادام کازن کم از کم اپنے محل میں آکر تو خاموش نہ رہتی۔ لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات ہے کہ میری چھٹی حس بار بار یہی کہہ رہی ہے کہ معاملہ ویسے نہیں ہے جیسا کہ ہمیں نظر آرہا ہے" ــــــ کیپٹن لاکوش نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اپنی اس حس کو اب چھٹی پاس ہی کرا دو۔ یہ چھٹی میں پڑھتے پڑھتے اب شاید بیزار ہو چکی ہے" ــــــ میجر کاف نے ہنستے ہوئے کہا اور لاکوش بھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہاں واقعی میجر کاف۔ اب اسے چھٹی سے ساتویں چڑھ ہی جانا چاہیئے" ــــــ لاکوش نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کو ہوٹل سکون کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دیا۔ چار منزلہ ہوٹل سکون ہرات کا سب سے خوب صورت اور معیاری ہوٹل تھا۔ یہاں چونکہ ہر قسم کی تفریحات آسانی سے میسر تھیں۔ اس لئے ہرات کی اعلیٰ سوسائٹی کا یہ ہوٹل ایک لحاظ سے گڑھ بن چکا تھا۔ ہوٹل ریڈ ڈرگ کے سربراہ شیر سنگھ کی ذاتی

ملکیت تھا۔ اور شیر سنگھ کی وجہ سے ہی یہاں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ کبھی نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ شیر سنگھ ہوٹل کے معاملات میں بے حد سخت تھا۔ کیپٹن لاکوش جیپ کو پارکنگ کی طرف لے جانے کی بجائے ہوٹل کی سائیڈ سے نکال کر اس کے عقبی حصے کی طرف لے گیا۔ کیونکہ تہہ خانوں کا راستہ ادھر سے ہی تھا۔ ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر اس نے جیپ روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا سکھ جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے میجر کاف اور کیپٹن لاکوش کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"شیر سنگھ ہے اندر" ___ میجر کاف نے پوچھا۔

"نہیں جناب وہ کہیں گئے ہوئے ہیں" ___ مشین گن بردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ سپیشل کمرہ کھلواؤ اور جب شیر سنگھ آجائے تو اسے میرے پاس بھیج دینا" ___ میجر کاف نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی جناب" ___ مشین گن بردار نے کہا اور پھر وہ ایک خفیہ راستے سے گذر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں صوفوں کے ساتھ ساتھ ایک ڈبل بیڈ بھی موجود تھا۔ اور اس کی الماریاں دنیا کی قیمتی ترین شرابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ یہ سپیشل روم تھا۔ میجر کاف نے اندر آتے ہی ایک الماری کا رخ کیا۔ اسے کھول کر اس نے دو بوتلیں

نکالیں اور ساتھ ہی دو گلاس لے کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں شراب نوشی میں مصروف ہو گئے۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میرا مطلب ہے شراب نوشی کے بعد" ___ لاکوش نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو رات یہاں گزاروں گا۔ تم اپنا بتاؤ" ___ میجر کاف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے آج شمالی پہاڑیوں کی طرف گشت پر جاؤں۔ پچھلے دنوں وہاں سے ایک پاکستانی جاسوس پکڑا گیا تھا۔ گو اس نے فوراً ہی خودکشی کر لی تھی۔ لیکن مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس طرف لازماً ان کا کوئی خفیہ ٹھکانہ موجود ہوگا" ___ لاکوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں لاکوش۔ میں نے وہاں کی تفصیلی رپورٹ منگوا لی ہے۔ وہ بھٹک کر ادھر آنکلا تھا" ___ میجر کاف نے کہا۔

"میں نے رپورٹ پڑھی ہے لیکن ......" ___ لاکوش نے کہا اور میجر کاف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور شیر سنگھ اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ان دونوں کو سلام کیا۔

"آؤ شیر سنگھ۔ کہاں غائب ہو" ___ میجر کاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مادام کازن کے محل گیا تھا۔ پھر وہاں سے ایک ضروری کام جانا پڑا۔ اب واپس آرہا ہوں" ___ شیر سنگھ نے کہا۔

" مادام نے تو یقیناً بُری طرح ڈانٹا ہوگا تمہیں کہ تم نے اس کے خلاف چیف کو رپورٹ دی تھی" ـــــ لاکوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں، میرے دل میں بھی خوف تھا۔ لیکن پھر مجھے خود جانا پڑا۔ کیونکہ مادام نتاشا نے یہاں آکر اپنے آدمیوں سے کوئی سامان منگوایا تھا۔ ایک کافی بڑا بیگ تھا جو رات ہی میرے پاس پہنچا تھا۔ میں نے سوچا کہ بیگ خود دے آؤں تاکہ مادام کی ناراضگی کسی طرح دور ہو سکے۔ لیکن مادام نے ہلکے سے غصے کا اظہار ضرور کیا لیکن معاملہ بہرحال ٹل ہی گیا" ـــــ شیر سنگھ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ مادام نتاشا مادام کازن کے ساتھ آئی ہے" میجر کاف اور لاکوش دونوں نے بیک وقت چونکتے ہوئے پوچھا۔

" جی ہاں، وہ اکٹھی آئی ہیں۔ لیکن اس میں حیرت کی کون سی بات ہے، وہ اکثر آتی رہتی ہیں" ـــــ شیر سنگھ نے جواب دیا

" مگر چیف نے تو اس کا ذکر واضح طور پر نہیں کیا تھا" ـــــ میجر کاف نے کہا۔

" ہو سکتا ہے اس نے ضرورت ہی نہ سمجھی ہو" ـــــ شیر سنگھ نے کہا۔ اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" ایک بات اور میرے علم میں آئی ہے۔ لیکن اب مجھے چیف کو کچھ بتاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا ہوں اگر آپ وعدہ کریں کہ جو بھی مسئلہ ہو۔ درمیان میں میرا نام نہ

آئے گا تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں" ـــــ شیر سنگھ نے کہا۔

" کوئی اہم بات ہے" ـــــ میجر کاف نے چونک کر پوچھا۔

" میرے خیال میں تو بے حد اہم ہے" ـــــ شیر سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بتاؤ۔ وعدہ رہا کہ تمہارا نام نہ آئے گا" ـــــ میجر کاف نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔ لاکوش بھی اشتیاق بھری نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

" ہیلی کاپٹر پائلٹ کی لاش آران کے ریگستان سے ملی ہے۔ اور یہ لاش ارباب کے آدمیوں نے ٹریس کی ہے۔ اس کی لاش کا انداز بتا رہا ہے کہ اُسے انتہائی بلندی سے نیچے گرایا گیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ریت کے ٹیلوں پر گرا ہے۔ اس لئے اس کی لاش بالکل مسخ نہیں ہوئی" ـــــ شیر سنگھ نے کہا اور میجر کاف اور کیپٹن لاکوش دونوں پہلے تو مجسموں کی طرح حیرت سے شیر سنگھ کو گھورتے رہ گئے۔ پھر یک لخت دونوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر زلزلے کے سے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

" کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پھر ہیلی کاپٹر کو کون لایا ہے" ـــــ میجر کاف نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" ویسے مادام نتاشا خود ہیلی کاپٹر چلا سکتی ہیں۔ یہ اطلاع ملنے کے بعد میں نے ایئر بیس پر فون کر کے پائلٹ کے بارے

میں پوچھا۔ تو مجھے بتایا گیا کہ ہیلی کاپٹر واپس ایئربیس نہیں بھیجا گیا اور نہ ہی پائلٹ واپس آیا ہے۔ ہیلی کاپٹر تو اب بھی مادام کے محل میں موجود ہے۔ میں نے اُسے خود دیکھا ہے۔ لیکن وہ پائلٹ مجھے تو ہمت ہی نہیں پڑی مادام سے بات کرنے کی" شیر سنگھ نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک مسئلہ ہے۔ انتہائی خطرناک۔ اگر پائلٹ کسی طرح راستے میں گم بھی گیا تھا تو مادام کا ذن لازماً یہاں آکر اس کی باقاعدہ رپورٹ کرتیں۔ آخر وہ سرکاری آدمی ہے۔ کوئی عام آدمی تو نہیں ہے۔ ایک منٹ۔ میں خود مادام سے بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور درمیانی میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک بٹن کو آف کر دیا۔ اس طرح فون کا ہوٹل کی ایکسچینج سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اب اس پر ڈائریکٹ کال کی جا سکتی تھی۔ میجر کاف نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" مادام کا ذن ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔ مادام کا ذن نے محل کا نام اپنے ہی نام پر رکھا ہوا تھا۔

" میں میجر کاف بول رہا ہوں۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ آرتوف سے بات کراؤ۔ میں نے اس سے ضروری بات چیت کرنی ہے"۔۔۔۔ میجر کاف نے سخت لہجے میں کہا۔

" پائلٹ آرتوف۔ وہ تو محل میں موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ دوسری

طرف سے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" محل میں موجود نہیں ہے۔ کیا مطلب۔ وہ مادام کو مشاہد سے لے کر آیا تھا۔ تب سے محل میں ہی ہے۔ واپس ایئربیس تو نہیں گیا"۔۔۔۔ میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

" سر۔ مجھے تو نہیں معلوم۔ البتہ میں آپ کی بات سیکورٹی انچارج ماکورے سے کرا دیتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور آواز ابھری۔ یہ ماکورے کی آواز تھی۔ ماکورے لاسو کا ہی ممبر تھا۔ اور کرنل نارووک نے اُسے محل میں سیکورٹی انچارج کے طور پر تعینات کیا ہوا تھا۔

" سر۔ میں ماکورے بول رہا ہوں۔ فرمائیے"۔۔۔۔ ماکورے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔ ظاہر ہے میجر کاف لاسو کا انچارج تھا۔

" ماکورے۔ مادام کے ساتھ جو پائلٹ آرتوف آیا تھا۔ وہ کہاں ہے۔ اس سے میری بات کراؤ"۔۔۔۔ میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

" پائلٹ تو محل میں موجود نہیں ہے۔ شاید واپس چلا گیا ہو گا۔ البتہ ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہے"۔۔۔۔ ماکورے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ ایئربیس پر تو نہیں گیا۔ وہاں سے میں نے معلوم کیا ہے"۔۔۔۔ میجر کاف نے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ بہرحال وہ محل میں موجود

نہیں ہے" ــــ ماکورے نے جواب دیا۔

"کیا مادام مشاہدے سے واپس تمہارے سامنے آئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر آر تو ن ہی چلا رہا تھا ناں" ــــ میجر کاف نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرے سامنے تو نہیں آئیں"ــــ ماکورے نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا کرو۔ مادام سے میری بات کراؤ یا تم ان سے پوچھ کر مجھے جواب دو" ــــ میجر کاف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مادام اس وقت اپنے مہمانوں کے ساتھ مصروف ہیں۔ اور جب سے یہ مہمان آئے ہیں مادام نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ انہیں کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اس لئے سر مجبوری ہے" ــــ ماکورے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مہمان ــ کیسے مہمان" ــــ میجر کاف نے چونک کر پوچھا۔

"جناب جس روز مادام مشاہدے سے واپس آئی ہیں۔ اُسی روز ان کے پانچ روسیاہی مہمان بھی آئے ہیں تب سے مادام ان کے ساتھ ہیں" ــــ ماکورے نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"پانچ مہمان۔ مگر لاسو کو تو ان کی کوئی اطلاع نہیں ملی" ــــ میجر کاف کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"اطلاع تو مجھے بھی نہیں ملی کہ وہ کب آئے اور کیسے آئے بس اچانک مادام نے بلا کر کہا۔ کہ ان کے پانچ مہمان آئے

ہیں" ــــ ماکورے نے جواب دیا۔

"مہمان محل میں ہیں" ــــ میجر کاف نے پوچھا۔ اور ماکورے نے اثبات میں جواب دیا تو میجر کاف نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ حیرت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

"میجر۔ یہ ساری باتیں سننے کے بعد ایک نقشہ میرے ذہن میں ابھرا ہے۔ میں وہ بتاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے ایسا ہی ہوا ہو" اچانک لاگوش نے اس انداز میں بات کی جیسے وہ واقعی تصور میں کچھ دیکھ رہا ہو۔

"کیسا نقشہ" ــــ میجر کاف نے چونک کر پوچھا۔

"پانچ پاکیشیائی مادام تناشا کے محل میں آئے۔ ان کے لیڈر کا نام علی عمران تھا۔ ادھر مادام کاذن بھی خصوصی طور پر ایک رات پہلے محل میں پہنچ گئی۔ پھر اطلاع ملی کہ یہ سب ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر ہرات آرہے ہیں۔ اور مادام تناشا کے ملاقاتیوں والے کمرے سے اس کے آدمیوں اور ملازم عورتوں کی لاشیں بھی ملیں۔ یہ اطلاع شیر سنگھ کے ذریعے چیف کو ملی۔ چیف فوراً ایئربیس پہنچے۔ وہاں کمانڈر جیکوف نے آران ایئربیس سے بات کی۔ وہاں سے بتایا گیا کہ پائلٹ کہہ رہا ہے کہ اس کے ہیلی کاپٹر میں پانچ پاکیشیائی نہیں ہیں وہ وہیں مشاہد میں ہی ڈراپ کر دیئے گئے تھے۔ اس پر کمانڈر نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر براہِ راست پائلٹ سے بات کی۔ اس نے اپنا نام اور نمبر صحیح بتایا۔ چیف نے مادام کاذن سے بات کی۔ اور پھر یہ طے کر لیا گیا۔ کہ واقعی وہ پانچوں

پاکیشیائی وہیں مشاہد میں ڈراپ ہو گئے تھے۔ چنانچہ معاملہ ختم کر دیا گیا۔ ہیلی کاپٹر مادام کازن ہاؤس اتر گیا۔ اس کے بعد دوسرا راؤنڈ شروع ہوا۔ مادام نتاشا نے اپنا کوئی سامان منگوایا جو ارباب نے ریڈ ڈرگ کو پہنچا دیا۔ اور شیر سنگھ نے اسے مادام کازن تک پہنچا دیا۔ ہیلی کاپٹر وہیں موجود رہے۔ پھر شیر سنگھ نے یہ اطلاع دی کہ آران کے صحرا میں سے پائلٹ کی لاش ملی ہے۔ ائیربیس والے بتا رہے ہیں کہ پائلٹ اور ہیلی کاپٹر واپس نہیں آیا۔ اور اب اچانک پانچ روسیاہی مہمان محل میں وارد ہو گئے ہیں۔ یہ ہیں نقشے کے سارے پوائنٹ" ــــ للاکوش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمیں بھی معلوم ہے۔ نقشہ کیا ہوا" ــــ میجر کاف نے کہا۔

"اب وہ نقشہ بھی دیکھ لو۔ یہ سب پوائنٹس ذہن میں رکھنا۔ یہ نقشہ میرے ذہن نے تیار کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سارا ہی غلط ہو۔ یا جزوی طور پر غلط ہو۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں۔ وہ پانچ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے رکن تھے۔ وہ مادام نتاشا کے پاس پہنچے وہاں مادام کازن موجود تھی۔ وہاں جھگڑا ہوا۔ مادام نتاشا کے آدمی مار ڈالے گئے۔ اور مادام نتاشا اور مادام کازن دونوں کو موت کا خوف دلا کر یرغمال بھی بنا لیا گیا۔ اور انہیں یہ دھمکی بھی دی گئی۔ کہ اگر ان دونوں نے ان کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا یا کوئی لفظ کہا تو انہیں ہلاک

کر دیا جائے گا۔ حسین عورتیں ویسے بھی موت سے بے حد خوفزدہ رہتی ہیں۔ چنانچہ ان دونوں نے موت کے خوف سے ان کی ہر بات بلا چوں و چرا تسلیم کر لی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر صورت میں ہرات میں داخل ہونا تھا۔ چنانچہ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ انہیں شاید یہ علم نہ تھا کہ ان کے بارے میں اطلاع پہلے ہرات پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ جب پائلٹ سے پوچھ گچھ ہوئی یا ٹرانسمیٹر کال آئی تو پائلٹ کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے نیچے پھینک دیا گیا۔ سیکرٹ سروس کے لوگوں کے لئے کسی کا لہجہ اختیار کر لینا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوتا۔ اور کچھ لوگ تو خصوصی طور پر اس قسم کی نقالی کے ماہر ہوتے ہیں۔ بہرحال جو بھی ہوا جیسے بھی ہوا۔ پائلٹ نیچے گر کر مر گیا اور پائلٹ سیٹ ان میں سے کسی آدمی نے سنبھال لی۔ فرض کر لیا ان کے لیڈر علی عمران نے سنبھال لی۔ اس نے پائلٹ کے لہجے میں آران ائیربیس کو مطمئن کیا۔ پائلٹ کا نمبر اس کے سینے پر بیج کی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ تاہم وہ آسانی سے پوچھ سکتے ہیں یا مادام کازن انہیں بتا سکتی ہے۔ چنانچہ کمانڈر جیکوف کو بھی مطمئن کر دیا گیا۔ اور مادام کازن نے موت کے خوف سے چیف کو بھی مطمئن کر دیا گیا۔ اس طرح ساری چیکنگ ہی ختم ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر براہ راست مادام کازن کے محل میں لینڈ کر گیا۔ اور ان پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں نے چونکہ لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ اس لئے لیبارٹری کو تباہ کرنے کا خصوصی اسلحہ انہوں نے مادام نتاشا کو مجبور کر کے

آران سے منگوا لیا۔ ارباب اور ریڈ ڈرگ کے رابطے کی وجہ
سے یہ اسلحہ راستے میں چیک بھی نہیں ہو سکتا اور مادام کازن
کا محل ان لوگوں کے لئے ہرات میں سب سے مضبوط جائے پناہ
ہو سکتا ہے جہاں کسی کو شک تک نہیں پڑ سکتا۔ چنانچہ یہاں
پہنچتے ہی وہ روسیاہی میک اپ کر کے مہمان بن گئے" ——
کیپٹن لاکوش نے کہا اور میجر کاف کی آنکھیں خوف اور حیرت
سے پھیلتی چلی گئیں۔

" ویری بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو کرنل نارو ک
سمیت لاسو کے تمام ایجنٹوں کو توپ سے اڑا دیا جائے گا" ——
میجر کاف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

" لاسو ہیڈ کوارٹر" —— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
سنائی دی۔

" میجر کاف بول رہا ہوں۔ چیف اپنے دفتر میں موجود ہیں" ——
میجر کاف نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" یس باس" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اچھا۔ اشمان سے بات کراؤ" —— میجر کاف نے کہا۔

" اشمان بول رہا ہوں باس" —— چند لمحوں بعد ایک اور
آواز رسیور پر ابھری۔ اشمان رپورٹنگ سیکشن کا چیف تھا

" اشمان —— مادام کازن کے محل میں پانچ روسیاہی مہمان
آئے ہیں۔ کیا ان کی آمد کے بارے میں تمہارے پاس رپورٹ

موجود ہے" —— میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

" نو سر۔ ایسی تو کوئی رپورٹ نہیں آئی" —— اشمان نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فوراً سرحدی سنٹر کو کال کر کے کہو کہ وہ اس بارے میں
رپورٹ دیں۔ کہ یہ مہمان کب آئے ہیں۔ کس طرح آئے ہیں۔ ان
کی کیا تفصیلات ہیں۔ میں وہیں ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں" —— میجر
کاف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ
اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ کیپٹن" —— میجر کاف نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے
کہا۔ اور کیپٹن لاکوش سر ہلاتا ہوا —— صوفے سے اٹھ کر اس
کے پیچھے لپک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ کسی جیٹ جہاز
کی سی تیز رفتاری کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کی طرف اڑی چلی جا رہی
تھی۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتے ہو" ——— مادام کازن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ سب محل کے ایک ایسے کمرے میں موجود تھے۔ جس سے ایک خفیہ راستہ محل سے کافی دور ایک درختوں کے ذخیرے میں جا کر نکلتا تھا۔ یہ راستہ اس قدر چوڑا تھا کہ اس میں ایک بڑی جیپ آسانی سے گزر سکتی تھی۔ عمران نے محل میں پہنچتے ہی مادام کازن پر ریڈ پسٹل تان کر اس سے محل کے تمام ایسے کمروں اور راستوں کی نہ صرف تفصیلات پوچھ لی تھیں بلکہ اس نے فوری طور پر ایک جیپ بھی اس راستے پر منگوا کر رکھ لی تھی۔ اور میک اپ باکس منگوا کر اس نے نہ صرف اپنا بلکہ اپنے ساتھیوں کا دوسیاہی میک اپ بھی کر دیا تھا۔ مادام کازن نے عمران کے کہنے پر محل کے ملازمین سے یہی کہا تھا کہ اس کے دوسیاہی مہمان آئے ہیں۔ اور پھر مادام نتاشا کو مجبور

کر کے خصوصی ٹرانسمیٹر پر ارباب کے ذریعے اس نے خصوصی اسلحہ بھی منگوا لیا تھا۔ یہ اسلحہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مادام تک پہنچایا گیا تھا۔ اور عمران نے نہ صرف خصوصی اسلحے سے بھرا ہوا بیگ جیپ میں پہنچا دیا تھا بلکہ اس نے مادام کازن سے ہرات اور اس کے ارد گرد کی پہاڑیوں کا تفصیلی نقشہ بھی منگوا لیا تھا۔ اور اس وقت وہ اس نقشے پر جھکا ہوا اس پر نشانات لگانے میں مصروف تھا۔ مادام کازن اور مادام نتاشا دونوں کو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مسلسل نظروں میں رکھا تھا۔ ویسے وہ دونوں اپنی جان کے خوف کی وجہ سے ان سے مکمل تعاون کر رہی تھیں۔ حتیٰ کہ مادام کازن نے عمران کے کہنے پر کرنل نارووک سے بھی ان کا تعارف بطور مہمان کرا دیا تھا۔ اور ساتھ ہی مادام کازن نے کرنل نارووک سے کہہ دیا تھا کہ جب تک اس کے مہمان یہاں رہیں گے وہ اس کے کمرے میں نہ آئے گا اور کرنل نارووک نے فوراً اس بات کو بغیر کسی چوں چرا کے تسلیم کر لیا تھا۔

"ہم نے ادھر شمالی پہاڑیوں پر جانا ہے۔ اور تم دونوں ہمارے ساتھ جاؤ گی۔ تاکہ راستے میں جہاں بھی چیکنگ ہو۔ تم انہیں مطمئن کر سکو" ——— عمران نے نقشہ تہہ کر کے اسے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"شمالی پہاڑیوں پر مگر ———" ——— مادام کازن نے چونک کر کہا ہی تھا کہ یک لخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ اور اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی چونکتے۔ کرنل نارووک

کے ساتھ آٹھ مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور ان سب نے پھیل کر مشین گنوں کا رخ ان سب کی طرف کر دیا۔ عمران کا ہاتھ برق رفتاری سے اپنے کوٹ کی جیب میں رینگ گیا لیکن اس کے چہرے پر اُسی طرح اطمینان تھا۔ جب کہ اس کے ساتھیوں کے اعصاب یک لخت تن سے گئے تھے۔ کیونکہ آنے والوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ دوستانہ انداز میں نہیں آئے۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ مادام کازن نے چونک کر کہا۔

"تو یہ تمہارے مہمان ہیں کازن" ۔۔۔ کرنل نارڈک نے خلافِ توقع انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں میں نے پہلے بتایا نہیں تھا تمہیں" ۔۔۔ مادام کازن نے بگڑے ہوئے لہجے کہا۔

"شٹ اپ۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ تم روسیاہ سے غداری کر کے زندہ رہ جاؤ گی۔ اور یہ مادام نتاشا۔ یقیناً اس نے تمہیں غداری پر آمادہ کیا ہو گا۔ میجر کاف۔ نتاشا سمیت سب کو گولیوں سے اڑا دو" کرنل نارڈک نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ریڈ آئی" ۔۔۔ اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔ اور نجانے اس لفظ میں کیا جادو تھا کہ مسلح افراد کی ٹریگروں پر تڑپتی ہوئی انگلیاں یکلخت ساکت ہو گئیں۔ ان کے چہرے جیسے پتھر کے سے ہو گئے۔ کرنل نارڈک کا منہ بھی کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ کرنل نارڈک نے بُری طرح گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم احمق ہو کرنل نارڈک۔ تم سے تو تمہاری مسز زیادہ ذہین ہے۔ ہم ایک خصوصی خفیہ مشن پر آئے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ کسی کو ہمارے متعلق علم نہ ہو۔ لیکن تم احمقوں کی طرح منہ اٹھائے آ گئے ہو۔ تمہارا اب کورٹ مارشل ہو گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا وہ اس طرح روسیاہی زبان میں بات کر رہا تھا جیسے پیدا ہی روسیاہ میں ہوا ہو مادام کازن اور مادام نتاشا دونوں عمران کو اس طرح روسیاہی زبان بولتے دیکھ کر بُری طرح حیرت زدہ نظر آ رہی تھیں۔

"اوہ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ ایسے مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ ریڈ آئی ہیں۔ آئی۔ ایم۔ سوری" ۔۔۔ کرنل نارڈک نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور اس نے اپنے آدمیوں کو واپسی کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ سب کمرے سے باہر جا چکے تھے۔

"یہ ۔۔۔ یہ ریڈ آئی۔ کیا ہوتی ہے۔ اور تم روسیاہی زبان کیسے بول رہے تھے" ۔۔۔ مادام کازن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہاری اور تمہارے شوہر دونوں کی موت وقتی طور پر ٹال دی ہے۔ ورنہ ایک لمحے میں یہ سب گوشت کے لوتھڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ آؤ اب ہم نکل چلیں۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جدھر خفیہ راستہ تھا۔ عمران کے ساتھی مادام کازن اور مادام نتاشا کو ساتھ لئے عمران کے پیچھے چل پڑے اور چند لمحوں

بعد وہ سب جیپ میں سوار ہو چکے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیپ سٹارٹ کرتا اچانک جیپ کے عین اوپر سرنگ کی چھت پر ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کی آنکھوں سے بینائی ختم ہو گئی ہو۔ اس آخری احساس کے بعد اس کے تمام احساسات یک لخت ختم ہو گئے۔ پھر جس طرح اس کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوئی تھی۔ بالکل اسی طرح اس کی آنکھوں میں روشنی کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کہ وہ جیپ کی بجائے ایک وسیع کمرے کی دیوار کے ساتھ لوہے کی بڑی بڑی زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ اور نہ صرف وہ بلکہ اس کے چاروں ساتھی بھی اس کے ساتھ اسی انداز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ اور وہ سب بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ کمرہ ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ ان کے پیر بھی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔ اور ہاتھ بھی سر سے بلند کر کے موٹی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتا۔ سامنے والی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور کرنل نارڈک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مادام کاظن تھی۔ اور ان کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار افراد تھے۔ کاظن نے ہاتھ میں کوڑا پکڑا ہوا تھا۔ جب کہ کرنل نارڈک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ چاروں مسلح افراد تیزی سے چلتے ہوئے دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے مشین گنوں کا رخ عمران

اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔ جب کہ کرنل نارڈک تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ کاظن اس کے پیچھے تھی۔

" تو تم ریڈ آئی کے آدمی ہو۔ ہونہہ۔ تم نے مجھے احمق سمجھ رکھا تھا۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ میں احمقوں کی طرح تمہاری بات پر یقین کر کے چلا جاؤں گا اور تمہیں نکل جانے کا موقع دوں گا۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ اپنے مکان میں میں نے انتہائی جدید سائنسی حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہیں۔ تم نے کاظن اور نتاشا کو اس قدر خوفزدہ کر رکھا تھا کہ یہ دونوں احمقوں کی طرح تمہارے کہنے پر عمل کرتی رہیں ورنہ اگر یہ مجھے یا میرے کسی آدمی کو آنکھ کا اشارہ بھی کر دیتیں تو تمہاری روحیں بھی اس محل سے باہر نہ جا سکتیں۔ اب تمہاری اصل شکلیں میرے سامنے ہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ تمہارا وہ خوفناک ریڈ پسٹل جس کی وجہ سے یہ دونوں خوفزدہ تھیں تمہارے باقی اسلحے سمیت ہمارے قبضے میں ہے۔ میں تو تمہیں فوری گولیوں سے اڑا دینا چاہتا تھا۔ لیکن کاظن نے اصرار کیا کہ وہ تم لوگوں کی بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے اڑانا چاہتی ہے۔ اس لئے تم اب تک زندہ بھی نظر آ رہے ہو" ـــــ کرنل نارڈک نے بگڑے ہوئے لہجے میں پوری تقریر کر ڈالی۔

" تم نے کچھ اور بھی کہنا ہے تو وہ بھی کہہ ڈالو۔ کیونکہ اس کے بعد تمہاری زبان شاید زندگی میں دوبارہ حرکت کرنے کے قابل نہ رہے۔ میں اگر چاہتا تو تمہارے اس پورے محل کو بکھیر کر رکھ دیتا۔ اور اس وقت بھی جب کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم بے بس ہو چکے ہیں۔

میری آنکھ کا ایک اشارہ تمہاری اس خوب صورت بیوی کے چہرے کو اس بُری طرح مسخ کر سکتا ہے کہ یہ ساری عمر کے لئے خود بھی آئینہ دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے گی "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ۔۔۔۔ تمہاری یہ جرأت ۔ کہ مجھے دھمکیاں دو مجھے کرنل نارد ک کو حقیر پاکیشیائی کیڑے ۔ تمہاری اوقات ہی کیا ہے " کرنل نارڈک نے غصے کی شدت سے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو ایک جھٹکے سے سیدھا کیا ہی تھا کہ ساتھ کھڑی ہوئی مادام کاذن نے ہاتھ مار کر اس کا ریوالور والا ہاتھ نیچے جھکا دیا۔

" جب میں نے کہا ہے کہ میں اسے خود سزا دوں گی تو پھر ....." کاذن نے غراتے ہوئے کہا۔

" یہ ۔۔۔ یہ میری توہین کر رہا تھا "۔۔۔۔ کرنل نارڈک نے غصے سے بل کھاتے ہوئے جواب دیا ۔ لیکن ریوالور والا ہاتھ دیسے ہی نیچے رہا تھا ۔ اس نے اُسے دوبارہ اوپر اٹھانے کی کوشش نہ کی تھی۔

" ہٹ جاؤ پیچھے ۔ یہ میرا شکار ہے "۔۔۔۔ کاذن نے غراتے ہوئے کہا اور کرنل نارڈک ہونٹ چباتا ہوا پیچھے ہٹتا گیا۔

" تم نے موت کا خوف دلا کر مجھ پر رعب جمائے رکھا کیوں " مادام کاذن نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کوڑے کو ہوا میں زوردار طریقے سے چٹخایا ۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت

سے بُری طرح بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

" سنو کاذن ۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ پیچھے ہٹ جاؤ ۔ مجھے تمہاری خوب صورتی پہ اب بھی رحم آ رہا ہے ۔ ورنہ تم خارش زدہ کتیا کی طرح ساری عمر بلبلاتی رہو گی ۔ ہٹ جاؤ پیچھے "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

" وہ وقت گیا ۔ جب تم اس ریڈ پیٹل کا رعب دے کر مجھے خوفزدہ کر دیتے تھے ۔ اب میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گی "۔۔۔۔ کاذن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا کوڑے والا بازو فضا میں گھوما ۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوڑا گھوم کر عمران کے جسم پہ پڑتا ۔ یک لخت کاذن بُری طرح چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل زمین پہ جا گری اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور پلک جھپکنے میں پورے کمرے میں دودھیا رنگ کا دھواں سا پھیل گیا ۔ چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو کرنل نارڈک ۔ کاذن اور چاروں مسلح افراد سمیت فرش پہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے ۔ عمران نے سانس روک رکھا تھا ۔ جب کہ اس کے ساتھیوں کی گردنیں بھی ڈھلک چکی تھیں ۔ چند لمحوں بعد عمران نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا ۔ اس کے دائیں بوٹ کی ٹو اوپر کو اٹھی ہوئی تھی ۔ اور بوٹ کی ٹو میں سے ایک باریک سی نلکی کا سرا بھی باہر کو جھانک رہا تھا ۔ اور یہ سب کچھ اسی نال میں سے نکلے ہوئے ایک کیپسول کا نتیجہ تھا ۔ عمران نے پیر کو ذرا سا اوپر

اٹھا کر ایڑی پہ دباؤ ڈال کر یہ کیپسول فائر کیا تھا۔ کیپسول سامنے موجود مادام کازن کے چہرے سے ٹکرایا تھا اور اس کے اچانک ٹکرانے کی وجہ سے ہی مادام کازن چیختی ہوئی پیچھے کی طرف اچھل کر گری تھی۔ کیپسول ٹکراتے ہی پھٹ گیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ کمرہ بے ہوش کر دینے والے انتہائی زود اثر گیس سے بھر گیا تھا۔

عمران نے ہوش میں آتے ہی چیک کر لیا تھا کہ اس کے پیروں میں بوٹ موجود ہیں۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ کسی بھی لمحے آسانی سے سچوئشن بدل سکتا ہے۔ لیکن ان سب کے بے ہوش ہو جانے کے باوجود عمران اُسی طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ ظاہر ہے بے ہوش کر دینے والی گیس زنجیریں تو نہ توڑ سکتی تھی۔ اور کسی بھی لمحے کوئی اندر آ سکتا تھا۔ لیکن وہ اس صورت حال کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے پوری طرح سانس بحال ہوتے ہی ان زنجیروں سے چھٹکارا پانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ زنجیریں چمڑے کی بیلٹس سے منسلک تھیں اور یہ بیلٹس اس کی کلائیوں اور ایڑیوں کے گرد کس دی گئی تھیں۔ زنجیریں زیادہ لمبی نہ تھیں۔ اس لئے وہ ایک بازو کو دوسرے بازو کے قریب نہ لے جا سکتا تھا۔ بیلٹس چونکہ چمڑے کی تھیں۔ اس لئے وہ کلائی کے ساتھ پوری طرح جکڑی ہوئی تھیں۔ اور عمران کسی طرح بھی ان میں سے ہاتھ کو موڑ کر یا سکیڑ کر نہ نکال سکتا تھا۔ کنڈے جو دیوار میں نصب تھے۔ وہ بھی انتہائی مضبوطی سے گڑے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ زور لگا کر انہیں دیوار سے باہر

نکال لیتا اور سب سے زیادہ خطرے والی بات یہ تھی کہ گیس کے اثرات زیادہ سے زیادہ بیس منٹ تک رہتے تھے۔ اگر بیس منٹ کے اندر عمران اپنے آپ کو آزاد نہ کر سکتا تو پھر یہ لوگ ہوش میں آ جاتے اور اس کے بعد جو کچھ ہوتا وہ اظہر من الشمس تھا۔ اس لئے عمران کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے اس قید سے آزادی کی کوئی ترکیب سوچنے میں مصروف تھا۔ لیکن بظاہر کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس نے انگلیوں کو موڑ کر اس میں موجود ناخنوں کی مدد سے بھی بیلٹ کے چمڑے کو کاٹنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش بھی بے سود رہی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا عمران کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ گو عمران وقتی طور پر تو بوٹ کے اندر موجود فائرنگ سسٹم کی مدد سے انہیں بے ہوش کر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے سود ہوتا نظر آ رہا تھا۔ کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی جس سے وہ کسی طرح بھی اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا اور وقت تھا کہ جیسے پر لگائے اڑا چلا جا رہا تھا۔ ابھی وہ اسی جدوجہد میں مصروف تھا۔ کہ اچانک دروازہ کھلا اور عمران نے چونک کر دیکھا۔ کمرے میں نتاشا داخل ہو رہی تھی۔ اس کی حیرت بھری نظریں فرش پر پڑے ہوئے نارڈک۔ کازن اور مسلح افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس کی نگاہیں عمران پر جم گئیں۔

" یہ ــــ یہ کیسے ہو گیا " ـــــــ نتاشا نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" مجھے تمہارا ہی انتظار تھا نتاشا۔ اب مجھے مرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ریوالور، مشین گن، کوڑا سب کچھ موجود ہے۔ تم جو چاہو استعمال کر سکتی ہو۔ میں تمہارے ہاتھوں مرنے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے سے انتہائی خلوص ٹپک رہا تھا۔

" کیا مطلب ۔۔۔ میں تمہاری بات سمجھی نہیں"۔۔۔ نتاشا نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہی تو حسن کی ادائیں ہیں۔ انہی اداؤں پر تو ہم جیسے لوگ مر مٹتے ہیں۔ بہر حال سن لو۔ میں کرنل نادوک کا مجرم ہوں۔ وہ مجھے فوری گولی مارنا چاہتا تھا۔ لیکن کازن نے اُسے روک دیا۔ اس لئے کہ وہ مجھے کوڑوں سے پیٹنا چاہتی تھی۔ تم اب بھی اس کے ہاتھ میں کوڑا دیکھ رہی ہو۔ اس لئے کہ اس کے خیال کے مطابق میں نے اس کے مقابلے میں تمہیں اہمیت دے کر اس کے ساتھ گستاخی کی ہے۔ میں نے اُسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ تم حسین ضرور ہو۔ لیکن بہر حال نتاشا کے مقابلے میں تمہارا حسن ویسے ہی ہے جیسے سیب کے مقابلے میں مولی کی اہمیت ہوتی ہے۔ لیکن وہ اور زیادہ غصے میں آ گئی اور اس نے کرنل نادوک کے ہاتھ سے ریوالور لے کر مجھے مارنے کی کوشش کی لیکن اب میں اتنا بد ذوق بھی نہیں ہوں کہ ان جیسے لوگوں کے ہاتھوں مر جاؤں اس لئے یہ پڑے ہوئے ہیں تمہارے سامنے۔ مجھے صرف تمہارا انتظار تھا۔ کیونکہ بہر حال میں نے

مرنا تو ہے ہی۔ یہ تو طے شدہ بات ہے۔ لیکن اگر تمہارے ہاتھوں مروں گا تو کم از کم میری روح بے چین نہ رہے گی۔ اس لئے اب تم ایسا کرو ان کے دوبارہ ہوش میں آنے سے پہلے جو اسلحہ بھی تمہیں پسند ہو اٹھاؤ اور مجھے گولی مار دو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ اور نتاشا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

" بہت خوب۔ تو تم مجھ پر عاشق ہو گئے ہو۔ واقعی دلچسپ لطیفہ ہے"۔۔۔۔ نتاشا نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی کازن کے ہاتھ سے کوڑا نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

" تم یقین نہ کرو۔ تمہاری مرضی۔ میں اپنا دل چیر کر تو نہیں دکھا سکتا۔ لیکن یہ بات سچ ہے کہ میں تمہیں ہی پسند کرنے لگا تھا۔ اس لئے تمہیں ساتھ لے آیا تھا۔ ورنہ تو تم بھی اپنے آدمیوں سمیت وہیں لاشوں میں تبدیل ہوئی پڑی ہوتیں۔ اور اگر تم ثبوت چاہتی ہو تو جس قدر چاہو طاقت سے مجھ پر کوڑے برساؤ۔ اگر میرے حلق سے سسکی بھی نکل جائے تو پھر میں جھوٹا۔ شاباش شروع ہو جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

" تم واقعی دنیا کے سب سے بڑے اداکار ہو۔ میں نے اس دوران تمہاری اداکاری کے ایسے ایسے مظاہرے دیکھے ہیں کہ اگر میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی تو شاید زندگی بھر یقین نہ کرتی۔

یہی وجہ تھی کہ جب کازن اور نارڈک تمہیں قتل کرنے آرہے تھے تو میں باہر راہداری میں ہی رک گئی تھی ۔ لیکن جب تمہاری یا تمہارے ساتھیوں کی چیخیں نہ سنیں ۔ اور کمرے میں مسلسل خاموشی رہی تو مجھے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آنا پڑا ۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ تم اب صرف اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے مجھے بیوقوف بنا رہے ہو ۔ اور میں بیوقوف بننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں" ـــــ مادام نتاشا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اچھا تو تمہارا خیال ہے کہ میں صرف اپنی آزادی کے لئے یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں ۔ سنو نتاشا ۔ میں اگر اس بندھی ہوئی صورت میں ان سب افراد کو اس طرح بے ہوش کر سکتا ہوں ۔ تو آزاد بھی ہو سکتا ہوں ۔ اگر تمہیں یقین نہ آرہا ہو تو میں تمہیں یقین دلانے کے لئے تمہارے سامنے آزاد بھی ہو سکتا ہوں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ اگر تم اپنے آپ کو آزاد کر دکھاؤ ۔ تو میں واقعی تمہاری بات پر ایمان لے آؤں گی اور اس کے بعد میرا وعدہ کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ سلامت یہاں سے نکال لے جاؤں گی ۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ریڈ ڈرگ کا شیر سنگھ مجھ پر جان چھڑکتا ہے ۔ میں اگر اسے اشارہ بھی کر دوں تو وہ میری خاطر روسیاہ سے بھی بغاوت کر دے گا ۔ اس لئے ریڈ ڈرگ کا ہیڈ کوارٹر خودی طور پر تم سب

کے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ اور پھر ریڈ ڈرگ کے ذریعے ہی تمہیں آسانی سے آران سمگل کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم اپنے خلوص کا مجھے یقین دلا دو" ـــــ نتاشا نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" اوکے ۔ میں اپنی جان دے کر بھی تمہیں اپنے خلوص کا ثبوت مہیا کر سکتا ہوں ۔ یہ آزادی تو معمولی سی بات ہے ۔ صرف اتنا کرو کہ میرے کوٹ کا اندر سے دائیں طرف کے استر پر جو دھاگہ علیحدہ نظر آئے اُسے کھینچ دو ۔ اس طرح استر کھل جائے گا اندر ایک مخصوص بم ہے وہ نکال لو ۔ جس کی موجودگی میں اگر میں نے آزادی کے لئے زور لگایا تو وہ پھٹ جائے گا اور پھر میں مروں گا ہی سہی تم بھی ساتھ ہی مر جاؤ گی اور میں اپنی موت تو قبول کر سکتا ہوں تمہاری نہیں" ـــــ عمران نے کہا ۔

" اوہ ۔ یہ کیسا بم ہے ۔ جو صرف تمہارے زور لگانے سے پھٹ سکتا ہے" ـــــ نتاشا نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" حیران بعد میں ہوتی رہنا ۔ پہلے اسے نکال لو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نتاشا نے آگے بڑھ کر اس کے کوٹ کے دائیں طرف کے استر کو چیک کرنا شروع کر دیا ۔ پھر وہاں واقعی اُسے ایک دھاگہ نظر آ گیا ۔ اس نے دھاگہ کھینچا تو چرر کی آواز کے ساتھ ہی استر کی ایک سائیڈ کھل گئی ۔ اس کے اندر واقعی استر کے رنگ کی پٹی موجود تھی جو بالکل کسی کپڑے کی طرح نرم تھی ۔ نتاشا اس پٹی کو باہر نکال کر حیرت

سے اُسے دیکھنے لگی۔

"ارے ارے خیال رکھنا یہ انتہائی خوف ناک بم ہے کہیں تمہارے ہاتھوں میں ہی نہ پھٹ جائے" ——— یک لخت عمران نے اتنے زور سے چیخ کر کہا کہ نتاشا بے اختیار خوفزدہ ہو کر اچھلی اور پتی اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے زمین پر عمران کے قدموں کے ساتھ ہی گری۔ اور دوسرے لمحے ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی اس پتری میں سے تیز سرخ رنگ کی شعاعیں نکلیں اور ایک لمحے کے لئے جیسے پورا کمرہ تیز سرخ رنگ کی روشنی سے بھر گیا۔ دوسرے لمحے عمران کے ساتھیوں کے فرش پر گرنے کے دھماکے سنائی دیئے اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ آیا۔

"کیا ——— کیا ہوا۔ یہ تمہاری زنجیریں۔ کیا مطلب" ——— نتاشا کا چہرہ حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ کیونکہ عمران کی کلائیوں اور پنڈلیوں کے گرد چمڑے کی بیلٹس تو موجود تھیں۔ لیکن دیوار میں موجود کنڈے اور زنجیریں سب اس طرح پگھل کر نیچے فرش پر آ گری تھیں۔ جیسے کسی نے انہیں انتہائی تیز آگ میں ڈال کر پگھلا دیا ہو۔ عمران کے ساتھیوں کو جن زنجیروں نے جکڑ رکھا تھا ان کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔

"یہ تمہارے حسن کی آگ کا بھلا کیسے مقابلہ کر سکتی تھیں۔ اور زنجیریں ہی کیا۔ مشین گنوں اور ریوالور کو بھی دیکھ لو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہاتھوں میں موجود بیلٹس بھی کھولنے میں مصروف رہا تھا۔

"اوہ واقعی۔ یہ بھی اس طرح پگھل گئی ہیں ——— حیرت ہے یہ کیسی شعاعیں تھیں" ——— نتاشا کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"حسن کی شعاعیں جو جسم کے اندر دل جیسی مضبوط چیز کو جلا دیتی ہیں یہ لوہا بیچارہ کیا حیثیت رکھتا ہے" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔ چونکہ اب گیس کا اثر تقریباً ختم ہونے والا تھا۔ اس لئے عمران نے جیسے ہی ان کی ناک اور منہ کو بند کیا چند لمحوں بعد ہی وہ ہوش میں آتے گئے۔

"یہ ——— یہ ——— کیا....." ——— ساتھیوں نے ہوش میں آتے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مس نتاشا کا کرم ہے کہ تم زندہ بھی ہو اور آزاد بھی ہو چکے ہو۔ اور یہ لوگ بھی ہوش میں آنے والے ہیں۔ اس لئے ذرا جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ساتھی عمران کی بات سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب بولو نتاشا۔ تمہاری سہیلی کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔ یا صرف بیوہ بنا دینے تک ہی محدود کر دیا جائے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کازن اور کرنل۔ دونوں کو مت مارو۔ کازن میری بزنس پارٹنر ہے۔ اور کازن کی وجہ سے یہاں ہرات میں میرا بزنس عروج پر ہے۔ اور کرنل کے مرنے پر کازن کو بھی ردیا؟

واپس جانا پڑے گا۔ میرا وعدہ کہ میں تم سب کو یہاں سے صحیح سلامت نکال لے جاؤں گی۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ نتاشا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

" نمونے کے طور پر ان سپاہیوں کی تو گردنیں توڑ دو۔ اور کاذن اور کرنل دونوں کو ذرا طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دو۔ یہ چند منٹ بعد ہوش میں آنے والے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر نتاشا سے مخاطب ہو گیا۔

" ہم اس وقت کہاں موجود ہیں" ۔۔۔ عمران نے نتاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" محل کا ہی کمرہ ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے۔ میں تم کو آسانی سے واپس اُسی کمرے میں لے جا سکتی ہوں۔ جہاں ہم پہلے موجود تھے" ۔۔۔ نتاشا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" مگر مجھے وہ سامان بھی چاہیئے۔ جو جیب میں موجود تھا"۔ عمران نے کہا۔ وہ اس کے ساتھ ہی دروازے سے نکل کر باہر راہداری میں آ گیا تھا۔

" وہ ویسے ہی جیب میں پڑا ہے۔ ان لوگوں نے صرف تمہارے میک اپ صاف کئے اور پھر جیبوں سے سامان نکال لیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور کچھ نہیں کیا" ۔۔۔ نتاشا نے راہداری کے اختتام پر پہنچ کر دائیں طرف کو مڑتے ہوئے

کہا۔ اُسی لمحے عمران کے ساتھی بھی تیز تیز قدم اٹھاتے ان کے پاس ایک ایک کر کے پہنچ گئے۔ نتاشا مختلف بند راہداریوں سے گزر کر انہیں واقعی اُسی کمرے میں لے آئی۔ راستے میں ان کا ٹکراؤ کسی بھی آدمی سے نہ ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اُسی جیپ میں بیٹھے اس سرنگ نما راستے پر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ لیکن اس بار ان پر ریز فائر نہ ہوا۔ شاید اس کا آپریٹنگ سسٹم علیحدہ تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کسی کو اس بات کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی۔ کہ وہ اس طرح دوبارہ فرار بھی ہو سکتے ہیں۔

" ہمارے میک اپ صاف ہو چکے ہیں۔ اس لئے محل سے باہر نکلتے ہی ہمیں سب سے پہلے میک اپ کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہم آسانی سے ٹریس کر لیے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس خفیہ راستے سے نکل کر درختوں کے اس ذخیرے تک پہنچ گئے جہاں سے نکل کر وہ آسانی سے سڑک پر پہنچ سکتے تھے۔ اور عمران نے درختوں سے جیپ باہر نکالنے سے پہلے اپنا اور اپنے ساتھیوں کے ویسا ہی میک اپ کر دیئے۔ میک اپ باکس وہ چونکہ پہلے ہی جیپ میں موجود اپنے سامان میں رکھ چکا تھا۔ اس لئے اس کے حصول کے لئے انہیں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میجر کاف نے سامنے رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔

"یس" ——— میجر کاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایون سنٹر سے ایک عجیب اطلاع ملی ہے۔ ایک جیپ جس کا تعلق مادام کازن ہاؤس سے ہے۔ ہوٹل سکون جاتے ہوئے چیک کی گئی ہے۔ اس میں مادام نتاشا اور اس کے ساتھ پانچ روسیاہی سوار تھے۔ یہ جیپ نعمان چوک پر پہلے چیک کی گئی۔ اس کے بعد سے برابر چیک کیا جاتا رہا۔ جب جیپ ہوٹل سکون میں داخل ہو گئی۔ تو رپورٹ دی گئی۔ اطلاع تو روٹین کی تھی۔ لیکن اطلاع میں دو باتیں چونکا دینے والی تھیں۔ ایک تو مادام نتاشا کی موجودگی دوسرے جیپ میں موجود روسیاہی چہروں کی اجنبیت۔ چیکنگ سٹاف کے لئے یہ چہرے قطعی نامانوس تھے

اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نعمان چوک پر پہلے چیک ہوئی اور نعمان چوک کے قریب ہی تو وہ درختوں کا ذخیرہ ہے۔ جہاں مادام کازن ہاؤس سے خفیہ راستہ نکلتا ہے۔ پھر جیپ کا تعلق بھی مادام کازن ہاؤس سے ہے اور پانچ روسیاہی۔ یہ کس وقت کی بات ہے" ——— میجر کاف نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ ابھی رپورٹ ملی ہے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔ تھرڈ سیکشن کو الرٹ کر دو۔ کہ وہ ہوٹل سکون میں ان لوگوں کو ٹریس کر کے رپورٹ دے۔ اور ان کی اس وقت تک کڑی نگرانی کی جائے جب تک میں اس بارے میں دوسرے احکامات نہ دوں" ——— میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور میجر کاف نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دوبارہ دبا دیا۔

"یس سر" ——— ہیڈ کوارٹر ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"مادام کازن ہاؤس کے سیکورٹی انچارج ماکورے سے بات کراؤ۔ جلدی" ——— میجر کاف نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور کیپٹن لاکوش

اندر داخل ہوا۔

" ارے کیا ہوا۔ یہ چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں خیریت" کیپٹن لاکوش نے میجر کے اُترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

" ایک عجیب اطلاع ملی ہے" ——— میجر کاف نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ میجر کاف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" باس۔ ماکورے سے بات کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے چند لمحوں بعد ہی ماکورے کی آواز سنائی دی۔

" ماکورے بول رہا ہوں۔ فرمایئے" ——— ماکورے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" ماکورے وہ پانچ پاکیشیائی کہاں ہیں جنہیں گرفتار کیا گیا تھا" ——— میجر کاف نے کہا۔

" وہ سپیشل حصے میں ہیں جناب۔ چیف اور مادام بھی وہیں ہیں۔ وہ شاید ان سے پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے۔ اس لئے اتنی دیر لگ گئی ہے" ——— ماکورے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فوراً جا کر معلوم کرو کہ کیا پوزیشن ہے اور مجھے بتاؤ۔ جلدی کرو" ——— میجر کاف نے سخت لہجے میں کہا۔

" مم ——— مم ——— مگر جناب۔ وہاں چیف اور مادام خود موجود ہیں۔ ان کے ساتھ چار مسلح افراد ہیں۔ میں نے اگر مداخلت کی تو آپ جانتے ہیں کہ چیف مجھے گولی سے بھی اڑا سکتا ہے" ماکورے نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ مادام تناشا کہاں ہیں" ——— میجر کاف نے ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہیں" ——— ماکورے نے جواب دیا اور اس بار میجر کاف بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ اوہ ماکورے۔ فوراً وہاں جاؤ۔ مادام تناشا کو پانچ روسیاہوں کے ساتھ جیپ میں جاتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ آزاد ہو چکے ہیں۔ جلدی کرو۔ فوراً جاؤ اور مجھے رپورٹ دو۔ جلدی کرو" ——— میجر کاف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" آزاد ہو گئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور باس اور مادام کازن" ——— ماکورے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" نانسنس ——— احمق۔ فوراً جا کر معلوم کرو۔ یقیناً باس اور مادام دونوں کسی حادثے سے دوچار ہو چکے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ اتنی آسانی سے نہ نکل سکتے۔ جاؤ" ——— میجر کاف نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ اچھا......" ——— دوسری طرف سے پہلے سے

بھی زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن خاموش ہو گئی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو میجر۔ یہ کیسے ممکن ہے" ___ ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن لاکوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی خاموش رہو" ___ میجر کاف نے اُسے بھی بُری طرح ڈانٹ دیا۔ وہ شاید اس وقت ذہنی طور پر سخت پریشان تھا۔ کیپٹن لاکوش ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ میجر کاف کی بے چینی اور اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر اس حالت میں تقریباً دس منٹ گزر گئے۔ اس کے بعد لائن پر ماکورے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو" ___ ماکورے دہشت زدہ انداز میں چیخ رہا تھا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے" ___ میجر کاف نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی بُری خبر کے لئے اپنے آپ کو تیار کر چکا ہے۔

"باس۔ غضب ہو گیا ہے۔ چیف اور مادام کازن دونوں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میرے چاروں آدمیوں کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دیواروں پر موجود لوہے کے کنڈے اور وہ زنجیریں جن سے ان لوگوں کو جکڑا گیا تھا ٹوٹ پھوٹ کر اور گل کر فرش پر پڑے ہیں۔ حتیٰ کہ چار مشین گنیں اور ایک ریوالور بھی اس ٹوٹی پھوٹی حالت میں پڑے ہیں۔ اور باس۔ مادام نتاشا اور وہ جیپ ان آدمیوں سمیت غائب ہیں" ___ ماکورے نے

دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

"شکر ہے چیف اور مادام بخیریت ہیں۔ انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اور پھر میری طرف سے انہیں بتا دینا کہ میں نے ان آدمیوں کو ٹریس کر لیا ہے۔ جلد ہی ان کی لاشیں میں چیف کے سامنے پیش کر دوں گا" ___ میجر کاف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ ان لوگوں نے چیف اور مادام کو قتل نہیں کیا۔ ورنہ مجھے تو سو فیصد یقین تھا۔ بہرحال اب وہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ مادام نتاشا ان کے ساتھ کیوں ہے۔ اور وہ ہوٹل سکون میں کیوں گئے ہیں" ___ میجر کاف نے ریسیور رکھتے ہی کیپٹن لاکوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال دوسرا ہے میجر۔ یہ لوگ خود آزاد نہیں ہو سکتے۔ انہیں مادام نتاشا نے آزاد کرایا ہے۔ اور اب مادام نتاشا ہی انہیں ساتھ لے کر شیر سنگھ کے پاس گئی ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ شیر سنگھ مادام نتاشا پر عاشق ہے۔ اکثر اس بارے میں باتیں کرتا رہتا ہے" ___ کیپٹن لاکوش نے کہا اور میجر کاف اس کی بات سن کر کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ واقعی۔ میں نے بھی کئی بار اس نتاشا کے بارے میں اس کے منہ سے ایسی باتیں سنی ہیں۔ لیکن شیر سنگھ کیسے ہم سے غداری کر سکتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" ___ میجر کاف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ

کیپٹن لاکوش کوئی جواب دیتا، فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی، میجر کاف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

"اشمن بول رہا ہوں باس۔ تھرڈ سیکشن نے حیرت انگیز رپورٹ دی ہے۔ وہ پانچوں رد سیاہی مادام نتاشا جیپ سمیت غائب ہیں۔ شیر سنگھ کا کوئی آدمی بھی ان کے متعلق نہیں جانتا۔ حالانکہ جیپ کو اندر جاتے باقاعدہ چیک کیا گیا تھا۔ لیکن اب وہاں ان کا نام و نشان بھی موجود نہیں ہے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شیر سنگھ موجود ہے اپنے اڈے پر" ——— میجر کاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس موجود ہے۔ لیکن وہ کسی کاروباری میٹنگ میں مصروف ہے" ——— اشمن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی انہیں ٹریس کرتا ہوں" ——— میجر کاف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور رکھا اور پھر میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ناگوش کو کہو فوراً اپنا گروپ لے کر ہوٹل سکون میں پہنچ جائے فل ریڈ کے لئے تیار ہو کر۔ میں اور کیپٹن لاکوش وہاں اُسے لیڈ کریں گے" ——— میجر کاف نے کہا۔ اور رسیور

رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ لاکوش ——— تمہاری بات درست ہے۔ یہ شیر سنگھ ہم سے غداری کر رہا ہے۔ اور میں اس کے پورے گینگ کی بوٹیاں اڑا دوں گا" ——— میجر کاف نے غصیلے انداز میں کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن لاکوش بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شیر سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

" یس" ——— شیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

" کمار سنگھ بول رہا ہوں باس۔ لاسو کے آدمی جیپ۔ مادام نتاشا اور پانچ لد سیاہی افراد کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ گو آپ کی ہدایت کے مطابق ہمارے آدمی ان کی موجودگی سے صاف مکر رہے ہیں۔ لیکن باس ان کی باتوں سے معلوم ہوا ہے کہ جیپ کو باقاعدہ ہوٹل میں داخل ہوتے چیک کیا گیا ہے" ——— ایک تیز اور قدرے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اوہ۔ مجھے پہلے ہی خطرہ تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے میں اوپر دفتر میں آ رہا ہوں۔ میں خود ہی سنبھال لوں گا" ——— شیر سنگھ

نے کہا اور ریسیور رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ وہ سب اس وقت ہوٹل کے نیچے بنے ہوئے ایک بڑے سے تہہ خانے میں موجود تھے۔ مادام نتاشا نے یہاں آ کر شیر سنگھ سے ملاقات کی اور ان دونوں کی یہ ملاقات کچھ دیر علیحدہ کمرے میں ہوتی رہی۔ اس کے بعد جب شیر سنگھ باہر آیا تو اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا اور پھر اس نے سب سے پہلے فون پر اپنے آدمیوں کو جیپ کو کسی خفیہ جگہ ٹھکانے لگانے اور مادام نتاشا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق کچھ بتانے سے منع کر دیا تھا۔ اور ابھی عمران اپنے مخصوص انداز میں شیر سنگھ سے بات چیت کر کے اپنے مطلب کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ یہ کال آ گئی۔

" آئیے جناب۔ میں اپنے خاص آدمی کے ساتھ آپ کو ایک قطعی خفیہ اڈے پر بھجوا دیتا ہوں۔ اس اڈے کا علم لاسو کو نہیں ہے۔ میں ان سے نمٹ کر وہاں آؤں گا اور پھر آکر ان واپسی کی کوئی پلاننگ کر لیں گے۔ ویسے فکر نہ کریں۔ مادام کا حکم ہے اس لئے اب لاسو میری لاش سے گزر کر ہی آپ تک پہنچ سکتے ہیں" ——— شیر سنگھ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اس صورت میں تو مجھے بھی ساتھ جانا ہو گا" ——— مادام نتاشا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نہیں مادام۔ آپ یہیں رہیں گی۔ تبھی میں کہانی بنا سکوں گا۔ ورنہ تو کرنل مجھے کچا چبا جائے گا" ——— شیر سنگھ نے کہا اس

کی آنکھوں میں شیطانی چمک صاف نظر آرہی تھی۔ مادام نتاشا بھی شاید وہیں رہنا چاہتی تھی اسی لئے وہ واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔ عمران کے چہرے پر الجھن اور کھچاؤ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ شیر سنگھ انہیں ایک خفیہ راستے سے نکال کر ایک کوٹھی میں لے آیا۔ یہاں ایک مال بردار بند باڈی کی ویگن موجود تھی۔ شیر سنگھ نے وہاں موجود اپنے ایک آدمی کو ہدایات دیں اور پھر وہ انہیں اس آدمی کے ساتھ جانے کا کہہ کر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" آیئے جناب۔ اس ویگن میں بیٹھ جائیے "۔۔۔ اس آدمی نے شیر سنگھ کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" میرا نام ارمان سنگھ ہے جناب "۔۔۔ اس آدمی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا اس ویگن میں تم ہمیں ہرات ایئر بیس تک پہنچا سکتے ہو " عمران نے کہا۔

" ایئر بیس کے اندر تو کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ جناب ویسے جس اڈے پر باس نے آپ کو پہنچانے کے لئے کہا ہے۔ وہ ایئر بیس سے بالکل قریب ہی ہے۔ اور باس کا خاص اڈہ ہے " ارمان سنگھ نے جواب دیا۔

" اوہ ٹھیک ہے چلو "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر مادام سمیت وہ ویگن کے عقبی حصے میں بیٹھ گئے۔ اور

تھوڑی دیر بعد ویگن حرکت میں آ گئی۔

" میرے خیال میں یہ شیر سنگھ ہمیں ڈاج دے رہا ہے۔ یہ ہمیں نتاشا سے علیحدہ کر کے پھر لاسو کو ہم پر چڑھا لائے گا۔ جب کہ وہ نتاشا کو یہی تاثر دے گا کہ اس نے اس کے کہنے پر ہماری مدد کی ہے "۔۔۔ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ لیکن ہمارا فوری طور پر وہاں سے نکلنا بھی ضروری تھا "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس بار تمہاری پلاننگ سرے سے ہی غلط رہی ہے۔ ہم خواہ مخواہ بزدلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں۔ جب کہ اصل مشن کی طرف ہماری کوئی پیش رفت ہی نہیں ہو رہی "۔۔۔ عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" یہ پیش رفت کم ہے کہ ہم نہ صرف ہرات میں موجود ہیں بلکہ ایئر بیس کی طرف جا بھی رہے ہیں "۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور تنویر سمیت سب ساتھیوں نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ شاید اب عمران کی لائن آف ایکشن کو کچھ کچھ سمجھنے لگے تھے۔

کافی طویل سفر کے بعد ویگن کی رفتار سست ہونے لگ گئی۔ اور وہ سب چونک پڑے۔

" میرے خیال میں اڈہ آ گیا ہے "۔۔۔ صفدر نے کہا اور

عمران نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد ویگن رک گئی۔ مخصوص انداز میں ہارن بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ویگن آگے بڑھ کر رکی اور چند لمحوں بعد اس کا عقبی دروازہ کھل گیا۔

" باہر آجائیں جناب۔ اڈہ آگیا ہے" ۔۔۔ ارمان سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران سب سے پہلے اٹھ کر ویگن سے باہر آگیا۔ وہ غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی۔

" آیئے میرے ساتھ" ۔۔۔ ارمان سنگھ نے کہا اور پھر وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ اسی لمحے ایک اور نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف سے ان کے پاس پہنچ گیا۔

" یہ بادل سنگھ ہے۔ باس کا خاص آدمی اور اس اڈے کا انچارج۔ بادل سنگھ۔ یہ باس کے خاص مہمان ہیں انہوں نے یہاں رہنا ہے۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے" ۔۔۔ ارمان سنگھ نے ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر اس نوجوان کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہیں جناب۔ یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی" ۔۔۔ بادل سنگھ نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" اب مجھے اجازت دیجئے۔ میں نے ویگن لے کر فوری واپس پہنچنا ہے" ۔۔۔ ارمان سنگھ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور پھر لمبے لمبے

قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ بادل سنگھ بھی اس کے پیچھے ہی مڑ گیا۔ وہ شاید پھاٹک بند کرنے چلا گیا تھا۔

" آپ کیا پینا پسند کریں گے" ۔۔۔ بادل سنگھ نے تھوڑی دیر بعد واپس آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یہاں سے ایئربیس کتنی دور ہے" ۔۔۔ عمران نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے خود سوال کر دیا۔

" ایئربیس بالکل قریب ہے جناب۔ کیوں" ۔۔۔ بادل سنگھ نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

" کمانڈر جیکوف کو تم نے دیکھا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال پوچھا۔

" کمانڈر جیکوف۔ جی ہاں۔ وہ تو باس کا بڑا گہرا دوست ہے۔ کئی بار یہاں بھی آچکا ہے" ۔۔۔ بادل سنگھ نے بڑے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ بادل سنگھ کے مخصوص انداز میں مسکرانے سے ہی سمجھ گیا کہ کمانڈر جیکوف اس اڈے کو اپنی عیاشی کے لئے استعمال کرتا ہوگا۔

" تمہیں اس کے براہ راست فون نمبر کا علم ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" جی ہاں۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ۔۔۔ بادل سنگھ عمران کی اس انکوائری پر اب خاصا حیران نظر آ رہا تھا۔

"نمبر بتاؤ" ـــــ عمران نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور بادل سنگھ نے نمبر بتا دیا۔

"شیر سنگھ کا ایک پیغام دینا ہے۔ کمانڈر جیکوف کو اس لئے فون کر رہا ہوں۔ تم ہمارے لئے کوئی اچھا سا مشروب لے آؤ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا جناب" ـــــ بادل سنگھ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے صفدر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور صفدر خاموشی سے اٹھ کر بادل سنگھ کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے رسیور اٹھا کر بادل سنگھ کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ایئربیس کمانڈر جیکوف آفس" ـــــ ایک آواز سنائی دی۔

"شیر سنگھ بول رہا ہوں۔ کمانڈر سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے شیر سنگھ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو کمانڈر جیکوف بول رہا ہوں۔ کہاں سے بات کر رہے ہو شیر سنگھ" ـــــ کمانڈر کا لہجہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

"ایئربیس سے ملحقہ اڈے سے۔ تمہارے لئے ایک شاندار تحفہ لے آیا ہوں یہاں۔ دیکھو گے تو بس دیکھتے ہی رہ جاؤ گے۔ لیکن وقت بھی بے حد کم ہے۔ اسے فوری واپس بھی پہنچانا ہے" عمران نے بڑے شیطانی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ شیر سنگھ۔ جسے تم شاندار کہہ رہے ہو وہ واقعی شاندار ہی ہوگا۔ میں آ رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے کمانڈر جیکوف کی ہوس سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کر کے بتا دیا کہ وہ بادل سنگھ کو بے ہوش کر آیا ہے۔ عمران نے ہاتھ سے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھنے کی بجائے ایک طرف رکھ دیا۔

"کمانڈر جیکوف آ رہا ہے۔ اور ہم میں سے جس کی قد و قامت کا وہ ہوگا۔ اس پر اس کا میک اپ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر اڈے پر جائے گا اور ہم وہاں سے کوئی طاقتور ہیلی کاپٹر حاصل کر کے گاڑی یا اس کے گرد و نواح میں پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ بس یوں سمجھ لو کہ کمانڈر جیکوف کے یہاں آتے ہی ہمارے اصل مشن کا آغاز ہو جائے گا۔ اس لئے اب سب لوگ اپنے آپ کو ہر قسم کی جدوجہد کے لئے پوری طرح تیار کر لیں۔ میں نے رسیور اس لئے علیحدہ رکھ دیا ہے کہ کہیں کمانڈر کے سامنے کوئی کال نہ آ جائے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ اور پھر وہ سب باہر برآمدے میں آ کر ادھر ادھر چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ جب کہ عمران کے اشارے پر صفدر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ کمانڈر جیکوف کی آمد پر پھاٹک کھول سکے۔

تھوڑی دیر بعد جیپ کی تیز ہارن کی آواز سنائی دی اور صفدر پھاٹک کھول کر اس کے بڑے پٹ کے پیچھے ہو گیا۔ ایئر بیس کی بڑی فوجی جیپ جس پر فلیگ لہرا رہا تھا۔ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ اور سیدھی پورچ میں آ کر رک گئی۔ عمران نے دیکھا کہ آنے والا اکیلا تھا اور اس کی یونیفارم پر موجود سٹار بتا رہے تھے کہ وہی کمانڈر جیکوف ہے۔ کمانڈر جیکوف نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے درمیانی راہداری کی طرف لپکا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس جگہ سے پوری طرح مانوس ہو۔ راہداری میں داخل ہوتے ہوئے وہ اس ستون کے قریب سے گزرا جس کے پیچھے عمران موجود تھا۔ جیسے ہی کمانڈر اس ستون سے آگے بڑھا۔ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے کمانڈر جیکوف اس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ کمانڈر جیکوف کے حلق سے بس حیرت زدہ سی چیخ ہی نکل سکی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جدوجہد کرتا اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا گیا۔ عمران نے برق رفتاری سے اس کی گردن کے گرد بازو کو ایک جھٹکے سے دبایا اور فوری طور پر دم گھٹ جانے کی وجہ سے کمانڈر جیکوف بے ہوش ہو گیا۔ عمران کے دوسرے ساتھی بھی اردگرد سے نکل کر قریب آ گئے۔ صفدر بھی اس دوران پھاٹک بند کر کے واپس آ چکا تھا۔

"میں خود اس کا میک اپ کروں گا" ـــــ عمران نے اسے ویسے ہی اٹھائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور سب نے

سر ہلا دیئے۔ کمرے میں لے جا کر عمران نے اسے قالین پر لٹایا اور پھر انتہائی برق رفتاری سے اس کی یونیفارم اتارنے میں مصروف ہو گیا۔ صفدر نے بڑے باکس میں سے مخصوص میک اپ باکس نکال لیا تھا۔

"تم سب اسلحہ لے کر باہر رکو۔ کہیں شیر سنگھ انہیں لے کر پہنچ نہ جائے" ـــــ عمران نے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارم پہنتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ہی وہ میک اپ بھی مکمل کر چکا تھا۔ اب وہ پوری طرح روسیاہی کمانڈر جیکوف ہی نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے بیلٹ کی مدد سے بے ہوش کمانڈر جیکوف کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھے اور اسے اٹھا کر اس نے صوفے پر بٹھا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ زوردار تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ تیسرے تھپڑ پر کمانڈر جیکوف چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"تت ـــ تت ـــ تم۔ اور میں......" کمانڈر جیکوف نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کمانڈر جیکوف یہاں سے ایئر بیس کس طرف اور کتنے فاصلے پر ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ وہ اپنے اصل لہجے میں ہی بول رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ تم میرے میک اپ میں ہو۔ اوہ کون ہو تم" کمانڈر جیکوف عمران کے اصل لہجے میں بولنے کی وجہ سے اصل

حقیقت سمجھ گیا تھا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو کمانڈر"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ کون ہو تم"۔۔۔۔ کمانڈر جیکوف نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی۔ اور اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ عمران نے اپنی ایک انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی دائیں آنکھ میں اس طرح اتار دی تھی کہ انگلی کمانڈر کی آنکھ کو پھاڑتی ہوئی اندر تک گھس گئی تھی۔ کمانڈر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"بولو کہاں ہے ایئربیس۔ ورنہ....."۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے خون اور مواد میں لتھڑی ہوئی انگلی کمانڈر کے جسم پر موجود بنیان سے صاف کرنی شروع کر دی۔

"شش۔۔۔۔ شش۔۔۔۔ شمال کی طرف دو کلومیٹر بعد مین گیٹ ہے ایئربیس کا"۔۔۔۔ کمانڈر جیکوف نے تکلیف کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا دفتر کہاں ہے۔ جلدی پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں دو انگلیاں اس کے نتھنے میں ڈال کر ایک جھٹکے سے انہیں اوپر کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور کمانڈر جیکوف کے حلق سے اس قدر بھیانک انداز میں چیخیں نکلنے لگیں۔ جیسے اس کی روح کو کانٹوں بھری جھاڑی کے گرد لپیٹ

کر زبردستی گھسیٹا جا رہا ہو۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے زوردار تھپڑوں کے بعد وہ ایک بار پھر ہوش میں آ گیا اور بری طرح چیخنے لگا۔

"بولو۔ تفصیل بتاؤ۔ ورنہ"۔۔۔۔ عمران نے انگلی ٹیڑھی کر کے اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر آہستہ سے ضرب لگاتے ہوئے کہا اور کمانڈر جیکوف کا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ اس کا مسخ شدہ چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا تھا اور اکلوتی آنکھ دہشت اور خوف سے پھیل گئی تھی۔

"بب۔۔۔۔ بب۔۔۔۔ بتاتا ہوں۔ مت مارو۔ اوہ اس قدر تکلیف۔ بتاتا ہوں"۔۔۔۔ کمانڈر جیکوف نے انتہائی دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اس طرح بولنے لگا۔ جیسے بچے استاد کو رٹا ہوا سبق فر فر سنانے لگ جاتے ہیں۔ عمران درمیان میں سوال کرتا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ نہ صرف ایئربیس کی مکمل عمارت بلکہ وہاں موجود ہیلی کاپٹروں اور جنگی جہازوں سے بھی واقف ہو چکا تھا۔

اسی لمحے تنویر بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"سرخ رنگ کی کئی جیپیں ادھر آ رہی ہیں۔ ابھی وہ خاصی دور ہیں۔ لیکن ان کا رخ ادھر ہی ہے۔ میں نے چھت پر سے انہیں دیکھا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور دوسرے

لمحے اس نے کمانڈر جیکوف کے چہرے پر جیسے گولیوں کی بارش کر دی۔ کمانڈر جیکوف کا چہرہ اور کھوپڑی کے ٹکڑے اڑ گئے۔

"آؤ۔ جلدی کرو۔ بیگ اٹھاؤ"۔۔۔ عمران نے ریوالور دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور پھر جیسے مکان میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ سب اسی جیپ میں سوار ہو چکے تھے ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔

"عقبی طرف بھی راستہ ہے"۔۔۔ صفدر نے سب سے آخر میں آکر جیپ میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ عمارت کی سائیڈ گلی سے اسے دوڑاتا ہوا عقبی طرف کو لے آیا۔ ادھر واقعی ایک بڑا سا پھاٹک موجود تھا۔ عمران نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر جیپ روکی۔ تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا۔ اور عمران جیپ باہر نکال لایا۔ اس طرف ایک کشادہ گلی سی تھی۔ تنویر کے دوبارہ بیٹھتے ہی عمران نے جیپ کو دائیں طرف موڑا۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"میں اس شیر سنگھ کی بوٹیاں اڑا دوں گا"۔۔۔ میجر کاف نے شدید غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ اس وقت جیپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور جیپ انتہائی برق رفتاری سے ہوٹل سکون کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر لاکوش تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ شیر سنگھ جیسا عقلمند آدمی ایک عورت کی خاطر اس طرح کی بیوقوفی بھی کر سکتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ وہ ہماری مرضی کے بغیر یہاں ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا"۔۔۔ لاکوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیز رفتاری سے جیپ کو ہوٹل سکون کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دیا۔ اسی لمحے گیٹ کی سائیڈوں پر دونوں طرف موجود آٹھ سرخ رنگ کی جیپیں بھی سٹارٹ

ہوئیں اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں میجر کاف کی جیپ کے پیچھے آنے لگیں۔ یہ لاسو کے ایکشن گروپ کی جیپیں تھیں۔ ان کا گہرا سرخ رنگ ہی ان کا مخصوص نشان تھا۔ لاکوشش جیپ دوڑاتا ہوا ہوٹل کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس مخصوص حصے میں آ گیا۔ جدھر سے تہہ خانوں کو راستہ جاتا تھا۔ سرخ رنگ کی جیپیں بھی ان کے عقب میں وہاں پہنچیں اور پھر لاکوشش نے جیسے ہی جیپ روکی عقبی جیپوں کے رکنے کی آوازیں بھی سنائی دیں میجر کاف اچھل کر نیچے اترا۔ ایک طرف کھڑا ہوا ایک مسلح سکھ دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ سخت گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ شاید یہ گھبراہٹ ایکشن گروپ کی جیپوں کو دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ ایکشن گروپ تباہی اور بربادی کا سمبل سمجھا جاتا تھا۔

" جناب جناب " ـــــ سکھ نے بری طرح گھبرائے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے وہ شیر سنگھ " ـــــ میجر کاف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" جناب باس اپنے دفتر میں ہیں " ـــــ نوجوان نے بری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" چلو لے چلو اس کے پاس " ـــــ میجر کاف نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور نوجوان مڑ کر ایک دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" پورے ہوٹل کو گھیر لو۔ اگر وہ شیر سنگھ فرار ہونے

لگے۔ تو اسے فوری طور پر گرفتار کر لینا۔ مارنا مت کیونکہ اس سے پوچھ گچھ ہونی ہے " ـــــ میجر کاف نے چیخ کر سرخ جیپوں سے اتر کر کھڑے ہوئے لمبے تڑنگے اور سخت چہرے کے مالک نوجوان سے کہا اور پھر مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جدھر وہ نوجوان جا رہا تھا۔ لاکوشش بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ نوجوان ایک بند دروازے کے سامنے جا کر ایک طرف مڑ گیا۔ مگر میجر کاف نے زور سے دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا۔ میجر کاف اور کیپٹن لاکوشش جن کے ہاتھوں میں اب بھاری ریوالور چمک رہے تھے۔ اچھل کر اندر داخل ہوئے۔ سامنے کرسی پر شیر سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ انہیں اس طرح اندر آتے دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں فون کا رسیور تھا۔

" میجر میں آپ کو فون کر رہا تھا " ـــــ شیر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ مجھے فون کر رہے تھے۔ غدار آدمی۔ تم نے ایک عورت کی خاطر ہم سے غداری کی۔ روسیاہ۔ تمہارا کیا خیال تھا۔ کہ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ کہاں ہے وہ عورت نتاشا۔ اور وہ پانچ پاکیشیائی مجرم۔ بولو کہاں ہیں " ـــــ میجر کاف نے بری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

" میجر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں بھلا آپ سے۔ روسیاہ

سے غداری کر سکتا ہوں۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں تو آپ کو خود فون کر رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ پانچوں پاکیشیائی انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اگر میں ذرا بھی ان کی مخالفت کرتا تو وہ لوگ مجھے مار کر یہاں سے نکل جاتے۔ اس لئے میں نے ڈرامہ بازی کی۔ اور انہیں یہ یقین دلا دیا کہ میں ان کے ساتھ ہوں۔ اس طرح وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں ایک خاص اڈے پر پہنچا دیا ہے تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائیں۔ اب میں آپ کو اس لئے فون کر رہا تھا تاکہ آپ کو ساتھ لے جا کر ان پر ریڈ کیا جائے اور انہیں گرفتار کر لیا جائے" ——— شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انہیں گولیوں سے بھی تو اڑا سکتے تھے" ——— میجر کاف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"پھر وہ مجھے بھی مار کر نکل جاتے۔ اور پھر شاید ہی ان کا سراغ ملتا۔ اب وہ چونکہ پوری طرح مطمئن ہوں گے۔ اس لئے آسانی سے پکڑے یا مارے جا سکتے ہیں" ——— شیر سنگھ نے جواب دیا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ بہرحال کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ۔ میں انہیں کرنل کے فون آنے سے پہلے زندہ یا مردہ ہر صورت میں حاصل کر لینا چاہتا ہوں اور ہاں وہ مادام نتاشا کہاں ہے۔ جو انہیں وہاں سے یہاں لے آئی ہے" ——— میجر کاف نے

اس بار نارمل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اُسے چونکہ اب تسلی ہو گئی تھی کہ شیر سنگھ نے غداری نہیں کی بلکہ ان کی گرفتاری کے لئے جال بچھایا ہے۔ اس لئے اس کا غصہ دور ہو چکا تھا۔

"وہ نیچے تہہ خانے میں آرام کر رہی ہیں۔ بڑی مشکل سے میں نے سچویشن کو سنبھالا ہے۔ مادام نتاشا نے بھی بالکل وہی چال کھیلی تھی جو میں نے کھیلی ہے۔ انہوں نے مادام نتاشا کو مارنے کی دھمکی دی تو مادام نتاشا نے اپنی جان بچانے کے لئے ان سے کہا کہ وہ انہیں میرے پاس لے چلتی ہے۔ جہاں وہ محفوظ رہیں گے۔ اس طرح اس کی جان بھی بچ گئی" ——— شیر سنگھ نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے انہیں گرفتار کر لیں۔ پھر بعد میں مادام نتاشا سے بھی بات ہو جائے گی۔ کہاں ہے وہ اڈہ۔ جلدی بتاؤ" ——— میجر کاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اڈہ تو محفوظ ہے میجر۔ لیکن میں نے ان سے بات چیت کی ہے۔ وہ انتہائی چوکنا اور تیز فطرت لوگ ہیں۔ اس لئے اگر ہم سیدھے ان پر چڑھ دوڑے تو ہو سکتا ہے الٹا ہمیں نقصان اٹھانا پڑے ——— البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں مادام نتاشا کے ساتھ اندر ان سے ملنے جاؤں۔ اور پھر اچانک بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم مار دوں۔ اس طرح وہ سب بے بس ہو جائیں گے۔ اور تم آسانی سے انہیں گرفتار کر سکو گے۔ کیا خیال ہے" ——— شیر سنگھ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ شیر سنگھ کی تجویز درست ہے۔ اس طرح وہ بے بس چوہوں کی طرح ہاتھ لگ جائیں گے۔ ورنہ جو لوگ چیف کی قید سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ آسانی سے ہاتھ نہ آئیں گے" ——— لاکوش نے کہا اور میجر کاف نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بلاؤ مادام نتاشا کو۔ لیکن جلدی کرو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ——— میجر کاف نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں لے آتا ہوں مادام کو" ——— شیر سنگھ نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسے گئے ہوئے دس منٹ گزر گئے۔

"ارے کہیں یہ ہمیں ڈاج دے کر تو نہیں نکل گیا" ——— اچانک میجر کاف نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اتنی دیر تو بہر حال نہیں لگ سکتی۔ اور وہ مادام کو اپنے کسی آدمی کے ذریعے بھی تو بلا سکتا تھا" ——— کیپٹن لاکوش نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی طرف بڑھتے۔ یا کوئی اور بات کرتے۔ دروازہ کھلا اور مادام نتاشا اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے شیر سنگھ تھا۔ مادام نتاشا کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

"یہی تمہارا انتظام ہے ——— کہ تم سے چند آدمی نہیں سنبھالے جا سکتے۔ اگر میں انہیں چیک نہ دیتی تو تمہارا کرنل اور مادام کازن

دونوں لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے اور میری بھی لاش وہیں پڑی ہوتی۔ اب آ گئے ہو منہ اٹھائے" ——— مادام نتاشا نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام۔ وہ نجانے کس طرح آزاد ہو گئے۔ ورنہ وہ تو زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے" ——— میجر کاف نے بے اختیار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے آدمیوں نے ان کی تلاشی نہیں لی۔ ان کے پاس ایک خوفناک بم تھا۔ انہوں نے اس بم کی مدد سے زنجیریں گلا دیں۔ اور سب لوگوں کو ایک لمحے میں بے ہوش کر کے انہیں گولیاں مارنا شروع کر دیں۔ میں نے سانس روک لیا تھا۔ اس لئے میں بے ہوش نہ ہوئی۔ اور پھر میں نے انہیں یقین دلا دیا۔ کہ اگر وہ کرنل اور کازن کو نہ ماریں تو میں انہیں شیر سنگھ کے ذریعے آسانی سے آزاد پہنچا سکتی ہوں۔ اس طرح تمہارے کرنل اور کازن کی جانیں بچ گئیں۔ اور یہاں شیر سنگھ بھی اگر عقلمندی کا مظاہرہ نہ کرتا تو ہم سب بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتے اور وہ نکل بھی جاتے" ——— مادام نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"واقعی آپ نے اور شیر سنگھ نے انتہائی عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہم آپ دونوں کے ممنون ہیں مادام۔ لیکن اب ہمیں فوری طور پر انہیں گرفتار کرنا ہے" ——— میجر کاف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"مجھے شیر سنگھ نے تجویز بتا دی ہے۔ اچھی تجویز ہے۔ میں

اور شیر سنگھ علیحدہ جیپ میں ان کے پاس جائیں گے۔ آپ سب لوگ علیحدہ رہیں گے۔ پھر جب ہم انہیں بے ہوش کر لیں گے پھر آپ کو بلا لیں گے"۔۔۔ مادام نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن مادام ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں کھڑے رہ جائیں اور وہ کہیں نکل جائیں"۔۔۔ میجر کاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" چلو شیر سنگھ"۔۔۔ مادام نے کہا۔

" یس مادام۔ آیئے جناب"۔۔۔ شیر سنگھ نے کہا۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد شیر سنگھ اور مادام ایک جیپ میں بیٹھے ہوئے ایک سڑک پر بڑھے جا رہے تھے۔ جب کہ سرخ رنگ کی جیپیں اور میجر کاف کی جیپ ان کے پیچھے کافی فاصلے پہ آ رہی تھیں۔

" تم انہیں کیسے نکالو گے وہاں سے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لاسو والے انہیں قابو میں کر لیں"۔۔۔ مادام تناشا نے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" آپ فکر نہ کریں مادام۔ ان کا بال بھی بیکا نہ ہو گا۔ جب میں نے آپ سے وعدہ کر لیا ہے تو میں یہ وعدہ ہر صورت میں نبھاؤں گا۔ اور ویسے بھی اس وعدے کے نتیجے میں ہی میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت بھی پوری ہو سکتی ہے"۔۔۔ شیر سنگھ

نے بڑے رومانٹک انداز میں بات کرتے اور مادام تناشا کے چہرے کو انتہائی میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور مادام تناشا مسکرا دی۔

" ہم بھی اپنا وعدہ پورا کریں گے شیر سنگھ۔ لیکن اس وقت جب ہم اور یہ لوگ واپس آدان بحفاظت پہنچ جائیں گے"۔۔۔ مادام تناشا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ فکر نہ کریں مادام۔ ایسے ہی ہو گا۔ اگر میں اس میجر کاف کو چکر نہ دیتا تو پھر میرا تو کیا پوری ریڈ ڈرگ تنظیم کا یہ لوگ خاتمہ کر دیتے"۔۔۔ شیر سنگھ نے جواب دیا۔

" لیکن تم کرو گے کیا۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ کہ یہ لوگ تو بھوتوں کی طرح ہمارے ساتھ ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ اس اڈے کا فون بھی ڈیڈ ہو چکا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہوا ہے"۔۔۔ مادام تناشا نے کہا۔

" معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ اگر فون ٹھیک ہوتا تو پھر میں فون پر ہی انہیں خفیہ راستہ بتا دیتا اور وہ اس کے ذریعے اس غیر متعلقہ کوٹھی میں چھپ جاتے۔ اور پھر ہم میجر کاف اور اس کے آدمیوں کے ساتھ ہی وہاں جاتے۔ ظاہر ہے۔ ان کے فرار ہو جانے میں ہمارا قصور نہ ہوتا۔ اس طرح ہم پر ان کا شک دور ہو جاتا۔ اور پھر میں اطمینان سے کسی بھی وقت انہیں وہاں سے نکال کر آدان پہنچا دیتا۔ لیکن فون ڈیڈ ہو جانے سے اب میں نے یہ تجویز سوچی ہے کہ ہم دونوں پہلے جا کر انہیں

خفیہ راستے سے نکال دیں گے اور پھر شور مچا دیں گے کہ وہ فرار ہو چکے ہیں۔ میں اپنے اس آدمی کو جو وہاں موجود ہے۔ عقبی راستے سے فرار کرا دوں گا۔ اس طرح وہ انہیں ڈھونڈتے رہ جائیں گے۔ اور ہم بھی اور یہ لوگ بھی محفوظ ہو جائیں گے" شیر سنگھ نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے"۔۔۔ مادام نتاشا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" مادام۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں کہ آپ ان لوگوں کی اس طرح امداد کیوں کر رہی ہیں۔ جب کہ وہ آپ کی سہیلی مادام کازن کے شوہر کے مجرم ہیں"۔۔۔ شیر سنگھ نے کہا اور مادام نتاشا ہنس پڑی۔

" شیر سنگھ۔ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور وہ مجھے آران سے اغوا کر کے لائے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق ناقابل تلافی جرم ہے۔ لیکن یہاں اگر وہ مارے جاتے ہیں تو میرا انتقامی جذبہ تسکین نہ پا سکے گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں یہاں سے نکال کر آران لے جاؤں اور پھر اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اڑا کر اپنا انتقام پورا کر دوں۔ یہ میری انا کا مسئلہ ہے۔ مرنا تو انہوں نے بہر حال ہے۔ یہاں مریں یا آران جا کر مریں لیکن جب تک میں انہیں اپنے ہاتھوں سے نہ ماروں گی۔ مجھے چین نہ آئے گا" مادام نتاشا نے جواب دیا اور شیر سنگھ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ مادام کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

وہ شیر سنگھ کی مسرت اور الجھن دونوں کو سمجھ رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اب شیر سنگھ کو یہ نہ بتا سکتی تھی کہ وہ اس احمق عمران کو پسند کرنے لگی ہے۔ کیونکہ اس طرح شیر سنگھ کھٹک جاتا اور پھر ان لوگوں کی یہاں سے زندہ سلامت واپسی مشکل ہو جاتی۔

" مادام۔ وہ اڈا آ گیا ہے"۔۔۔ اچانک شیر سنگھ نے ایک موڑ کاٹ کر جیپ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ ایک سیاہ رنگ کے پھاٹک کے سامنے روک دی۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی۔

" یہ اندر سے جیپ کے چلنے کی آواز کیوں آ رہی ہے"۔۔۔ شیر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور چھلانگ لگا کر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے میجر کاف اور کیپٹن لاکوسٹی کی جیپ بھی ان کے ساتھ آ کر رک گئی۔ البتہ وہ سرخ جیپیں شاید موڑ سے پیچھے ہی روک دی گئی تھیں۔

" آپ لوگ یہاں کیوں آ گئے ہیں۔ کہیں وہ چونک نہ پڑیں"۔۔۔ شیر سنگھ نے میجر کاف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں چونکتے۔ تم اپنا کام کرو۔ ہم جیپ کے اندر ہی رہیں گے"۔۔۔ میجر کاف نے سخت لہجے میں کہا۔ شاید راستے میں انہیں کوئی شک پڑا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے انہیں نظروں میں رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

شیر سنگھ کندھے اچکاتا آگے بڑھا۔ ظاہر ہے وہ زبردستی تو نہ کر سکتا تھا۔ اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ لیکن کئی بار

مسلسل کال بیل بجانے کے باوجود جب پھاٹک نہ کھلا تو میجر کاف اور کیپٹن لاکوش دونوں تیزی سے نیچے اتر آئے۔

" اوہ کہیں وہ فرار نہ ہو گئے ہوں۔ لاکوش ایکشن گروپ کو کہو۔ فوراً اس کوٹھی کو گھیر لیں" ——— میجر کاف نے چیختے ہوئے کہا۔ اور لاکوش سر ہلاتا ہوا واپس بھاگ پڑا۔

" یہ کیا کر رہے ہو تم۔ اس طرح تو وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے" مادام نتاشا نے جیپ سے نیچے اتر کر سخت لہجے میں کہا۔

" آپ خاموش رہیں پلیز۔ مجھے کوئی گڑبڑ لگ رہی ہے" ——— میجر کاف نے اس بار مادام نتاشا کو بھی بُری طرح ڈانٹ دیا۔ اور مادام نتاشا کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔ اُسی لمحے ایک سرخ رنگ کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اور اس میں سے لاکوش کے ساتھ ایکشن گروپ کے چار افراد بھی نیچے اتر آئے۔ ان میں ایک لمبا تڑنگا اور دیو جیسے جسم کا مالک آدمی تھا۔ اس کی پیشانی پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ یہ ایکشن گروپ کا چیف ناگوش تھا۔

" ناگوش۔ اپنے آدمیوں کو دیوار پار کر کے اندر بھیجو۔ اور جو نظر آئے گولیوں سے اڑا دو" ——— میجر کاف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور میجر ناگوش نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اب مادام نتاشا اور شیر سنگھ دونوں بے بس ہوئے کھڑے تھے۔ مادام نتاشا کے چہرے پر غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ جب کہ شیر سنگھ صرف ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ ایکشن گروپ کے چار افراد بجلی کی سی تیزی سے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا۔ ایکشن گروپ کا ایک آدمی دہشت زدہ انداز میں باہر آیا۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی سب سمجھ گئے کہ اندر کوئی انہونی ہو گئی ہے۔

" باس۔ اندر ایک مسخ شدہ لاش پڑی ہے۔ اور ایک سکھ ایک کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اس کے سر پر زوردار چوٹ لگا کر اُسے بے ہوش کیا گیا ہے۔ لاش کے جسم پر صرف بنیان اور انڈرویئر ہے۔ جوتے تک غائب ہیں۔ اور اندر کوئی آدمی نہیں ہے" ——— آنے والے نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ وہ فرار ہو گئے۔ ناگوش فوراً سارے علاقے کو گھیر لو۔ جو مشکوک نظر آئے اُسے گولی سے اڑا دو" ——— میجر کاف نے چیخ کر پاس کھڑے ایکشن گروپ کے چیف کو کہا۔ اور ناگوش سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور جیپ پر سوار ہو کر اُسے تیزی سے موڑ کر واپس لے گیا۔ جب کہ میجر کاف۔ لاکوش۔ شیر سنگھ۔ اور مادام نتاشا چاروں آگے پیچھے چلتے ہوئے پھاٹک سے اندر چلے گئے۔

" اوہ۔ یہ تو بادل سنگھ ہے۔ یہاں کا انچارج" ——— برآمدے میں بے ہوش پڑے ہوئے نوجوان کو دیکھتے ہی شیر سنگھ نے کہا۔ اُسے شاید کمرے سے نکال کر برآمدے میں لٹا دیا گیا تھا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ۔ جلدی کرو۔ لاش کہاں ہے" ——— میجر کاف نے تیز لہجے میں وہاں موجود ایکشن گروپ کے آدمیوں

سے کہا۔

"ادھر اندر کمرے میں باس"۔۔۔ ایک نے کہا اور وہ سب تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ وہاں واقعی صوفے پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔ لاش کا رنگ و روپ بتا رہا تھا کہ وہ کسی روسیاہی کی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے بیلٹ سے جکڑے ہوئے تھے۔ چہرہ اور کھوپڑی پر اس قدر گولیاں برسائی گئی تھیں کہ ان کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اس لئے لاش پہچانی نہ جا سکتی تھی۔ اور میز پر موجود فون کا رسیور بھی ایک طرف رکھا ہوا تھا۔

"یہ کس کی لاش ہو سکتی ہے۔ لگتا تو کوئی روسیاہی ہے"۔۔۔ میجر کاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس باس۔ میں نے پہچان لیا ہے۔ یہ ائیربیس کے کمانڈر جیکوف کی لاش ہے"۔۔۔ اچانک کیپٹن لاکوش نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کمانڈر جیکوف۔ کیا پاگل ہو گئے ہو"۔۔۔ میجر کاف حیرت کے مارے واقعی ناچ سا اٹھا تھا۔

"یس میجر۔ یہ دیکھیں اس کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ ایک چھوٹی سی فالتو انگلی۔ یہ کمانڈر جیکوف کی خاص نشانی ہے"۔۔۔ لاکوش نے لاش کو پلٹاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کمانڈر جیکوف یہاں کیسے آ گیا"۔۔۔ میجر کاف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے

میز پر رکھا ہوا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ادھر شیر سنگھ کچھ بولتے بولتے رک گیا۔ وہ دراصل بتانا چاہتا تھا کہ جب وہ یہاں پہنچا تو اس نے اندر سے کسی جیپ کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنی تھی۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس انفارمیشن پر مادام نتاشا اس سے ناراض ہو جائے۔ اس لئے وہ بتاتے بتاتے رک گیا تھا۔

"ائیربیس۔ پی اے۔ ٹو۔ کمانڈر جیکوف"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میجر کاف بول رہا ہوں۔ سیکنڈ چیف آف لاسو۔ کمانڈر سے بات کراؤ"۔۔۔ میجر کاف نے غراتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کمانڈر صاحب۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے مہمانوں کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر کہیں گئے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کن مہمانوں کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ میجر کاف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ وہ سر۔ ان کے ہی کوئی مہمان ہیں۔ میں تو نہیں جانتا جناب چار روسیاہی ہیں۔ پہلے ریڈ ڈرگ کے شیر سنگھ کا فون آیا تو کمانڈر جیپ لے کر اکیلے ہی ائیربیس سے چلے گئے۔ پھر وہ تھوڑی ہی دیر بعد واپس آئے تو ان کے ساتھ ان کے چار مہمان تھے۔ وہ دفتر میں بیٹھنے کی بجائے سیدھے سپیشل ہیلی کاپٹر ہینگر کی طرف چلے گئے۔ اور پھر وہ اس میں بیٹھ کر پرواز کر گئے"۔۔۔ پی اے

نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" فوراً اس ہیلی کاپٹر کے پیچھے جنگی جہازوں کا سکوارڈن بھیجو۔ اسے واپس لے آؤ۔ یہ کمانڈر جیکوف نہیں ہے۔ بلکہ دو سیاہ کے دشمن ہیں۔ کمانڈر جیکوف کی لاش یہاں میرے سامنے پڑی ہوئی ہے" ——— میجر کاف نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا۔ اور پھر مڑ کر اس نے شیر سنگھ کے سینے پر ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور رکھ دیا۔

" تم کمینے۔ تم نے یہ سارا چکر چلایا ہے۔ تم نے کمانڈر کو فون کر کے یہاں بلوایا اور اس طرح وہ کمانڈر کو ہلاک کر کے نکل گئے"۔ میجر کاف نے چیختے ہوئے کہا۔

" باس۔ یہ بادل سنگھ بتا رہا ہے کہ یہاں آنے والوں نے اس سے کمانڈر جیکوف کا فون نمبر پوچھا تھا" ——— اسی لمحے دروازے کی طرف سے آواز سنائی دی۔ اور میجر کاف جو شاید ٹریگر دبانا ہی چاہتا تھا تیزی سے مڑا۔ دروازے میں وہ بے ہوش سکھ نوجوان ایکشن گروپ کے آدمیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

" جی ہاں جناب۔ انہوں نے مجھ سے نمبر پوچھا۔ اور پھر مجھے مشروب لانے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد اچانک عقب سے میرے سر پر ضرب لگائی گئی۔ اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے" ——— بادل سنگھ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس۔ ہمیں فوراً ائیربیس چلنا چاہیئے۔ وہ لوگ نکل نہ جائیں" لاکوش نے کہا اور میجر کاف سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف

دوڑ پڑا۔ لاکوش بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ اور شیر سنگھ نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ ایکشن گروپ کے آدمی بھی ان کے پیچھے چلے گئے تھے۔ اور اب کمرے میں شیر سنگھ۔ مادام نتاشا اور بادل سنگھ اکیلے رہ گئے تھے۔

" آج بادل سنگھ کی بات نے مجھے بچا لیا ورنہ میجر کاف لازماً گولی مار دیتا" ——— شیر سنگھ نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

" ویسے ان لوگوں نے اور سخت حماقت کی ہے۔ اس طرح وہ کسی صورت بھی نہیں نکل سکیں گے۔ ائیربیس پر موجود جنگی جہاز انہیں چند لمحوں میں جا لیں گے" ——— مادام نتاشا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اب میں کیا کر سکتا ہوں مادام۔ جانے انہوں نے یہ سارا چکر کیوں چلایا ہے" ——— شیر سنگھ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور مادام نتاشا ہونٹ بھینچے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر نظر آنے والے مایوسی کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگی سے قطعی طور پر مایوس ہو چکی ہے۔

ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر اور خاصی رفتار سے اڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر خود عمران موجود تھا جب کہ اس کے ساتھ صفدر اور عقبی سیٹوں پر تنویر، کیپٹن شکیل اور صدیقی موجود تھے۔

"ایئربیس سے ہیلی کاپٹر اڑانا تو واقعی بے حد آسان ثابت ہوا ہے۔ لیکن عمران صاحب کیا آپ اسے براہِ راست گاڈی پر اتاریں گے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ گاڈی اور اس کے ارد گرد علاقے میں انہوں نے زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اول تو وہ لوگ ہیلی کاپٹر کو کسی طرح وہاں اترنے ہی نہ دیں گے۔ اور اگر زبردستی ہم نے کوئی ایسی کوشش کی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سائنسی ہتھیار سے ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر" ـــــ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"گاڈی قصبے اور ان پہاڑیوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان پہاڑیوں کی عقبی سمت انتہائی دشوار گذار اور غیر آباد ہے اور ادھر کوئی ایسا مقام بھی نہیں ہے جہاں سے گاڈی کسی طرح بھی پہنچا جا سکے۔ اور ادھر سے روسیاہی سرحد بھی قریب ہے۔ اس لئے یقیناً اس طرف گاڈی کی قدرتی حفاظتی پناہ گاہ سمجھتے ہوئے زیادہ توجہ نہ کی گئی ہو گی۔ اس لئے ہم اس طرف کو ہی جا رہے ہیں۔ اگر ہمیں ایئربیس سے چیک بھی کیا جا رہا ہو گا تو وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم روسیاہی سرحدوں کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ اور وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ لیکن کچھ آگے جانے کے بعد ہم اچانک مڑ جائیں گے اور پھر ان پہاڑیوں پر اتر جائیں گے۔ پھر وہاں سے گاڈی پہنچیں گے۔ اگر پہنچ سکے تو ورنہ یہی دشوار گذار پہاڑیاں ہی ہماری آخری آرام گاہ ثابت ہوں گی" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ اور عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ایئربیس کالنگ اوور" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں ہلکا سا تذبذب تھا۔

"یس ـــــ کمانڈر جیکوف۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے

اوور" ـــــ عمران نے کمانڈر جیکوف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سیکنڈ کمانڈر بول رہا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میرا نام کیا ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نام بتاؤں ـــــ کیا مطلب۔ یہ کیسا مذاق ہے۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی۔ ایسا مذاق مجھ سے کرنے کی اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کمانڈر جیکوف کی نہ صرف لاش ٹریس ہو گئی ہے بلکہ اُسے تقریباً پہچان لیا گیا ہے۔ لیکن شاید وہ ابھی مکمل یقین نہیں کر سکے۔ لیکن اب یہ ہیلی کاپٹر خطرناک ہو چکا ہے۔ یہ لوگ اسے ہٹ کر دینے سے بھی باز نہ آئیں گے۔ اس لئے ہیلی کاپٹر میں موجود ریزرو پیراشوٹ نکال کر باندھ لو سامان وغیرہ بھی تیار کر لو۔ ہم کسی بھی وقت ہیلی کاپٹر چھوڑ سکتے ہیں" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی رفتار بھی بڑھا دی۔

"اب ہم براہِ راست گاڈی جا رہے ہیں۔ کیونکہ اب دوسری طرف جلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ان سب پہاڑیوں پر اپنی چھاتہ بردار فوج اتار دیں گے۔ اگر ہم اترنے سے پہلے چیک نہ ہوتے تب اور بات تھی" ـــــ عمران نے اچانک کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ بھی موڑ دیا۔

"آپ بھی پیراشوٹ باندھ لیں۔ کنٹرول مجھے دے دیں"۔ اُسی لمحے صفدر نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر نے کنٹرول سنبھال لیا۔

"بس اب سیدھے چلے چلو" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے خاصی پھرتی سے پیراشوٹ باندھنا شروع کر دیا۔ اُسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ایک جنگی جہاز تیزی سے ہماری طرف آ رہا ہے"

"اوہ۔ ادھر ہٹو" ـــــ عمران نے اچھل کر واپس پائلٹ سیٹ کی طرف آتے ہوئے کہا۔ اور اس نے کنٹرول سنبھال لیا۔ ساتھ ساتھ وہ پیراشوٹ بھی باندھتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے اوپر ایک جدید ترین جنگی جہاز نظر آنے لگ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔

"تیار ہو جاؤ کودنے کے لئے۔ میں ہیلی کاپٹر کو اچانک غوطہ دوں گا" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو کام بیک وقت کئے۔ ایک تو ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ اور دوسرا اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ہیلی کاپٹر پائلٹ۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ فوری طور پر ہیلی کاپٹر کو موڑ کر ہمرات ایئر بیس لے چلو۔ ورنہ بغیر کال کے

تمہارا ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا جائے گا اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا بکواس ہے۔ میں کمانڈر چیکوف بول رہا ہوں۔ یہ تم کیا کر رہے ہو اوور" ـــــ عمران نے بھی جواب میں غصیلے لہجے میں بات کی۔

"بکواس مت کرو۔ کمانڈر چیکوف کی لاش ٹریس ہو چکی ہے۔ اور تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ میں صرف ہیلی کاپٹر بچانے کے لئے تمہیں آخری مہلت دے رہا ہوں۔ فوراً موڑ لو۔ میں صرف چار تک گنوں گا۔ اگر تم نے ہیلی کاپٹر نہ موڑا تو میں فائر کھول دوں گا۔ ون ...... " ـــــ دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

"کود جاؤ۔ جلدی" ـــــ عمران نے مڑ کر کہا اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے یکے بعد دیگرے نیچے کود گئے۔ گنتی ابھی تین تک ہی پہنچی تھی کہ عمران نے بھی کنٹرول اور سیٹ چھوڑ کر یکلخت نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور ہیلی کاپٹر کا مہیب سایہ اس کی سائیڈ سے تیزی سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران کا جسم کسی وزنی چٹان کی طرح نیچے گر رہا تھا۔ اسی لمحے اسے دور سے خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔ جنگی جہاز چونکہ ہیلی کاپٹر کے اوپر اڑ رہا تھا۔ اس لئے وہ شاید عمران کو چیک نہ کر سکا تھا۔ عمران اب کافی نیچے آ گیا تھا۔ اس لئے اس نے پیراشوٹ کھول دیا۔ چونکہ دن کا وقت تھا۔ اس لئے اسے نیچے گہرائی میں اپنے ساتھیوں کے پیراشوٹ صاف نظر آ رہے تھے۔ اور ظاہر ہے اس کا اپنا پیراشوٹ بھی اس

جنگی جہاز کے پائلٹ کو نظر آ رہا ہوگا۔ کیونکہ جنگی جہاز افقی انداز میں اوپر کو اٹھ کر اب واپس اس طرف کو مڑ رہا تھا جدھر عمران اور اس سے نیچے گہرائی میں اس کے ساتھی فضا میں اڑ رہے تھے۔ لیکن عمران اس جنگی جہاز کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس میں گنوں کی بجائے جدید ترین میزائل فائرنگ سسٹم ہے۔ اور یہ میزائل بڑے بڑے ڈیم اور اس جیسے ٹارگٹس پر تو ہٹ کئے جا سکتے ہیں ایک آدمی کو ہٹ کرنے کے لئے فائر نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے وہ اطمینان سے اڑتا رہا۔ پھر اس نے پیراشوٹ بھی کافی گہرائی میں جا کر کھولا تھا۔ اس لئے بھی وہ مطمئن تھا۔ کہ جنگی جہاز اس کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ گو وہ کافی بلندی سے گزرا تھا لیکن اس کا شور عمران کے کانوں میں اس طرح گونجا تھا جیسے جہاز اس کے کان کے قریب سے گزرا ہو۔ عمران اسے دیکھتا رہا۔ لیکن جنگی جہاز واپس نہ پلٹا۔ بلکہ اسی رفتار سے اڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو پائلٹ نے ان کی طرف دھیان نہیں دیا۔ اور وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر کے مطمئن ہو کر واپس چلا گیا ہے کیونکہ دھماکہ اور آگ کے شعلے فضا میں ہی ہوئے تھے۔ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ پائلٹ نے واقعی چار تک گن کر ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا۔ یا اگر وہ اسے واپسی میں بھی نظر آ گئے ہیں تو اب وہ ہیلی کاپٹروں پر مسلح افراد بھیجیں گے یا پھر چھاتہ برداروں کو یہاں اتارا جائے گا۔ لیکن بہرحال اسے اطمینان تھا کہ فوری خطرہ ٹل گیا

ہے۔ اب وہ کافی گہرائی میں پہنچ چکا تھا۔ اور اب اونچی نیچی پہاڑیوں کے درمیان موجود پگڈنڈیاں اُسے صاف دکھائی دینے لگی تھیں اس کے ساتھی نیچے اتر چکے تھے اور ان پہاڑیوں پہ پیرا شوٹ سے اترنا خاصا مشکل کام تھا۔ کیونکہ ذرا سی لاپرواہی سے موت واقع ہو سکتی تھی۔ اور پھر عام پیراٹروپنگ کے انداز میں زمین پہ پیر لگتے ہی بھاگا بھی نہ جا سکتا تھا ورنہ گہری کھائیوں میں گرنے کا خطرہ ہوتا۔ لیکن عمران مطمئن تھا کیونکہ ان پہاڑیوں پہ اترنے کے مخصوص فن سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور نہ صرف وہ خود واقف تھا بلکہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس فن کی خاص مشق کرائی گئی تھی۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد وہ ایک چٹان پہ بحفاظت اتر جانے میں کامیاب ہو گیا۔

" عمران صاحب" ــــ اسی لمحے تھوڑی دور سے صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران نے جو پیرا شوٹ کھولنے میں مصروف تھا چونک کر ادھر دیکھا تو اس کے لبوں پہ اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ کیونکہ نہ صرف صفدر بلکہ باقی ساتھی بھی مل کر اس کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔

" ہم نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آپ یہاں اتریں گے۔ اس لئے ہم پہلے ہی اس طرف کو چل پڑے تھے" ــــ قریب پہنچ کر صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے۔ اس قدر صحیح اندازہ لگا لیتے ہو۔ اب جلدی سے یہ اندازہ بھی لگا کر بتاؤ کہ مس جولیانا فٹز واٹر کب تک ہاں کر

دے گی۔ لیکن خیال رکھنا اپنے اندازے کی رینج ذرا کم ہی رکھنا" ــ عمران نے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تمہارے پاس اس کے علاوہ مذاق کرنے کا اور کوئی موضوع نہیں ہوتا" ــــ تنویر نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس کا اندازہ بے تُک لمبا کر دینا صفدر دو چار سو سال لمبا" عمران نے کہا اور صفدر اور صدیقی کے ساتھ ساتھ اس بار تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" صفدر کیا اندازہ لگائے گا میں بتا دیتا ہوں۔ تم دو چار سو چھوڑ دو چار ہزار سال بھی زندہ رہو تب بھی تم کنوارے ہی مرو گے" ــــ تنویر نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ حوروں کا کوٹا بڑھ جائے گا۔ سنا ہے کنواروں کے لئے اللہ میاں نے حوروں کا سپیشل کوٹا مقرر کر رکھا ہے" ــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سب اب پہاڑیوں کے اندر چل رہے تھے۔

" ارے یہ لڑکی کہاں سے آ گئی....." ــــ اچانک کیپٹن شکیل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور ان سب نے چونک کر ادھر دیکھا جدھر کیپٹن شکیل اشارہ کر رہا تھا۔ اور واقعی انہوں نے ایک مقامی لڑکی کو دور ایک چھجے دار چٹان کے نیچے سوئے ہوئے دیکھ لیا۔

" واقعی اللہ میاں بے حد مہربان ہے۔ ایک حور نمونے کے طور پر فوراً ہی بھیج دی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

" اس لڑکی کی یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ کہیں قریب ہی کوئی آبادی بھی ہے" ——— صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ واہ۔ واقعی تم اندازے کے ماہر ہو۔ میں سمجھ رہا تھا کہ شاید کسی چٹان کی بیٹی ہو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا تو صفدر خفیف ہونے کے انداز میں مسکرا دیا۔

لڑکی واقعی مدہوشی کے انداز میں پڑی سو رہی تھی کہ ان کے قریب پہنچ جانے کے باوجود اس کی نیند نہ کھلی تھی۔ اس کا لباس پھٹا پرانا اور خاصا خستہ سا تھا۔ ایک موٹی سی چھڑی بھی اس کے قریب رکھی ہوئی تھی۔

" ویسے ہمیں کسی حسینہ کی خوابگاہ میں اس طرح داخل ہونے کا کوئی اخلاقی حق حاصل نہیں ہے۔ اس لئے کیوں نہ ہم خواب گاہ کو ڈرائنگ روم میں بدل دیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈرائنگ روم میں بدل دیں۔ کیا مطلب" ——— عمران کے ساتھیوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ڈرائنگ روم میں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوتی ہیں اس لئے اگر ہم اسے جگا دیں تو باتیں شروع ہو جائیں گی اور خوابگاہ ڈرائنگ روم میں تبدیل ہو جائے گی اور ڈرائنگ روم میں تو کافی جگہ ہوتی ہے۔ وہاں تو نامحرموں کا داخلہ ممنوع نہیں ہوتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ اس نے لڑکی

کے پیر کو ٹھوکر ماری۔ لڑکی کے پیر میں پہاڑی ٹائپ کا جوتا تھا۔ لیکن جوتا بھی خاصا پھٹا پرانا سا تھا۔ لڑکی واقعی انتہائی گہری نیند سو رہی تھی۔ اس لئے پہلی ٹھوکر جو آہستہ سے ماری گئی تھی اس کا کوئی اثر اس پر نہ ہوا تو عمران نے دوسری ٹھوکر قدرے زوردار لگائی اور اس بار نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوا۔ لڑکی ہڑبڑا کر کراہی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔

" ارے ارے۔ اس قدر خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے ہم انسان ہیں بھوت اور دیو تو نہیں ہیں" ——— عمران نے حیران ہو کر مقامی زبان میں کہا۔

" تت ——— تت ——— تم۔ روسیاہی تم۔ اوہ میں اکیلی ہوں وہ" ——— لڑکی نے اٹھ کر بے اختیار اپنا سر دونوں گھٹنوں میں دیا اور انتہائی بے بسی سے رونے لگ گئی۔ اور عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ لڑکی انہیں دیکھ کر کیوں اس قدر دہشت زدہ اور خوف زدہ ہوئی تھی۔ وہ سب چونکہ روسیاہی میک اپ میں تھے۔ اور لڑکی مقامی تھی۔ لازماً روسیاہی فوجی اپنی فطرت کے مطابق مقامی لڑکیوں کی عزتیں خراب کرتے ہوں گے۔ اور انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہوں گے۔

" فکر نہ کرو لڑکی۔ ہم روسیاہی نہیں ہیں۔ الحمدللہ مسلمان ہیں۔ تم ہماری بہن ہو۔ اور مسلمان اپنی بہنوں کی عزت کرنا اچھی طرح جانتے ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو لڑکی نے بے اختیار چونک کر سر اٹھایا اس کا چہرہ رونے

اور خوف کی وجہ سے سُہم سا گیا تھا۔

" تم ـــ تم مسلمان ہو۔ مگر تم تو روسیاہی ہو۔ ظالم روسیاہی" لڑکی نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" ہم نے روسیاہوں سے بچنے کے لئے اپنے چہرے روسیاہوں جیسے بنائے ہوئے ہیں۔ بلکہ روسیاہی تو ہمارے دشمن ہیں" عمران نے جواب دیا۔

" نہیں نہیں ـــ تم روسیاہی ہو۔ تم مجھے بہلانا چاہتے ہو۔ میں تمہارے ہاتھ آنے سے مرجانا زیادہ پسند کروں گی" ـــ لڑکی نے یک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اس نے چٹان سے اپنا سر ٹکرانے کی کوشش کی۔ تاکہ خودکشی کرے۔ لیکن عمران نے پھرتی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔ لڑکی بُری طرح اس کی گرفت میں مچلنے لگی۔ مگر اُسی لمحے عمران نے کلمہ پڑھ دیا تو لڑکی کو جیسے یک لخت سکتہ سا ہو گیا۔ وہ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس نے واقعی کلمہ پڑھا ہے۔

" ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ اور سنو۔ روسیاہی فوجی ہمارے پیچھے یہاں آنے والے ہیں تاکہ وہ ہمیں قتل کر سکیں۔ کیونکہ ہم بہادرستان کے مجاہدوں کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ تمہاری یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی قریب ہی ہو گی۔ ہمیں تم وہاں لے چلو۔ تاکہ ہم وہاں فوری طور پر پناہ حاصل کر سکیں" ـــ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" کک ـــ کک ـــ کیا مطلب۔ تم مجاہدوں کی مدد کے لئے آئے ہو۔ اس کا مطلب ہے بہادرستان کے رہنے والے نہیں ہو" ـــ لڑکی نے اور زیادہ خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ہم پاکیشیائی ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ تنویر۔ صفدر۔ شکیل اور صدیقی" ـــ عمران نے اس کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیائی۔ اوہ۔ تم واقعی پاکیشیائی ہو" ـــ لڑکی ایک بار پھر انہیں اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی جیسے وہ انسانوں کی بجائے واقعی کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہوں۔

" کیوں۔ کیا پاکیشیائیوں کے سروں پر سینگ ہوتے ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

" نہیں۔ میں اس لئے حیران ہو کر تمہیں دیکھ رہی ہوں کہ بابا کہتے ہیں کہ پاکیشیائی تو بے حد عظیم لوگ ہیں وہ بہادرستانی مجاہدوں کی اس طرح مدد کر رہے ہیں کہ پوری دنیا بہادرستان کے مجاہدوں کی مخالف ہے۔ اور وہ پاکیشیا کو مجاہدوں کی مدد سے روکنا چاہتے ہیں۔ مگر پاکیشیائی سب کی مخالفت کے باوجود مجاہدوں کی مدد کر رہے ہیں۔ مجھے بابا کی باتیں سن کر پاکیشیا جانے اور پاکیشیائیوں کو دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ لیکن....." لڑکی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اس کے چہرے پر اب خوف کی بجائے مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"میرا نام گل بانو ہے۔ اور میرے بابا کا نام فراست خان ہے۔ میں بابا کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ بابا مجھ سے بے حد پیار کرتے ہیں۔ بابا بیمار تھے۔ چنانچہ میں ان کے لئے دوائی لینے کندور گئی تھی۔ بابا تو مجھے اکیلا نہ جانے دیتے تھے لیکن مجھے بابا سے بے حد محبت ہے۔ میں انہیں اس طرح بیمار نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ضد کر کے چلی گئی۔ چلتے چلتے میں تھک گئی۔ لیکن بابا کی وجہ سے میں جلد از جلد پہنچنا چاہتی تھی۔ یہاں پہنچ کر نجانے کیا ہوا کہ بس مجھے خود بخود نیند آ گئی" ـــــ گل بانو نے انتہائی معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"کندور تو یہاں سے بہت بلندی پر گاری کے قریب ہے۔ تم اتنی بلندی پر کیا پیدل گئی ہو" ـــــ عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"تم نے دیکھا ہوا ہے کندور اور گاری۔ گاری میں تو روسیاہوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہاں تو کوئی نہیں جا سکتا۔ کندور میں البتہ ہم چلتے رہتے ہیں۔ ایک خاص راستہ ہے جس کا پتہ روسیاہوں کو بھی نہیں ہے۔ دو دن لگتے ہیں کندور جانے میں" گل بانو نے کہا اور خاص راستے کا سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

اُسی لمحے دور سے ہیلی کاپٹروں کا شور سنائی دیا۔ اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔

"اوہ۔ روسیاہی ہماری تلاش کے لئے آ گئے" ـــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"روسیاہی۔ اوہ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں بستی میں لے چلتی ہوں۔ وہ خفیہ بستی ہے روسیاہی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے آؤ" ـــــ گل بانو نے بے چین لہجے میں کہا۔ اور پھر نیچے پڑی ہوئی چھڑی اٹھا کر وہ تیزی سے چٹانیں پھلانگتی ہوئی آگے کو دوڑنے لگی۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی ظاہر ہے۔ اس کے پیچھے چلنے پر مجبور تھے ہیلی کاپٹروں کا شور اب تیز ہوتا جا رہا تھا۔

"کتنی دور ہے تمہاری وہ خفیہ بستی" ـــــ عمران نے گل بانو سے پوچھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ابھی ان پہاڑیوں پر سینکڑوں کی تعداد میں چھاپہ مار افراد اتر پڑیں گے اور اس کے بعد ان کا مقابلہ تقریباً ناممکن ہو کر رہ جائے گا۔ خفیہ بستی کے الفاظ نے اُسے کچھ تسلی دی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ جب سے روسیاہوں نے پہاڑستان پر زبردستی قبضہ کیا ہے۔ تب سے ایسی جگہوں پر جہاں سے روسیاہی فوجیں قریب ہوں یا مجاہدین وہاں تک نہ پہنچ سکتے ہوں۔ وہاں مقامی مسلمانوں نے غاروں کے اندر خفیہ بستیاں قائم کر لی تھیں یہ بستیاں ایسی تھیں کہ آسانی سے ان کا پتہ نہ چلایا جا سکتا تھا۔ اس لئے گل بانو کے منہ سے خفیہ بستی کے الفاظ سن کر اُسے خاصا اطمینان ہوا تھا کہ اگر واقعی وہ خفیہ بستی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر کم از کم فوری طور پر وہ ان چھاپہ ماروں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

"اب قریب ہی ہے" ــــ گل بانو نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی دور جانے کے بعد وہ ایک چٹان کے قریب جا کر رک گئی۔ اس نے چٹان کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈالے اور زور لگایا تو چٹان ذرا سی ہٹ گئی۔ اور اتنا راستہ بن گیا جس سے ایک آدمی آسانی سے اندر جا سکتا تھا۔ وہ سب گل بانو کے پیچھے اس راستے سے دوسری طرف گئے اور گل بانو نے اندر آ کر ایک بار پھر اسی مخصوص انداز میں چٹان کو اپنی جگہ برابر کر دیا۔ یہ ایک تنگ سا راستہ تھا جو پہاڑی چٹانوں کے درمیان قدرتی طور پر بنا ہوا تھا۔ گل بانو دوڑتی ہوئی ان سے آگے اس راستے پر بڑھ گئی۔ راستہ میں نجانے کہاں سے روشنی اور تازہ ہوا خود بخود آ رہی تھی۔ ذرا سا آگے جا کر راستہ مڑا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ایک بہت بڑا غار تھا۔ پورے ہال جتنا بڑا۔ وہاں چالیس پچاس کے قریب مرد اور عورتیں موجود تھے۔ بچوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ لیکن مرد چند ہی تھے اور سب انتہائی بوڑھے۔ جب کہ عورتوں میں مختلف عمر کی عورتیں تھیں۔ نوعمر، جوان، ادھیڑ اور بوڑھی عورتیں۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے وہ سب عورتیں انتہائی خوفزدہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ خوف اور دہشت سے ان کے چہرے بگڑ سے گئے۔

"ارے ارے یہ مسلمان ہیں۔ پاکیشیائی ہیں۔ روسیاہی نہیں ہیں۔ میں بھی پہلے ڈر گئی تھی۔ مگر انہوں نے کلمہ سنایا ہے۔ یہ روسیاہیوں سے لڑنے اور مجاہدوں کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ ڈرو نہیں" ــــ گل بانو نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم بھولی ہو گل بانو۔ یہ روسیاہی بھیڑیئے ہیں۔ لیکن یہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے" ــــ اچانک ایک نوجوان لیکن خاصی قد آور اور انتہائی خوب صورت عورت نے آگے بڑھ کر کہا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اس کی پشت پر تھا۔ اس کا سرخ و حسین چہرہ اس وقت غصے سے آگ کے الاؤ کی طرح دہک رہا تھا۔ آنکھوں سے شدید نفرت اور غصے کے شعلے نکل رہے تھے۔ اور فقرہ مکمل کرتے ہی اس عورت نے یک لخت اپنا ہاتھ سامنے کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید مشین پسٹل تھا۔

"خبردار۔ حرکت نہ کرنا" ــــ اس عورت نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی عورتوں اور بوڑھے مردوں نے بھی ساتھ پڑی ہوئی لاٹھیاں اٹھا لیں۔ صرف دو بوڑھے فرش پر لیٹے رہے۔ اور حیرت سے یہ نظارہ دیکھتے رہے۔ لیکن غیرت اور غصہ اور انتقامی جذبات ان کے چہروں سے بھی پوری طرح ہویدا تھے۔

"بہت خوب۔ واقعی پہادرستان کی عورتوں کو اسی طرح بہادر اور غیرت مند ہونا چاہئے۔ اور یہی غیرت اور بہادری ہی ہے۔ جس نے روسیاہی فوجوں کو ذلت آمیز شکست اٹھا کر واپس جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ بہرحال تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ کہ بظاہر ہمارے چہرے روسیاہی ہی ہیں۔ لیکن تم مجھے کچھ پڑھی لکھی نظر آ رہی ہو۔ اس لئے میں بتا دیتا ہوں کہ ہمارے چہروں پر میک اپ ہے۔ اور اگر تم چاہو تو تمہاری تسلی کے لئے ہم تمہارے سامنے یہ میک اپ صاف بھی کر سکتے ہیں" ــــ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ تم حرکت نہیں کرو گے۔ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہیں بھون ڈالوں گی۔ تم روسیاہی ہو۔ اور روسیاہی کمینے اسی طرح کی باتیں کر کے اپنا مطلب پورا کرتے ہیں"۔۔۔۔ اس عورت نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے ہی لگی تھی۔ کہ یک لخت عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور عورت چیخ مار کر پیچھے ہٹی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا عمران کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے بھی برق رفتاری سے ریوالور نکال لئے۔

" خبردار۔ ورنہ سب کو بھون ڈالونگا"۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے آپ کو لاٹھیوں سے بچانے کے لئے بے اختیار قلابازیاں کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ ان عورتوں نے انتہائی بے خوفی سے ان پر یک لخت حملہ کر دیا تھا۔

" انہیں بے بس کر دو۔ فائر نہ کرنا۔ ورنہ باہر آواز جائے گی"۔۔۔ عمران نے اس نوجوان عورت پر چھلانگ لگاتے ہوئے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ جو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے جھولے پر جھکی تھی۔ شاید وہ وہاں سے کوئی اور ہتھیار نکالنا چاہتی تھی۔ عمران نے یک لخت اسے پکڑا اور پھر وہ عورت چیختی ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی۔ عمران نے اسے بری طرح جکڑ رکھا تھا۔ لیکن وہ عورت

واقعی پاگلوں کی طرح اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش میں تھی۔

" خبردار۔ رک جاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ۔ ہم مسلمان ہیں" عمران نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ اس کے چاروں ساتھیوں کو ان عورتوں کی لاٹھیوں سے بچنے کے لئے سرکس کے جوکروں کی طرح مسلسل اچھلنا کودنا پڑ رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اونچی آواز میں کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ کلمے کا اثر تھا کہ سب عورتیں یک لخت مجسموں کی طرح اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئیں۔ وہ عورت جس کے ہاتھ سے عمران نے مشین پسٹل چھینا تھا وہ مسلسل اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد میں مصروف تھی۔ عمران نے یک لخت اسے زور سے آگے کی طرف دھکیل دیا۔

" احمق عورت۔ تمہیں کلمے پر بھی یقین نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم۔۔۔۔ تم روسیاہی ہو۔ تم ہم پر قابو پانے کے لئے کلمہ پڑھ رہے ہو"۔۔۔۔ اس عورت نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ بری طرح ہانپ بھی رہی تھی۔ لیکن غصے اور نفرت کے شعلے اب بھی اس کی بڑی بڑی اور خوب صورت آنکھوں سے نکل رہے تھے۔

" تم فائر کھولنے والی تھیں اس لئے [illegible] تک ہم کھاتے ہیں۔ یہ [illegible] اور یہاں اس غار کے [illegible] کو معلوم ہے کہ باہر [illegible] چشمہ بھی موجود ہے۔ اسی لئے پانی [illegible] رہے ہیں۔ اور فائر [illegible] بلے نے حل کر دیا ہے"۔۔۔۔ لالہ نے اس طرح ہم تو مار [illegible]

تمہاری عزتیں ان درندہ سپاہی فوجیوں سے بچانا مشکل ہو جاتیں بہرحال
اب تم نے دیکھ لیا کہ اگر ہم تمہیں مارنا چاہتے تو ایک لمحے میں بھون
ڈالتے۔ اس لئے تم کچھ دیر رک جاؤ۔ ہم ابھی اپنا میک اپ
صاف کر دیتے ہیں۔ اور پھر تم ہماری پاکیشیائی شکلیں پہچان لو
گی"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔
"میرا پستول مجھے دے دو تم"۔۔۔ اس عورت نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اس کا مشین
پسٹل لاپرواہی سے اس کی طرف اچھال دیا۔
"کاش یہ مسلمان عورتیں نہ ہوتیں تو میں ان کی گردنیں مروڑ
دیتا۔ لیکن یہ ہیں احمق"۔۔۔ اچانک تنویر نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔
"نہیں تنویر۔ یہ احمق نہیں ہیں۔ غیرت کی وجہ سے ایسا کر رہی
ہیں۔ یہی غیرت تو بہادرستان کے باشندوں کا اصل وصف ہے"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا۔
"میک اپ باکس نکالو اور اپنا اپنا میک اپ صاف کر دو۔
انہیں پوری طرح یقین آجائے"۔۔۔ عمران نے صفدر
نمبر نے اس نوجوان عو
ساتھیوں سے کہا۔ جبکہ دوسری عورتیں جو ایک طرف سمٹ کر کھڑی
جھولے پر جھکی تھی۔ شاید وہ وہاں سے کھڑی تھیں۔ گل بانو اس
عمران نے یک لخت اسے پکڑا اور پھر وہ ملٹے ہوتے ایک سفید
سے لگ گئی۔ عمران نے اسے بُری طرح حیًا اس کا بابا

فراست خان تھا۔ چند لمحوں بعد جب۔۔۔ عمران کے ساتھیوں نے
اپنے میک اپ صاف کر دیئے تو فراست خان چیخ پڑا۔
"ہاں یہ واقعی پاکیشیائی ہیں لالہ خانم۔ بالکل پاکیشیائی ہیں۔
میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ میں تمہارے بابا کے ساتھ
کئی بار پاکیشیا گیا ہوں"۔۔۔ بوڑھے نے لیٹے لیٹے چیخ کر
کہا۔
"بابا فراست۔ کہیں یہ کوئی چال نہ ہو۔ انہوں نے ڈبل میک
اپ نہ کر رکھا ہو"۔۔۔ اس عورت جسے لالہ کہہ کر اس بوڑھے
نے پکارا تھا اور جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا متذبذب لہجے
میں کہا۔
"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسی سچوئشن سے بھی واسطہ پڑ سکتا
ہے۔ ورنہ میں آصف سرحدی سے کوئی خاص نشانی ہی لے
لیتا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کس کا نام لیا ہے تم نے"
اچانک لالہ حیرت سے پڑی۔
"آصف سر کچھ دور ایک پہاڑی ہے۔
یہاں آئے عرصے سے ہیں۔ ہم رات کو جا کر وہاں سے دراشن اکٹھا
لے آتی ہیں جو دس بارہ روز تک ہم کھاتے ہیں۔ یہ
حیرت ک
"اوہ نہایت طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ اور یہاں اس غار کے
نے پہ ایک چھوٹا سا قدرتی چشمہ بھی موجود ہے۔ اس لئے پانی
کا مسئلہ بھی اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا ہے"۔۔۔ لالہ نے

"بابا ـــــ کیا مطلب۔ کیا تم آصف سرحدی کی بیٹی ہو" ـــــ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ وہ میرے بابا ہیں" ـــــ لالہ نے انتہائی فخر بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے آصف سرحدی تو بہادرستان کے شہر کشمان کے رہنے والے ہیں اور قبیلہ کشمانی کے سردار ہیں۔ اور کشمان تو یہاں سے بہت دور ہے" ـــــ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ تم بابا کے بارے میں یہ سب کچھ جانتے ہو۔ تو پھر تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ بابا واقعی کشمانی ہیں۔ جب روسیاہی فوجوں نے اچانک بہادرستان پر قبضہ کیا تو پورے قبیلے کشمان نے ان کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے۔ میں اس وقت اپنی ماں کے ساتھ ہرات میں تھی۔ کیونکہ میری ماں کا میکہ ہرات میں تھا۔ وہاں میری ماں کو روسیاہیوں نے مار ڈالا۔ اور مجھے قید کر دیا۔ تاکہ میری وجہ سے بابا کو بلیک میل کر سکیں۔ لیکن میں اس قید خانے سے کسی طرح یقین آ جائے" ـــــ عمران جھپٹ کے اپنے عمران نے اس نوجوان عو نے وہاں ساتھیوں سے کہا۔ جو کہ دوسری عورتیں جو ایک طرف سمٹ ک کر دیا۔ جھولے پہ جھکی تھی۔ شاید وہ وہاں سے کھڑی تھیں۔ گل بانو گئے تھے۔ عمران نے یک لخت اُسے پکڑا اور پھر وہ لیٹے ہوتے ایک سفید ہڈیوں سے لگ گئی۔ عمران نے اُسے بُری طرح جھنگا۔ اس کا بابا اور

اب ہم یہاں ہیں۔ میرے بابا کو شاید یہ پتہ ہو کہ میں شہید ہو چکی ہوں۔ میں نے کئی بار کوششیں کی ہیں کہ ہم سب کسی طرح ہرات کے راستے سے نکل کر آران پہنچ جائیں لیکن ہرات میں روسیاہیوں کا مکمل قبضہ ہے۔ اس لئے ہم سب یہاں ایک لحاظ سے قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ روسیاہی فوجی ہم جیسی عورتوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم ان کے سامنے بھی نہیں آ سکتیں۔ بابا فراست بے حد بیمار تھے۔ اس لئے گل بانو ضد کر کے کندور دوا لینے چلی گئی۔ حالانکہ میں نے اُسے بے حد منع کیا۔ لیکن یہ معصوم اور بھولی بھالی بچی اپنے بابا سے دیوانگی کی حد تک پیار کرتی ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے اجازت دینی پڑی۔ اور اب یہ واپس آئی ہے۔ تو تمہیں ساتھ لے آئی ہے" ـــ لالہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں تم کھانے پینے کا سامان کہاں سے لیتی ہو۔ یہاں تو ہر طرف بنجر اور ویران پہاڑ ہیں" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے کچھ دور ایک پہاڑی ہے۔ جس میں دراش کی جھاڑیاں کثرت سے ہیں۔ ہم رات کو جا کر وہاں سے دراش اکٹھا کر کے لے آتی ہیں جو دس بارہ روز تک ہم کھاتے ہیں۔ یہ پھل انتہائی طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ اور یہاں اس غار کے پیچھے ایک چھوٹا سا قدرتی چشمہ بھی موجود ہے۔ اس لئے پانی کا مسئلہ بھی اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا ہے" ـــــ لالہ نے

جواب دیا ۔

" لیکن تم یہاں اس کسمپرسی کے عالم میں رہنے کی بجائے کندور کیوں نہیں چلی جاتیں ۔ بہرحال وہ بستی تو ہے " ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ اُسے واقعی ان عورتوں اور بوڑھوں کی انتہائی خستہ حالت دیکھ کر بے حد دکھ ہو رہا تھا ۔

" کندور بے غیرتوں کی بستی ہے ۔ وہاں کے مرد روسیاہوں کی غلامی کر رہے ہیں ۔ وہ کارگی میں جا کر ان کی خدمت اور نوکری کرتے ہیں ۔ اور روسیاہی ان کی عورتیں بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں ۔ ہم بھلا وہاں کیسے جا سکتے ہیں ۔ صرف وہاں بابا حکیم ناصر خان کا گھرانہ ایسا ہے ۔ جو مجاہدوں کا گھرانہ ہے ۔ لیکن ان کے گھرانے کے تمام مردوں اور جوان عورتوں کو بھی روسیاہوں نے مار ڈالا ہے ۔ بابا حکیم بہت بوڑھے ہیں ۔ وہ بے چارے روسیاہوں سے نہیں لڑ سکتے ۔ اور نہ کہیں آجا سکتے ہیں ۔ اس لئے مجبوراً وہاں پڑے ہوئے ہیں ۔ اور اگر ہم وہاں چلے گئے تو پھر کسی بھی وقت ان روسیاہوں کا ہاتھ ہماری عزتوں کی طرف بڑھ سکتا ہے ۔ اس لئے ہم وہاں نہیں جا سکتیں ۔ اور اس وقت کے انتظار میں ہیں ۔ جب مجاہدوں کی حکومت بہادرستان پر قائم ہو گی " ـــــ لالہ نے جواب دیا ۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی اور بات ہوتی اچانک چٹان کی طرف سے آنے والے راستے پر ایک خوف ناک دھماکہ ہوا ۔

اور عورتیں اور بچے اس خوف ناک دھماکے کی وجہ سے بے اختیار چیخ اٹھے ۔ ان سب کے چہروں پر خوف اور دہشت کے آثار نمودار ہوئے ہی تھے کہ اس سے بھی زیادہ خوف ناک دھماکہ عین ان کے سروں کے اوپر ہوا ۔ اور دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے پورا پہاڑ اس کے سر کے اوپر آگرا ہو ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ابھرنے والے تمام احساسات یک لخت فنا ہو گئے ۔ اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انتہائی پُرجوش جدوجہد سے بھرپور ناول

لاسٹ فائٹ (حصہ دوم)

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

• جن پہاڑیوں پر عمران اور اس کے ساتھیوں نے پناہ لی ـــــ ان پہاڑیوں کو ہولناک بمباری سے ریزہ ریزہ کر دیا گیا پھر ـــــ ؟

• لالہ ۔ بہادرستان کی غیرت مند بیٹی ـــ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی غیرت کا صحیح مفہوم سمجھا دیا ـــ کیسے ـــ ؟

• گاری کی پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی رُوسیاہی ٹاپ ایجنٹوں سے انتہائی ہولناک ٹکراؤ ۔ ایسا ٹکراؤ جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ تھا ۔

• لوبانو ۔ رُوسیاہ کا ایسا سپیشل ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو مکمل طور پر بے بس کر کے لالہ کی غیرت کو سرعام للکارنے کی جرأت کی ـــ کیا عمران اور اس کے ساتھی بہادرستان کی غیرت پر روسیاہی دھبہ برداشت کر سکے ۔ یا ۔ ؟

• رُوسیاہی لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کی تباہی کیلئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی لرزہ خیز جنگ کہ کوہ ہندوکش کی پہاڑیاں بموں کے دھماکوں، بے تحاشا فائرنگ کی خوفناک آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھیں ۔

• وہ لمحہ جب عمران نے بہادرستان کی غیرت مند بیٹی لالہ کو گولیوں سے اڑا دینے کا حکم دے دیا اور پھر لالہ کی چیخوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں ـــ اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی منفرد اور یادگار ناول

غدّار جولیا

مصنف مظہر کلیم ایم اے

• ـــ جولیا نے پاکیشیا اور سیکرٹ سروس سے کھلے عام غداری کر دی کیوں اور کیسے ؟

• ـــ جولیا نے اپنے ایک رشتہ دار رابرٹ کے ساتھ مل کر پاکیشیا کا قیمتی ترین طیارہ اغوا کرنے کا پلان بنایا اور پھر اس پر عمل بھی کر ڈالا ۔

• ـــ جولیا اور عمران کی دنیا کے سب سے قیمتی طیارے کے اندر خوفناک اور اعصاب شکن لڑائی ۔

• ـــ جولیا عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل گئی اور جولیا سے لڑتے ہوئے عمران کو بھی دانتوں پسینہ آگیا ۔

• ـــ جولیا نے نقاب پہنے ہوئے ایکسٹو پر اچانک حملہ کر دیا پھر کیا ہوا ۔

• ـــ جولیا نے ٹائیگر کے سر پر لوہے کا راڈ پوری قوت سے مار دیا اور ٹائیگر جولیا کو حملہ کرتے دیکھ کر حیرت سے بے حس و حرکت رہ گیا ۔ کیا ٹائیگر ہلاک ہو گیا ۔

• ـــ جولیا کی وجہ سے پاکیشیا کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان پہنچا اور عمران بے بسی سے ہاتھ ملتا رہ گیا ۔

• ـــ جولیا نے کیوں غداری کی ۔ کیا واقعی جولیا غدار تھی ؟

انتہائی منفرد پلاٹ ۔ خوفناک ایکشن ۔ اعصاب شکن سسپنس ۔

ناشران ۔ یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

ڈاگ کرائم

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ڈاگ کرائم —— ایک ایسا گھٹیا۔ قابل نفرت اور مکروہ جرم —— جس کا جال پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا تھا۔

ڈاگ کرائم —— ایسا جرم —— جسے انسانی لحاظ سے گھٹیا اور مکروہ ترین جرم کہا جا سکتا ہے۔

سردار خان —— جو ڈاگ کرائم کا سرغنہ تھا لیکن اس کی ظاہری حیثیت ایسی تھی کہ اس کی طرف کوئی شک کی نگاہ بھی نہ ڈال سکتا تھا۔

فورسٹارز —— جنہوں نے پورے ملک میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے اس جرم کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا اور مجرموں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا لیکن پھر —— ؟

فورسٹارز —— جن کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس بھیانک اور مکروہ جرم کرنے والے مجرموں کے چہروں سے نقاب اترنے لگے۔

عمران —— جس نے فورسٹارز کی مدد سے ڈاگ کرائم کے سرغنہ پر ہاتھ ڈال دیا —— مگر عمران اور فورسٹارز دونوں انتہائی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے —— کیوں اور کیسے —— ؟

کیا عمران اور فورسٹارز ڈاگ کرائم کے خاتمے اور اس کے سرغنہ کی سرکوبی میں کامیاب بھی ہو سکے —— یا —— ؟

- سرطان کی طرح پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس گھٹیا۔ قابل نفرت اور مکروہ جرم کے خلاف عمران اور فورسٹارز کی دلیرانہ جدوجہد سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔
- عمران اور فورسٹارز کی ڈاگ کرائم کے خلاف اس دلیرانہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا —— کیا عمران اور فورسٹارز اس مکروہ۔ گھٹیا اور بھیانک جرم کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے —— یا —— ؟
- انتہائی خوفناک انداز کی جدوجہد۔

بے پناہ تیز رفتار ایکشن۔ دل ہلا دینے والے واقعات اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات پر مشتمل ایک ایڈونچر ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

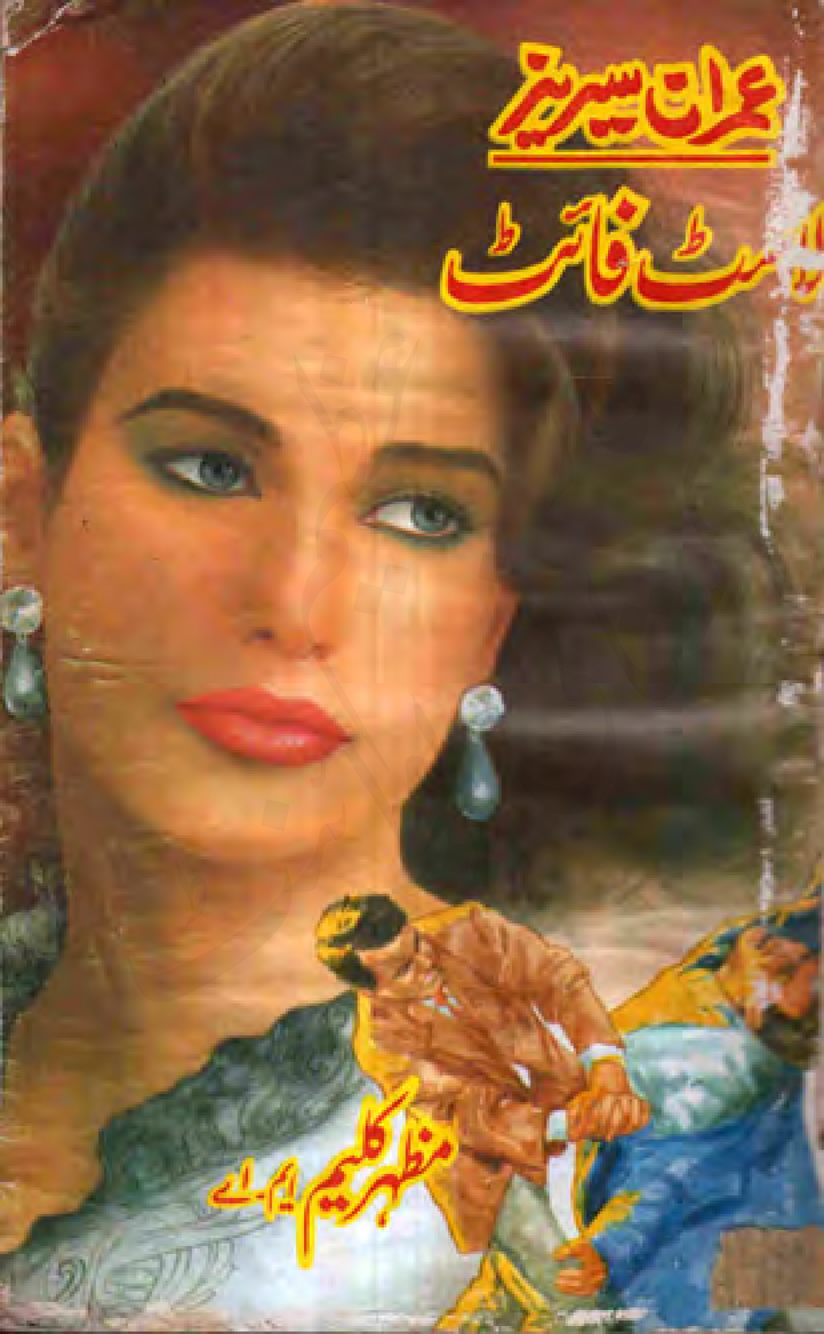
عمران سیریز
فائٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون۔ "لاسٹ فائٹ" کی کہانی اب تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس جانفروشی اور بے مثال جدوجہد سے کام لیا ہے مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔ اب آیئے آپ کے خطوط کی طرف۔

کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ سے عرفان نذیر صاحب لکھتے ہیں "عمران اب افسانوی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ایک مشورہ ہے کہ ناول لکھتے وقت وہ چیزیں استعمال کیا کریں جو ہمارے ملک میں واقعی موجود ہوں۔ آپ جو چیزیں استعمال کرتے ہیں وہ دنیا میں کہیں ہوں تو ہوں کم از کم ہمارے ملک میں نہیں ہو سکتیں"۔

عرفان نذیر صاحب! خط لکھنے کا شکریہ۔ ملک وقوم کے لئے لڑنے والے ہمیشہ افسانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں کیونکہ بہرحال ان کی جدوجہد عام سطح سے بلند تر ہی ہوتی ہے۔ جہاں تک ناول لکھنے کے لئے چیزوں کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح تشویشناک حد تک کم ہے لیکن بہرحال اتنی گئی گذری بھی نہیں کہ کاغذ، قلم اور ذہن سرے سے موجود ہی نہ ہوں اور ناول لکھنے کے لئے تو یہی تین چیزیں ہی استعمال ہوتی ہیں۔ کیا خیال ہے؟

کوٹ چھٹہ ڈیرہ غازی خاں سے محمد ابراہیم نادر لُنڈ صاحب لکھتے ہیں "آپ

کے ناولوں میں ایکشن بڑھتا جا رہا ہے اور عمران تو بس مارنا جانتا ہے مرنا جانتا ہی نہیں"۔

محمد ابراہیم نادر تنڈ صاحب! خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کو یقیناً ایکشن سے کوئی اختلاف نہیں۔ صرف اس کے بڑھنے پر اعتراض ہے۔ بہتر ہے، کوشش کروں گا کہ آپ کا بلڈ پریشر زیادہ نہ بڑھے۔ ویسے آپ بھی اسے عمران کا ہی ایکشن سمجھ کر پڑھا کیجئے۔ پھر آپ کو شکایت نہ ہوگی۔ جہاں تک مرنے مارنے کا تعلق ہے تو جاسوسی ناول میں موت ایکشن کی کمی کا ہی دوسرا نام ہوتا ہے۔ کیا خیال ہے؟

فیصل آباد سے عامر بھٹی، عظیم اور فاروق صاحبان لکھتے ہیں۔ "ہم آپ کے ناول انتہائی شوق سے پڑھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں میں اکثر لکھا جاتا ہے کہ ایسی آواز جیسے دُور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ محاورہ ہوگا لیکن اب تو زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ کیا اب بھی مندر میں کانسی کی گھنٹیاں ہی بجتی ہیں یا سونے چاندی کی گھنٹیاں بھی بجنے لگی ہیں"۔

عامر بھٹی، عظیم اور فاروق صاحبان! ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ کانسی کی گھنٹیاں اپنی مخصوص آواز کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ویسے آپ کی بات درست ہے کہ زمانہ ترقی کر گیا ہے اس لئے اب محاورے بھی تبدیل ہونے چاہئیں لیکن پھر سونے چاندی کی گھنٹیاں ہی کیوں بجیں، الیکٹرک بیل۔ بزر۔ بلکہ فون کی گھنٹیاں بجنی چاہئیں۔ کیا خیال ہے؟

ڈیرہ غازیخان سے محترمہ شازیہ صاحبہ لکھتی ہیں۔ "آپ کے ناول پڑھنے کے بعد مجھے ہمیشہ یہی احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس قدر تخلیقی ذہن بخشا ہے اور خاص طور پر آپ کے پاکیزہ خیالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اچھے مسلمان بھی ہیں۔ آپ اپنے قلم سے نوجوان نسل کی جس طرح کردار سازی کر رہے ہیں اس کا یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا"۔

محترمہ شازیہ صاحبہ! خط لکھنے کا شکریہ۔ کردار کی پاکیزگی ہی انسان کو انسان بناتی ہے ورنہ انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد مشکور ہوں کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے کہ میں اپنے ملک کے نوجوانوں کی کردار سازی پر کام کر سکوں اور مجھے ملنے والے بے شمار خطوط میری ان کوششوں کا بین ثبوت بھی پیش کرتے رہتے ہیں آپکی دعاؤں کا شکریہ۔

راولپنڈی سے عبدالوحید صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے نئے ناول بے حد پسند تھے لیکن اب آپ کے ناولوں میں سسپنس اور مزاح تو بڑھتا جا رہا ہے لیکن ایکشن کم ہوتا جا رہا ہے حالانکہ جاسوسی ناول میں ایکشن کے بغیر لطف ہی نہیں آتا۔ ایکشن تو زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ ایکشن [illegible] زیادہ جگہ دیں گے"۔

عبدالوحید صاحب! ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ایکشن کا زیادہ یا کم ہونا ناول کی کہانی اور خاص طور پر مخصوص سچوایشنز کی بنا پر ہوتا ہے۔ ایکشن وہاں آتا ہے جہاں سچوایشن اور کہانی کی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض کہانیوں میں ایکشن آپ کو کم محسوس ہوتا ہے اور بعض میں زیادہ۔ امید ہے وضاحت ہو گئی ہوگی۔

بہاولپور ایس۔ ای کالج سے ریحان معظم قریشی صاحب لکھتے ہیں۔ "میں کالج میں لیکچرار ہوں۔ پہلے میں اپنے شاگردوں کو آپ کے ناول پڑھنے سے روکتا تھا لیکن پھر ایک روز میں نے صرف یہ دیکھنے کے لئے آپ کا ناول پڑھا کہ آخر نوجوان آپ کے ناولوں کے اس قدر دیوانے کیوں ہوتے ہیں؟ پہلے میرا خیال تھا کہ عام مصنفین

کی طرح آپ کے ناولوں میں بھی سیکس کی زیادتی ہو گی لیکن آپ کا ایک ناول پڑھنے کے بعد دلچسپی اس قدر بڑھ گئی کہ اب میں نے نہ صرف آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول پڑھ لئے ہیں بلکہ ہر ماہ آپ کے نئے ناولوں کا شدت سے انتظار رہتا ہے اور اب میں خود اپنے شاگردوں کو آپ کے ناول پڑھنے کی تلقین کرتا رہتا ہوں کیونکہ آپ کے ناولوں میں حب الوطنی، پاکیزہ کرداری، معیاری مزاح اور سماجی برائیوں کے خلاف جدوجہد کو انتہائی دلکش انداز میں پیش کیا جاتا ہے اور واقعی ناولوں کے پڑھنے سے نہ صرف قاری کا ذہنی افق وسیع ہوتا ہے بلکہ زندگی میں بھرپور جدوجہد کرنے کا جذبہ بھی ابھرتا ہے۔ آخر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ "۔

محترم ریحان معظم قریشی صاحب۔ خط لکھنے اور کتابوں کی پسندیدگی کے لئے بیحد مشکور ہوں۔ آپ نے اپنے خط میں میرے ناولوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار کیا ہے میں اس کیلئے بھی آپ کا بیحد شکر گذار ہوں۔ جاسوسی ناولوں کے بارے میں واقعی عام تاثر یہی ہے کہ اس میں سوائے رطب و یابس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جب لکھنے والے کے ذہن میں کوئی نیک مقصد موجود ہو تو پھر جاسوسی ناولوں کے محدود دائرے میں رہ کر بھی اس مقصد کے حصول کیلئے جدوجہد کی جا سکتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے صرف عام تاثر پر ہی انحصار نہیں کیا۔ میں اس کے لئے ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

"یہ لوگ ان پہاڑیوں پر اترے ہیں۔ یہاں سے کہاں جا سکتے ہیں۔ یقیناً یہیں کسی غار میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ بہر حال ہم [illegible] ان چٹانوں کو [illegible] میں انہیں زندہ یا مردہ ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتا ہوں" ــــ کرنل نادوک نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ وہ میجر کاف اور کیپٹن لاکوش کے ساتھ ایک اونچی چٹان پر اکڑے ہوئے انداز میں کھڑا تھا۔ اسی چٹان پر ہی وہ ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ جس پر سوار ہو کر کرنل ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچا تھا۔ پہاڑیوں میں ہر طرف سینکڑوں کی تعداد میں مسلح مسلح سپاہی دوڑتے پھر رہے تھے۔ یہ سب چھاتہ بردار تھے۔ جگہ جگہ ان کے ہیلی کاپٹر بھی کھڑے نظر آ رہے تھے۔ میجر کاف شیر سنگھ کے اڈے سے جب ایئر بیس پر پہنچا تو وہاں موجود سیکنڈ کمانڈر پہلے ہی

ایک جنگی جہاز کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے لئے روانہ کر چکا تھا کیونکہ پی۔اے کو کمانڈر چیکوف نے جب اُسے میجر کاف کی بات بتائی تو اس نے خود ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر سے رابطہ قائم کیا تھا اور جب ہیلی کاپٹر میں موجود کمانڈر چیکوف اس کے نام والے سوال کو ٹال گیا تو اُسے یقین آ گیا اور جب میجر کاف اور کیپٹن لاکوش وہاں پہنچے تو جنگی جہاز کے پائلٹ نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دی کہ ہیلی کاپٹر تو ہٹ ہو چکا ہے۔ لیکن اس نے اس میں سے کود کر نیچے پہاڑیوں میں اترتے ہوئے تین چار پیراشوٹ دیکھے گئے ہیں۔ اس اطلاع پر میجر کاف نے فوراً چھاتہ برداروں کو وہاں اترنے اور ان لوگوں کے خلاف کا ہنگامی آرڈر دے دیا۔ اور خود بھی وہ لاکوش کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر یہاں پہنچ گیا تھا۔ لیکن یہاں انہوں نے ساری پہاڑیاں چھان ماریں۔ لیکن کہیں عمران اور اس کے ساتھی نہ مل سکے۔ اور ابھی چند لمحے پہلے کرنل نارووک خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تھا۔ اُسے شاید سیکنڈ کمانڈر نے پوری تفصیل بتا دی تھی۔ یہاں پہنچتے ہی جب میجر کاف نے اُسے ناکامی کی رپورٹ دی تو اس نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے پہاڑیوں پر بموں کی بارش کر دینے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی پہاڑیاں بموں کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھیں۔ ہر طرف پتھر فضا میں اڑتے دکھائی دینے لگے۔ سینکڑوں کی تعداد میں جگہ جگہ بم مارے گئے۔ اور پھر بموں کی یہ بارش جب رک گئی تو چھاتہ برداران کے نتیجے کو چیک کرنے کے لئے

ہر طرف پھیل گئے۔

"اب ان کی لاشیں لازماً مل جائیں گی" ـــــ کرنل نارووک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن کچھ دیر بعد ہر طرف سے یہ رپورٹیں ملیں کہ بموں کے نتیجے میں کسی انسان کی لاش کا ٹکڑا تک دستیاب نہیں ہوا تو کرنل نارووک کا چہرہ قدرے بجھ سا گیا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں کے پاس کوئی خاص قسم کے پیراشوٹ ہوں اور یہ جنگی جہاز کے واپس جانے کے بعد ان کے ذریعے اپنا رخ موڑ کر جاتوک پہاڑیوں کی طرف نکل گئے ہوں کیونکہ جاتوک پہاڑیوں کی طرف سے آسانی سے گادی تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر وہ یہاں اترتے تو لازماً اب تک ان کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور مل جاتا ـــــ میجر کاف نے کہا۔

"ہاں۔ آپ کی یہ بات قطعی درست ہے یہاں پہنچتے تو لازماً ان کا پتہ چل جاتا۔ تو پھر ہمیں انہیں وہاں تلاش کرنا چاہیئے" ـــــ کرنل نارووک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان کا مشن تو جی۔ٹی۔ دن کی تباہی ہے۔ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ توجہ اس طرف کرنی چاہیئے۔ جاتوک پہاڑیاں بے حد وسیع و عریض ہیں۔ وہاں چند افراد کی فوری تلاش ناممکن ہے۔ اس لئے ایسا ہونا چاہیئے کہ گادی کے خفیہ حصار کے نیچے چاروں طرف لاسو ایجنٹوں کا جال پھیلا دیا جائے تاکہ وہ جس طرف سے بھی گادی یا جی۔ٹی۔ دن کی طرف بڑھیں ان کو نہ صرف روکا جا سکے بلکہ آسانی سے ان کا خاتمہ بھی

کیا جا سکے" ــــ کیپٹن لاکوشس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اتنی جلدی ان تمام علاقوں میں کیسے لاسو ایجنٹ پھیلائے جا سکتے ہیں" ــــ کرنل نادوک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے باس۔ جب تک ہم یہ انتظامات کریں گے یہ شیطان لوگ کچھ نہ کچھ کر گزریں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنا ہیڈ کوارٹر عارضی طور پر گاری میں ہی قائم کر لینا چاہیئے۔ یہ لوگ بہرحال وہاں پہنچیں گے" ــــ میجر کاف نے کہا۔

"لیکن گاری تک یہ کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ گاری کے ارد گرد تو زبردست حفاظتی نظام موجود ہیں" ــــ کرنل نادوک نے کہا۔

"باس۔ گاری میں ارد گرد موجود چھوٹی چھوٹی بستیوں کے لوگ خدمت کے لئے آتے رہتے ہیں انہیں باقاعدہ پاس جاری کئے گئے ہیں۔ اور ان کی باقاعدہ چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔ لیکن یہ عام مجرم یا ایجنٹ نہیں ہیں۔ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ آپ خود سوچیئے جس طرح وہ مشاہدے سے ہرات پہنچے ہیں اور پھر جس طرح آپ کے محل سے نکل کر وہ شیر سنگھ کے اڈے اور پھر وہاں سے کمانڈر چیکوف کو قتل کر کے ہیلی کاپٹر لے اڑے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ گاری میں موجود عام فوجیوں کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ اور اب جب کہ یہ لوگ غائب ہو چکے ہیں۔ ہمیں گاری کو صرف یہ کہہ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے کہ وہاں حفاظتی انتظامات موجود ہیں" ــــ میجر کاف

نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو میجر کاف۔ بالکل ٹھیک کہتے ہو مجھے اندازہ بھی نہ تھا کہ یہ لوگ اس قدر خطرناک اور عیار بھی ہو سکتے ہیں۔ انتہائی مضبوط زنجیروں میں جکڑے ہونے کے باوجود جس طرح انہوں نے مجھے مادام کازن اور مسلح سپاہیوں کو بے ہوش کر دیا مجھے اب تک اس کی سمجھ نہیں آ سکی۔ اور پھر انہوں نے اس پُراسرار انداز میں وہ زنجیریں بھی گلا ڈالیں اگر مادام نتاشا انہیں جکڑ نہ دے دیتی تو دوسرے سپاہیوں کی طرح یہ مجھے اور مادام کازن کو بھی ہلاک کر ڈالتے۔ اس لئے یہ واقعی انتہائی خطرناک ترین گروپ ہے۔ میں نے ان کی جو فائل پڑھی ہے اس پر مجھے قطعی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن اب مجھے اس فائل پر مکمل یقین آ گیا ہے۔ اس لئے تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں واقعی پوری توجہ گاری پر رکھنی چاہیئے۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھ بہترین لاسو ایجنٹوں کی معقول تعداد لے جا کر گاری میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر لو۔ اور جب تک ان لوگوں کا حتمی طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا تم وہیں رہو گے۔ ہرات میں تمہاری جگہ کیپٹن لاکوشس ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہو گا۔ اور تم سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے روزانہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ دیتے رہو گے" ــــ کرنل نادوک نے حتمی انداز میں فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ اب کسی صورت بھی میرے ہاتھوں بچ کر نہ جا سکیں گے۔ میں ان کے کام کرنے کا انداز

اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ میں انہیں ہر صورت میں ٹریس کر کے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ گاری کے تمام فوجی میرے انڈر کام کریں تاکہ میں اپنی سہولت کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کر سکوں" میجر کاف نے جواب دیا۔

" ایسا ہی ہوگا۔ آؤ اب واپس چلیں تاکہ میں روسیاہ بات کر کے گاری کے متعلق احکامات بھی لے لوں۔ اور وہاں سے پوما ہیلی کاپٹرز بھی منگوالوں۔ تم اس دوران بہترین ایجنٹ منتخب کر لو۔ تاکہ فوری طور پر تم گاری پہنچ سکو"۔۔۔ کرنل نارووک نے کہا اور اس کے بعد واپسی کے احکامات جاری کر دیئے گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد سب ہیلی کاپٹر چھاتہ برداروں کو لے کر ان پہاڑیوں سے اڑ کر ہرات کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران کو ہوش آیا تو درد کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ اُسے احساس ہوا کہ اس کے منہ میں پانی ڈالا جا رہا ہے۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے لالہ کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی برتن تھا۔ جس سے وہ اس کے منہ میں پانی ڈال رہی تھی۔

" اوہ۔ کیا میں واقعی زندہ ہوں"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" ہاں۔ تم اور تمہارے ساتھی زندہ ہیں۔ میں بھی زندہ ہوں لیکن۔۔۔۔۔ "۔۔۔ لالہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی آنکھیں پونچھنا شروع کر دیں۔ وہاں ہلکی سی روشنی تھی۔ اور ہر طرف چھوٹے بڑے پتھر بکھرے

" وہ سب شہید ہوگئے ہیں۔ معصوم گل بانو جو اپنے بابا کے لئے اتنی مشقت کر کے دوا لائی تھی۔ اس کا بابا۔ ساری عورتیں سارے بچے۔ سب شہید ہوگئے ہیں۔ یہ سب تم لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم ہی ان کے قاتل ہو۔ کاش گل بانو باہر نہ جاتی۔ تو ان پر یہ قیامت نہ ٹوٹتی " ـــــ لالہ نے یک لخت گھٹنوں سے سر اٹھا کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" شہید ہوگئے ہیں۔ سب اکٹھے۔ کیسے۔ کہاں ہیں وہ " ـــــ عمران لالہ کی بات سن کر اس قدر حیرت زدہ ہوا کہ اس کے ہاتھ سے برتن چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

" آؤ میرے ساتھ۔ تمہیں دکھاؤں۔ دیکھو اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں۔ دیکھو معصوم بے گناہوں کی لاشیں۔ کاش تم یہاں نہ آتے " ـــــ لالہ نے کہا اور اٹھ کر اس دیوار نما چٹان کی ایک سائیڈ کی طرف بڑھ گئی۔ عمران ہونٹ چباتا ہوا اس کے پیچھے بڑھا۔ اتنی ساری بے گناہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کی اس طرح ہلاکت نے واقعی اس کا دماغ ماؤف سا کر دیا تھا۔ دیوار کی سائیڈ میں چھوٹا سا خلا تھا۔ جس میں سے بمشکل عمران گھسٹ کر دوسری طرف گیا اور پھر واقعی اس کے چہرے پر گہری افسردگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ یہاں ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ اور ہر طرف عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں کی لاشوں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ معصوم گل بانو اپنے بابا کے جسم سے ابھی

ہوئے تھے۔

" کیا ہوا۔ تم رو کیوں رہی ہو " ـــــ عمران نے جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر ادھر زمین پر پڑے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی زخمی تھے عمران کے سر میں شدید ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں۔ عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ رکھا تو اسے چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی وہ سمجھ گیا کہ اس کا سر زخمی ہے۔

" تمہارے ساتھی زخمی ہیں۔ لیکن زندہ ہیں۔ پانی لو اور اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ " ـــــ لالہ نے جس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ برتن عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور خود اس نے وہیں بیٹھ کر اپنا سر گھٹنوں میں دے دیا۔ اس کا ہلتا ہوا جسم ظاہر کر رہا تھا کہ وہ بلک بلک کر رو رہی ہے۔

عمران نے ہونٹ بھینچ کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس جگہ وہ موجود تھے۔ اس سے آگے ایک بڑی چٹان کسی دیوار کو دیئے جانے والے پشتے کی طرح اوپر سے نیچے فرش تک چلی گئی تھی۔ اس طرح یہ ایک چھوٹا سا کمرہ سا بن گیا تھا۔ لیکن لالہ کے علاوہ اور کوئی عورت۔ بچہ بوڑھا۔ کوئی نظر نہ آرہا تھا۔

" باقی عورتیں۔ گل بانو۔ اس کا بابا۔ وہ سب کہاں ہیں یہاں تو کوئی نظر نہیں آرہا " ـــــ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تک چمٹی ہوئی تھی اور ایک بڑی سی چٹان نے ان دونوں کو اکٹھا ہی کچل دیا تھا۔ اس طرح کافی بڑے بڑے چٹان نما پتھروں نے واقعی ان سب کو ہلاک کر دیا تھا۔ عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اور شاید زندگی میں پہلی بار اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر بتر ہو گئیں۔ ہزاروں افراد کی ہلاکت سے بھی اس پر کبھی اس طرح کی کیفیت طاری نہ ہوئی تھی۔ جو کیفیت ان معصوم۔ اور بے گناہ افراد کی اس طرح کی ہلاکت کی وجہ سے اس پر طاری ہو گئی تھی۔ اور ایک چٹان نے جھک کر بالکل اس طرح کی دیوار سی بنا دی تھی۔ کہ اوپر سے اندر کچھ نظر نہ آسکتا تھا لیکن باقی چھت کی چٹانوں نے نیچے گر کر ان سب کو شہید کر دیا تھا یقیناً وہ خوفناک دھماکہ عین اس جگہ پر ہوا تھا جہاں نیچے یہ سب لوگ تھے۔ اور ہم نے اوپر چھت کی چٹانوں کو توڑ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ یہ تو دو بڑی چٹانوں نے ٹوٹ کر آپس میں مل کر انہیں ڈھانپ لیا تھا۔ ورنہ تو وہ سب اوپر سے صاف دکھائی دے جاتے۔

"میں وعدہ کرتا ہوں لالہ۔ کہ ان سب معصوم شہیدوں کے بدلے رو سیاہوں کو عبرت ناک موت سے دوچار کر دوں گا۔ میں ان شہیدوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا"۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔ جدھر سے وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکتا تھا۔ اس کے چہرے پر

اس وقت واقعی چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ لالہ وہیں رہ گئی تھی۔ اس کے ساتھی بھی اس کی طرح معمولی زخمی تھے۔ صرف چوٹوں کی وجہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سب ہی ہوش میں آگئے۔ اور جب عمران نے انہیں پوزیشن بتائی تو ان سب کے چہروں پر ان بیگناہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی شہادت پر انتہائی دکھ اور افسوس کے آثار ابھر آئے۔ خاص طور پر وہ معصوم گل بانو کی شہادت پر بجید دکھی تھے۔

"قدرت کو ہماری زندگی مقصود تھی۔ کہ ہم ان لوگوں سے ہٹ کر کھڑے تھے اور ہم عین اس جگہ آکر گرا جہاں نیچے یہ لوگ موجود تھے۔ اور اس جگہ کی بڑی چٹانوں نے تو نیچے جھک کر ہمیں بھی اوپر سے ڈھک لیا اور ان کی لاشوں کو بھی۔ لیکن دوسری چھوٹی چٹانوں نے ان لوگوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا۔ ویسے ان بے چاروں پر یہ مصیبت واقعی ہماری وجہ سے ہی آئی ہے اور ہمیں ہی ان معصوموں کا انتقام لینا ہو گا"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بالکل لیں گے عمران صاحب۔ وہ مس لالہ بھی ان کے ساتھ ہی شہید ہو گئی ہیں کیا۔ حالانکہ وہ تو ہمارے ساتھ کھڑی تھیں"۔۔۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بچ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے لالہ اس خلا میں سے نکل کر ان کی طرف آگئی۔

"ہمیں سب سے پہلے باہر کی صورت حال دیکھنی چاہیئے۔ کہ وہ لوگ موجود ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد آئندہ کا کوئی پروگرام سیٹ

کیا جا سکتا ہے" ___ عمران نے اس سرنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس طرف سے وہ اندر آئے تھے۔

" تم یہیں ٹھہرو۔ میں دیکھتی ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچایا ہے۔ اس سے مجھے احساس ہو گیا ہے کہ وہ تم سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے۔ اور شاید مجھے بھی اس نے اس لئے زندہ رکھا ہے کہ میں اس کام میں تمہاری مدد کر سکوں" ___ لالہ نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے بیرونی راستے کی طرف مڑ گئی۔

" شکر ہے۔ لالہ پر چھا جانے والی جذباتیت ختم ہو گئی ہے۔ ورنہ اسے سنبھالنا خاصا مشکل ہو جاتا" ___ عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ گل بانو معصوم بچی ہے جب کہ لالہ تعلیم یافتہ اور ذہنی طور پر خاصی میچور لڑکی ہے۔ اس لئے گل بانو کی بجائے لالہ اگر کنڈور کی طرف ہماری راہنمائی کرے گی تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اور لالہ شاید ان عورتوں کو یہاں چھوڑ کر ہمارے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوتی اس لئے قدرت نے اسے بچا کر باقی سب کو شہادت کی موت نصیب کر دی" ___ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد لالہ واپس آ گئی۔

" باہر کوئی نہیں ہے۔ ویسے انہوں نے پہاڑیوں پر بے تحاشا

بمباری کی ہے۔ ساری پہاڑیاں ہی ان بموں کی وجہ سے الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی ہیں۔ کیا یہ سب کچھ صرف تم پانچ افراد کے لئے کیا گیا ہے۔ کیا واقعی تمہاری اتنی اہمیت ہے" ___ لالہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اہمیت ہماری نہیں ہمارے مقصد کی ہے۔ لالہ ہم ایک ایسے اہم ترین مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جس سے لاکھوں مجاہدین کی زندگیوں پر منڈلانے والی موت کا خطرہ دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پورے بہادرستان میں پھیلے ہوئے لاکھوں مجاہدوں کو ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتارنے اور اس طرح بہادرستان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روسیاہ کا غلام بنانے کے لئے روسیاہوں نے ایک خوفناک ایجاد کی تیاری شروع کر رکھی ہے۔ اور یہ خوفناک ایجاد کاری کے قریب کسی خفیہ لیبارٹری میں تیار ہو رہی ہے۔ اس کی تکمیل کا وقت بے حد قریب آ چکا ہے۔ جیسے ہی یہ ایجاد مکمل ہوئی یہ ظالم لوگ اسے مجاہدوں کے خلاف استعمال کر دیں گے۔ اور تم تو ان بے گناہ عورتوں اور بچوں کی شہادت پر مغموم ہو رہی ہو۔ ہمیں بھی اس کا بے حد دکھ ہے۔ لیکن ہم لاکھوں مجاہدوں کو بے بسی کی موت سے بچانے اور بہادرستان کو ہمیشہ کے لئے روسیاہوں کا غلام بن جانے سے روکنے کے لئے میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن ہمیں مجاہدوں اور ان کے عظیم مقصد کی بہرحال پرواہ ضرور ہے۔ اور روسیاہوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم کس مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس

لئے اب تم خود سوچ سکتی ہو۔ کہ انہوں نے بظاہر ہم پانچ افراد کے لئے ان پہاڑیوں پر کیوں اس قدر خوفناک بمباری کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور لالہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" اوہ اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو تم میرے تصور سے بھی زیادہ عظیم ہو۔ تم پہاڑستانی نہیں ہو۔ لیکن اس کے باوجود پہاڑستان کی آزادی کے لئے اس کے دشمنوں سے موت کی جنگ لڑ رہے ہو۔ تم بے حد عظیم ہو۔ میں اپنے رویے اور اپنی باتوں پر انتہائی شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دو پلیز"۔۔۔ لالہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے وہ عمران کے پیروں کی طرف جھکنے لگی۔

" ارے ارے۔ میں نے مردانہ جوتے پہن رکھے ہیں۔ یہ لے کر کیا کرو گی۔ میں تمہارے لئے زنانہ جوتے منگوا دوں گا"۔۔۔ عمران نے جلدی سے پیچھے ہٹتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور لالہ بے اختیار چونک کر سیدھی ہوئی اور انتہائی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔

" جوتے۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ لالہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جوتوں کا مطلب جوتا ہی ہوتا ہے۔ چاہے وہ زنانہ ہو یا مردانہ۔ ویسے ان کا مطلب ان گنجے شوہروں سے پوچھو تو وہ زیادہ وضاحت کر سکتے ہیں۔ کہ بظاہر نرم و نازک نظر آنے والے زنانہ جوتے کس طرح کھوپڑی کے بال صاف کر دیتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" میں تو تمہارے پیر چھو رہی تھی۔ تاکہ تمہاری عظمت کا اعتراف کر سکوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ لالہ واقعی عمران کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

" اوہ اچھا۔ سوری۔ میں سمجھا تمہیں میرے جوتے پسند آ گئے ہیں۔ اور تم انہیں اتارنا چاہتی ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لالہ بے اختیار ہنس پڑی۔

" اب تم یہاں کھڑے یہی فضول باتیں ہی کرتے رہو گے یا کوئی کام بھی ہو گا"۔۔۔ اچانک تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی لالہ سے ایسی باتیں اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تھیں۔

" کام تو تم نے کرنا ہے تنویر۔ تم اس کام میں ویسے بھی بڑے ماہر ہو۔ اور پھر یہ تو بڑا نیک کام ہے۔ اللہ اس کا اجر بھی بہت دے گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں نے کرنا ہے۔ نیک کام۔ اجر۔ کیا مطلب"۔۔۔ تنویر واقعی عمران کی بات سن کر حیران ہو گیا تھا۔

" شہیدوں کو دفنانے کا کام۔ اب ہم شہیدوں کو دفنائے بغیر تو نہیں جا سکتے"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" اوہ تو مسٹر تنویر گورکن ہیں۔ مگر۔۔۔۔۔"۔۔۔ لالہ نے حیران ہو کر کہا۔

" میں دشمنوں کی قبریں کھودتا ہوں مس لالہ۔ دوستوں کی نہیں۔ اس کا ماہر یہ عمران ہے" ـــــ تنویر نے بُری طرح بھناتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" چلو تم نے تسلیم تو کر لیا کہ تم گورکن ہو۔ باقی رہے دوست دشمن تو لاشیں بہرحال لاشیں ہی ہوتی ہیں۔ دوستوں کی ہوں یا دشمنوں کی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر ظاہر ہے کیا جواب دیتا۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش ہو گیا۔

" عمران صاحب۔ اگر واقعی یہ کام کرنا ہے تو پھر اسے فوراً شروع کر دینا چاہئے۔ شام ہونے والی ہے اور رات کو ظاہر ہے یہ کام آسانی سے نہ ہو سکے گا۔ لیکن یہاں پہاڑیوں میں قبر کس سے کھودی جائے گی" ـــــ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کچھ زیادہ تردد کی ضرورت نہیں ہے صفدر۔ ہم مل کر انہی ترچھی گری ہوئی چٹانوں کو زور لگا کر ان کے اوپر اس طرح ڈال دیں گے کہ یہ مکمل طور پر ڈھک جائیں گے۔ آؤ میرے ساتھ۔ یہ کام باہر سے کرنا ہو گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ سب باہر کی طرف چل پڑے۔

" اور پھر واقعی ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد وہ ان چٹانوں کو کھسکا کر ان کے نیچے موجود شہیدوں کو ایک لحاظ سے دفن کر دینے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ لیکن ظاہر ہے ایسا کرتے وقت ان سب کے دل شدید غم سے بُری طرح بوجھل ہو رہے تھے۔ لالہ ایک طرف خاموش بت بنی بیٹھی ہوئی ـــــ انہیں کام کرتے دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ

اردگرد پھیلی ہوئی چٹانوں کی طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا۔

شام پڑ چکی تھی اس لئے وہ سب وہیں باہر ہی ایک مسطح چٹان پر بیٹھ گئے۔

" میں تمہارے لئے جا کر پھل لے آؤں۔ پانی تو یہاں قریب ہی موجود ہے" ـــــ لالہ نے ایک طویل سانس لے کر کراہتے ہوئے کہا۔

" ٹھہرو۔ ہم سب ساتھ چلتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ لالہ کے ساتھ چلتے ہوئے اس پہاڑی پر پہنچ گئے۔ جہاں ان پھلوں کی جھاڑیاں واقعی کثرت سے موجود تھیں۔ عمران کے کہنے پر کافی بڑی تعداد میں پھل توڑ لئے گئے۔ اور پھر واپس آ کر انہوں نے یہ کیلے ذائقے والے پھل کھائے اور چشمے سے پانی پینے کے بعد وہ دوبارہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔

" اب تم بتاؤ لالہ۔ تم اس کام میں ہماری کیا مدد کر سکتی ہو ہمیں ہر صورت میں اس لیبارٹری تک پہنچنا ہے اور اس کے لئے ہمیں پہلے گاڑی جانا ہو گا" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں تو ظاہر ہے اب یہاں اکیلی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے مجھے تو اب ہر صورت میں تمہارے ساتھ رہنا ہے۔ لیکن گاڑی یا کنہ دریا کوئی اور کھلی آبادی تو ہماری دشمن ہیں وہاں تو سب ویسے ہی جاسوس اور مخبر رہتے ہیں" ـــــ لالہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ہمیں ان حکیم صاحب تک پہنچا سکتی ہو۔ جو کنندور میں رہتے ہیں۔ اور جن کا پورا خاندان بقول تمہارے شہید کر دیا گیا ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بابا حکیم۔ ہاں مگر وہاں بھی تو ......" ـــــ لالہ نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"تو پھر چلو۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب رات پڑنے والی ہے۔ اب تو ان پہاڑیوں کا سفر ناممکن ہے۔ ہم سب کسی بھی گہری کھائی میں گر کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ البتہ صبح ہوتے ہی ہم چل پڑیں گے۔ بابا حکیم تک تو میں تمہیں پہنچا دوں گی۔ لیکن یہ بتا دوں کہ کنندور میں کوئی ہمارا دوست نہیں ملے گا" لالہ نے کہا۔

"تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور لالہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میجر کاف نے گارڈی کی ایک اونچی پہاڑی چوٹی پر بنی ہوئی عمارت کو اپنے ہیڈ کوارٹر کے طور پر پسند کیا تھا۔ اور پھر اس نے اس عمارت میں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر قائم کر لیا۔ وہ اپنے ساتھ بیس انتہائی ہوشیار اور تیز طرار لاسو ایجنٹ لے آیا تھا۔ اور ان بیس ایجنٹوں کو اس نے گارڈی کے مختلف اہم ترین چیکنگ سنٹرز پر تعینات کر دیا تھا۔ ہر لاسو ایجنٹ کے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر تھا۔ تاکہ وہ کسی بھی وقت میجر کاف کو رپورٹ دے سکیں۔ کرنل نادک نے جب روسیاہی حکومت کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دی تو انہوں نے بھی اسے تمام تر توجہ گارڈی پر مرکوز کرنے کی ہدایات دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی گارڈی میں موجود فوجیوں کے انچارج میجر آنوف کو باقاعدہ احکامات بھجوا دیئے گئے۔ کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یقینی طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ میجر کاف اور

لاسو گاری کے مکمل انچارج رہیں گے اور پھر روسیاہ سے فوری طور پر پوما ہیلی کاپٹر روانہ کئے گئے۔ اس طرح آج صبح میجر کاف اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ گیا تھا۔ چونکہ یہاں ہر قسم کا سائنسی سامان اور اسلحہ وغیرہ وافر مقدار میں موجود تھا۔ اس لئے انہیں اسلحہ ساتھ لے آنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان کا استقبال میجر آنوف نے کیا تھا۔

اور پھر میجر کاف نے سب سے پہلے اس عمارت کو جسے عام طور پر ریڈ ہاؤس کہا جاتا تھا۔ اپنے ہیڈ کوارٹر کے لئے پسند کیا تھا۔ عمارت چونکہ سرخ پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ اس لئے شاید اس کا نام ریڈ ہاؤس رکھا گیا تھا۔ میجر آنوف لاسو کے ایجنٹوں کو اردگرد پہاڑیوں میں قائم کئے گئے چیکنگ سنٹرز میں چھوڑنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اور اس کی واپسی تک میجر کاف گاری اور اس کے اردگرد موجود پہاڑیوں کے تفصیلی نقشے کو چیک کرنے میں مصروف تھا۔ تاکہ یہ اندازہ لگا سکے کہ عمران اور اس کے ساتھی کس طرف سے گاری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ اس وقت ریڈ ہاؤس کے ایک دفتر نما کمرے میں بیٹھا سامنے رکھے ہوئے نقشے کو غور سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ کہ دروازہ کھلا اور میجر کاف نے چونک کر سر اٹھایا تو دروازے سے لمبا تڑنگا میجر آنوف اندر داخل ہو رہا تھا۔ میجر آنوف روسیاہ کی ملٹری انٹیلی جنس کے ڈیفنس شعبے سے متعلق تھا۔ اور شاید اس لئے یہاں گاری کی حفاظت کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا تھا۔ بہرحال جب سے یہاں لیبارٹری کا قیام عمل میں آیا تھا۔ میجر آنوف ہی یہاں کا انچارج تھا۔ اس لئے

وہ اس پورے علاقے سے اچھی طرح واقف تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں نقشے میں میجر" ـــــ میجر آنوف نے مسکراتے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"میجر آنوف۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم لوگ یہاں کیوں آئے ہیں" میجر کاف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے تو یہی بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی کوئی ٹیم لیبارٹری تباہ کرنے کے مشن پر یہاں پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور آپ نے انہیں ہرات میں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ آپ کو ڈاج دے کر ازامیر کی پہاڑیوں میں چھپ گئے۔ اور آپ یہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ اگر وہ ایجنٹ یہاں پہنچ جائیں تو آپ ان کا خاتمہ کر سکیں" ـــــ میجر آنوف نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے میجر۔ میں یہ نقشہ اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ یہ اندازہ لگا سکوں کہ عمران اور اس کے ساتھی کس راستے سے گاری پہنچنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں" ـــ میجر کاف نے جواب دیا اور میجر آنوف بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں میجر۔ آپ خود تو خصوصی ہیلی کاپٹر پوما کے ذریعے ہرات سے یہاں پہنچے ہیں۔ عام ہیلی کاپٹر بھی یہاں نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ لوگ بغیر کسی ہیلی کاپٹر کے یہاں پہنچ جائیں گے۔ دوسری بات یہ کہ گاری کے گرد انتہائی سخت سائنسی حصار قائم ہے۔ اور یہاں ہر لمحہ انسانی اور سائنسی آنکھیں ایک

ایک پتھر کا جائزہ لیتی رہتی ہیں اس لئے یہاں وہ لوگ کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ آپ بے شک یہاں رہیں۔ یہاں کے موسم کو انجوائے کریں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ آپ یہاں بس تفریح کریں۔ اس بات کو ذہن سے نکال دیں کہ وہ لوگ یہاں کسی طرح پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔۔ میجر آنوف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ ارد گرد پھیلی ہوئی بستیوں میں سے لوگ یہاں آتے رہتے ہیں"۔۔۔۔ میجر کاف نے کہا

" ہاں بالکل آتے ہیں۔ وہ مقامی لوگ ہیں۔ لیکن مکمل طور پر روسیاہ کے وفادار ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ساری بستیاں سائنسی حصار سے اوپر ہیں۔ اس لئے نہ ہی کوئی غیر آدمی ان بستیوں میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ یہ لوگ ہماری اجازت کے بغیر نیچے جا کر کسی سے مل سکتے ہیں۔ اسی لئے اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ وہ ایجنٹ کیا نام بتایا تھا آپ نے"۔۔۔۔ میجر آنوف نے بات کرتے کرتے رک کر کہا۔

" علی عمران اور اس کے ساتھی"۔۔۔۔ میجر کاف نے جواب دیا۔

" ہاں عمران اور اس کے ساتھی ان بستیوں تک بھی نہیں پہنچ سکتے" میجر آنوف نے جواب دیا۔

" ایک بات بتاؤ۔ ہمیں تو یہاں آنے کے لئے پوما ہیلی کاپٹر استعمال کرنے پڑتے ہیں اور عام ہیلی کاپٹر بھی یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن یہ مقامی لوگ نیچے سے اوپر کس طرح پہنچ جاتے ہیں۔

جب کہ پہلے یہ لوگ مخصوص خچروں پر سفر کرتے تھے۔ مگر اب وہ خچر بھی روسیاہوں کے قبضے میں ہیں"۔۔۔۔ میجر کاف نے پوچھا۔

" اوہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ یہ مقامی لوگ واقعی گاڑی تو کیا اس سے بھی زیادہ اونچائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن خچروں کے بغیر یہ انتہائی محنت طلب کام ہے۔ اس کے لئے یہ صدیوں سے استعمال ہونے والی ایک مقامی ترکیب استعمال کرتے ہیں۔ اسے لاشو کہا جاتا ہے۔ چار لٹوؤں کے گرد بہت لمبی اور مضبوط رسی اس طرح باندھی جاتی ہے۔ کہ ایک لٹو اس کے سرے پر ہوتا ہے۔ جب کہ تین لٹو اس کے دوسرے سرے پر۔ یہ لٹو بے حد وزنی اور طاقتور ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس رسی کو کمند کی طرح گھما کر پہاڑی کی چوٹی پر پھینکتے ہیں۔ جہاں یہ لٹو پھنس جاتا ہے۔ رسی ڈبل ہوتی ہے۔ دو لٹو یہ اپنی کمر سے مخصوص انداز میں باندھ لیتے ہیں۔ جب کہ ایک لٹو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس ہاتھ والے لٹو پر اوپر والے لٹو سے نکل کر آنے والی رسی کا بوجھ ہوتا ہے۔ جیسے ہی یہ اس لٹو کو مخصوص انداز میں حرکت دیتے ہیں چاروں لٹوؤں کے گرد بندھی ہوئی وہ ڈبل رسی ایک زوردار جھٹکے سے تیزی سے پھسلتی ہے۔ اور اس رسی سے بندھا ہوا آدمی اچھل کر پندرہ بیس فٹ اوپر چلا جاتا ہے۔ بس یہ اسی طرح مخصوص انداز میں جھٹکے دیتے رہتے ہیں۔ اور اوپر چڑھتے رہتے ہیں۔ اوپر پہنچ کر یہ پھر اس رسی کو کمند کی طرح اوپر پھینکتے

ہیں۔ اس طرح ان کا بلندی کی طرف سفر جاری رہتا ہے۔ لیکن یہ انتہائی خطرناک اور رسکی کام ہے۔ اور سوائے تجربہ کار آدمیوں کے اس تکنیک سے اور کوئی اتنی بلندی پر لاشو کے ذریعے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر یہ صبر آزما بھی ہے۔ کافی وقت لگ جاتا ہے اس میں۔ بہرحال تجربہ کار افراد اس کی مدد سے انتہائی بلندی تک بھی پہنچ ہی جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہو بھی جائے تو وہ جیسے ہی سائنسی حصار کی زد میں آئیں گے۔ خود بخود ہلاک بھی ہو جائیں گے۔ اور متعلقہ چیکنگ سنٹر تک ان کی اطلاع بھی پہنچ جائے گی"۔۔۔۔ میجر آنوف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور میجر کاف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ شاید اب اسے بھی یقین آ گیا تھا۔ کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی طرح بھی گارڈی نہ پہنچ سکیں گے۔

"کوئی ایسا خفیہ راستہ تو نہیں ہے کہ جس کے ذریعے بغیر سائنسی حصار کی زد میں آئے یہ لوگ گارڈی یا کسی اور بستی تک پہنچ سکیں"۔۔۔۔ میجر کاف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور اگر ہو گا بھی سہی تو یہ لوگ جیسے ہی کسی بستی میں پہنچے ہمیں فوراً اطلاع مل جائے گی۔ کیونکہ ہر بستی میں ہمارے مقامی ایجنٹ موجود ہیں جو ایک ایک آدمی پر مسلسل نظر رکھتے ہیں"۔۔۔۔ میجر آنوف نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ واقعی فول پروف انتظامات ہیں۔ یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ کیا آپ نے دیکھا ہوا ہے اسے"۔۔۔۔ میجر کاف نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ جب سے لیبارٹری کی تعمیر شروع ہوئی ہے۔ میں یہاں موجود ہوں۔ اس لئے لیبارٹری میرے سامنے ہی تعمیر ہوئی ہے۔ وہ یہاں سے قریب ہی ہے۔ لیکن اسے مکمل طور پر ایک پہاڑی کے اندر بنایا گیا ہے۔ اس کا آپریشنل فیلڈ بھی کور ڈ ہے۔ اور جب تک جی۔ ٹی۔ دن مکمل طور پر تیار ہو کر اس آپریشنل فیلڈ کے ذریعے اپنے ٹارگٹس پر ہٹ نہیں ہو جاتا لیبارٹری کو سیل کر دیا گیا ہے۔ صرف لیبارٹری کے انتظامی حفاظتی دفاتر باہر ہیں۔ جن کا انچارج رد سیاہ کا مشہور سیکرٹ ایجنٹ لوبانو ہے۔ میرا رابطہ صرف لوبانو سے رہتا ہے۔ ویسے ڈبل حفاظتی سسٹم کے تحت لوبانو کے ایجنٹ بھی گارڈی اور دوسری بستیوں میں خفیہ طور پر موجود ہیں۔ جن کا رابطہ براہِ راست لوبانو سے ہوتا ہے"۔۔۔۔ میجر آنوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس پراجیکٹ کو مکمل ہونے میں کتنے روز باقی رہ گئے ہیں"۔۔۔۔ میجر کاف نے پوچھا۔

"میری کل ہی لوبانو سے بات ہوئی ہے۔۔۔۔ لوبانو نے بتایا ہے کہ جی۔ ٹی۔ دن مسلسل محنت کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی مکمل ہو گیا ہے۔ آج کل آپریشنل فیلڈ میں اسے ٹارگٹس پر ہٹ

کرنے کے لئے تیاریاں جاری ہیں۔ ان پر زیادہ سے زیادہ مزید دو دن لگیں گے۔ یوں سمجھئے آج سے تیسرے روز پورے بہادرستان میں پھیلے ہوئے مجاہدین کے تمام اڈے ختم ہو جائیں گے لاکھوں کی تعداد میں مجاہدین ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی بہادرستان پر روسیاہ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبضہ مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ میجر آنوف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ویری گڈ۔ پھر تو یہ مسئلہ جلد ہی حل ہو جائے گا۔ ویسے ہمیں جو مدت بتائی گئی ہے اس لحاظ سے تو ابھی ٹارگٹس ہٹ ہونے میں سترہ، اٹھارہ روز باقی ہیں"۔۔۔۔ میجر کاف نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ پہلے یہی مدت مقرر تھی۔ لیکن پھر روسیاہی حکومت کے کہنے پر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ڈشمے نے دن رات کام شروع کر دیا۔ اور نتیجہ یہ کہ کام جلد ہی مکمل ہو گیا"۔۔۔۔ میجر آنوف نے جواب دیا۔

" اگر ڈاکٹر ڈشمے کا یہ پراجیکٹ کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر واقعی ڈاکٹر ڈشمے کا نام روسیاہ کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ ہیرو کی حیثیت سے جگمگاتا رہے گا"۔۔۔۔ میجر کاف نے کہا اور میجر آنوف نے سر ہلا دیا۔ میجر کاف نے نقشے کو تہہ کر کے رکھ دیا تھا۔ کیونکہ اب اس کے خیال کے مطابق اس پر مغز کھپائی کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہم مزید تین روز تک ہی تمہارے

مہمان رہیں گے۔ اس کے بعد تو مشن ہی ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ میجر کاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میجر آنوف کوئی جواب دیتا۔ اچانک اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔ اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ میجر آنوف نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکونسی کا سپیشل ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ آوازیں اس میں سے آ رہی تھیں۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔۔ پوائنٹ تھرٹی سے کیپٹن مشاکوف بول رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف کے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

" یس۔۔۔۔ میجر آنوف اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ ازامیر کی پہاڑیوں کی طرف سے گشت کے دوران پوائنٹ تھرٹی رینج میں ایسے شواہد سامنے آئے ہیں، جیسے وہاں سے چند اجنبی افراد گزرے ہوں اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر آنوف بُری طرح چونک پڑا۔

" کیا کہہ رہے ہو کیپٹن۔ کیا تم نشے میں ہو۔ پوائنٹ تھرٹی رینج تو سائنسی حصار کے اندر ہے وہاں کوئی اجنبی کیسے پہنچ سکتا ہے اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا میجر کاف بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اس بات پر میں تو حیران ہوا ہوں۔ ویسے پچھلے دنوں مجھے ایک حیرت انگیز رپورٹ ملی تھی۔ لیکن میں نے اس رپورٹ پر یقین نہ کیا تھا۔ لیکن اب ان شواہد کو دیکھنے کے بعد مجھے اس رپورٹ پر بھی یقین آ گیا ہے اوور"۔۔۔۔ کیپٹن مشاکوف نے کہا۔

"کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ کیسی رپورٹ اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ بستی کندور سے ایک ایجنٹ نے مجھے رپورٹ دی تھی کہ کوئی اجنبی لڑکی وہاں کے ایک بوڑھے حکیم کے پاس پہنچی تھی۔ اور وہ اس سے کسی بیمار کے لئے دوا لے کر گئی ہے۔ لیکن چونکہ گارڈی تک کوئی اجنبی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے میں نے اس رپورٹ پر اعتماد نہ کیا تھا۔ کیونکہ مقامی ایجنٹ اکثر اپنے مقامی جھگڑوں کی وجہ سے بعض اوقات غلط رپورٹیں بھی دے دیتے ہیں۔ لیکن آج جس جگہ سے شواہد ملے ہیں وہ جگہ پہلے ہماری نظروں سے اوجھل تھی۔ یہ ایک حیرت انگیز خفیہ راستہ ہے۔ جو اس سے پہلے ٹریس نہیں ہو سکا۔ اور اس راستے سے بغیر لاشو اور خچروں کی مدد سے کندور آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ اور یہ شواہد اس نئے راستے پر ہی ملے ہیں۔ یہ راستہ بھی ایک اتفاق سے میرے ایک آدمی کی نظروں میں آ گیا۔ ورنہ ہم اب تک اس راستے سے لاعلم ہی رہتے ہیں اوور"۔۔۔۔ کیپٹن مشاکوف نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا اور دونوں میجروں کے چہروں پر اس کی بات سن کر شدید ترین پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ نیچے سے اس قدر بلندی پر بغیر لاشو یا خچروں کے کوئی شخص پہنچ سکے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم ضرور نشے میں ہو۔ اور نشے میں آؤٹ ہو کر بکواس کر رہے ہو۔ میں تمہارا کورٹ مارشل کرا دوں گا اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہیں۔ تو آپ خود یہاں آ کر دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا قدرتی راستہ ہے۔ جس پر کوئی آدمی آسانی سے چل سکتا ہے۔ صرف چڑھائی کی مشقت اسے برداشت کرنی پڑے گی۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حالانکہ اس راستے کے علاوہ ان کٹی پھٹی پہاڑیوں پر چڑھنا ہی ناممکن ہوتا ہے اوور"۔۔۔۔ کیپٹن مشاکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بار بار شواہد کی بات کر رہے ہو۔ کس قسم کے شواہد ہیں اوور"۔۔۔۔ میجر آنوف نے پوچھا۔

"باس۔ وہاں دراش پھلوں کے بیج کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ یہ پھل صرف ازامیر کی پہاڑیوں میں سے انتہائی گہرائی میں موجود ایک پہاڑی پر ہی ملتے ہیں۔ اور جہاں یہ بیج وغیرہ بکھرے ہوئے ہیں وہاں غور سے جائزہ لینے پر محسوس ہوتا ہے کہ وہاں پانچ چھ افراد بیٹھے

رہے ہیں اوور" ـــــــ کیپٹن مشاکوف نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر واقعی ازامیر سے ہی یہ لوگ ادھر آئے ہیں۔ یہ راستہ کندور تک جاتا ہے اوور" ـــــــ میجر آنوف نے پوچھا۔

" یس باس۔ میں نے اسے تفصیل سے چیک کیا ہے۔ یہ واقعی کندور تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر میں نے کندور میں اپنے ایجنٹوں کو کال کیا ہے۔ لیکن وہاں کسی اجنبی کو نہیں دیکھا گیا۔ اوور" ـــــــ کیپٹن مشاکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم پہلے کسی لڑکی کے بارے میں بتا رہے تھے۔ کہ وہ کندور میں کسی حکیم سے دوا لے کر گئی تھی۔ کس حکیم سے دوا لی گئی تھی اوور" ـــــــ میجر آنوف نے کہا۔

" ایک ہی بوڑھا سا حکیم ہے وہاں۔ سب اُسے بابا حکیم کہتے ہیں۔ اپنی حویلی نما مکان میں اکیلا رہتا ہے اوور" ـــــــ کیپٹن مشاکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کندور کا انچارج کون ہے اوور" ـــــــ میجر آنوف نے پوچھا۔

" مقامی آدمی ہے۔ تدسس خان۔ مکمل وفادار آدمی ہے اوور" کیپٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ میں خود کندور جا کر چیکنگ کرتا ہوں۔ تم بھی مکمل طور پر ہوشیار رہو۔ اوور اینڈ آل" ـــــــ میجر آنوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" یہ تو واقعی انتہائی تشویش ناک بات ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ تو اس طرف قطعی اجنبی ہیں۔ اس لئے وہ اس راستے کو کیسے تلاش کر سکتے ہیں۔ جس سے یہاں کے لوگ بھی نا آشنا ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ لازماً کوئی مقامی آدمی یا گروپ ان کی امداد کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے آدمی کی رپورٹ کے مطابق یہ راستہ ازامیر کی پہاڑیوں سے کندور تک پہنچتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ازامیر کی پہاڑیوں پر ہی اترے تھے۔ لیکن وہاں فل آپریشن کیا گیا۔ ایک ایک چٹان کو بموں سے اڑا دیا گیا۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوتے تو اگر مرتے نہ تو سامنے تو ضرور آ جاتے" ـــــــ میجر آنوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمیں رپورٹ ملی تھی کہ کرنل نارد ک کی نگرانی میں ازامیر کی پہاڑیوں پر بمباری کی گئی ہے۔ لیکن ایک بات کا علم ہرات والوں کو نہیں ہے۔ کہ ان پہاڑیوں میں کئی جگہوں پر خفیہ بستیاں آباد ہیں۔ ایسی بستیاں جو کسی گہری سرنگ سے گزر کر کسی ایسی غار میں آباد ہیں جہاں قدرتی طور پر ہوا اور پانی کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ چونکہ خاصی گہرائی میں ہوتی ہیں۔ اس لئے بموں سے ان کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے جب آپ نے بمباری کی ہو۔ یہ لوگ بھی کسی خفیہ بستی میں چھپے ہوئے ہوں۔ لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ کوئی مقامی آدمی لازماً ان کے ساتھ ہے۔ ورنہ عام آدمی کسی طرح بھی اس خفیہ بستی تک نہیں پہنچ سکتا۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ کندور کا ہر آدمی ہماری نظروں میں ہے۔ وہاں ایک آدمی کا چھپنا

محال ہے۔ کجا پانچ چھ افراد چھپ سکیں۔ اس لئے اگر وہ لوگ کندور پہنچ بھی گئے تب بھی ان کا ٹریس ہو جانا یقینی امر ہے"۔ میجر آنوف نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بھی ساتھ چلتا ہوں"۔۔۔۔۔ میجر کافن نے کہا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ کر میجر آنوف کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

مسلسل تین روز تک انتہائی جان گسل اور محنت کوشش سفر کے بعد آخر کار وہ پہاڑیوں کی بلندی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سفر گو اس قدر مشکل خطرناک اور خوفناک تھا کہ جب وہ اس مقام تک پہنچے جہاں ان کی رہنما لالہ نے کندور بستی قریب آ جانے کا اعلان کیا تو سوائے عمران کے باقی سب ساتھی بُری طرح تھک ٹوٹ چکے تھے۔ ان کے جسم کی ایک ایک ہڈی شدید درد کر رہی تھی گو اس سفر میں انہیں کسی ایسی رکاوٹ سے سابقہ نہ پڑا تھا جس سے وہ پریشان ہوتے۔ لیکن سیدھی چڑھائی اور پھر ڈھائی بھی حد سے زیادہ مشکل اور پھر مسلسل سفر اس نے انہیں بُری طرح تھکا دیا تھا۔

"وہ معصوم لڑکی گل بانو اسی راستے سے جا کر اپنے بابلک کے لئے دوائی لائی تھی"۔۔۔۔۔ صفدر نے لالہ سے مخاطب ہو کر کہا وہ سب

ایک چھجے دار چٹان کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ عمران اور لالہ بستی کندور میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بات چیت میں مصروف تھے۔ جب کہ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صدیقی چاروں وہاں اس طرح لیٹے ہوئے تھے جیسے ان کے جسموں سے جان نکل گئی ہو۔ حالانکہ وہ چاروں انتہائی سخت کوش اور تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ لیکن اس خوف ناک اور مسلسل چڑھائی نے انہیں واقعی توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"ہاں۔ وہ اس راستے سے گئی اور آئی تھی"۔۔۔ لالہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ وہ کیوں اس قدر گہری نیند سو رہی تھی۔ جب ہم نے اسے دیکھا تھا۔ ویسے باپ کی محبت میں اس معصوم لڑکی نے واقعی انتہائی سخت ترین اور جاں گسل مشقت اٹھائی تھی"۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مسٹر صفدر۔ ہم یہاں کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں اس قدر تکلیف نہیں ہوتی جتنی آپ لوگ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ تو ہمارے لحاظ سے انتہائی آسان ترین راستہ ہے۔ ورنہ تو ہم لوگ ناقابل عبور چڑھائیاں لاشو کی مدد سے پار کرتے ہیں جس میں واقعی بے پناہ محنت کی ضرورت پڑتی ہے"۔۔۔ لالہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاشو۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے"۔۔۔ سب ساتھیوں نے چونک کر پوچھا تو لالہ نے لٹوؤں اور ڈوری کی مدد سے اوپر چڑھنے کی پوری تفصیل بتائی تو ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل سی گئیں۔ انہیں

اب احساس ہو رہا تھا کہ واقعی جسے وہ انتہائی مشکل راستہ سمجھ رہے تھے وہ تو آسان راستہ ہے"۔۔۔ عمران اس بات چیت کے دوران چٹان سے پشت لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے لالہ اور ان لوگوں کے درمیان ہونے والی بات چیت میں کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

"کندور سے گاڑی کا فاصلہ کتنا ہے لالہ"۔۔۔ عمران نے یک لخت آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہے۔ صرف چند گھنٹوں کا فاصلہ ہے اور راستہ بھی درست ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس سارے راستے پر جگہ جگہ روسیاہوں کی چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں"۔۔۔ لالہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم گاڑی گئی ہو کبھی"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں صرف ایک بار کندور بستی گئی تھی۔ بس ایک بار۔ اس کے بعد کبھی نہیں گئی۔ لیکن آتے جاتے افراد کے ذریعے ہمیں خبریں ملتی رہتی تھیں"۔۔۔ لالہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کندور میں بھی ان کے ایجنٹ موجود ہوں گے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہاں کا ہر آدمی ان کا ایجنٹ ہے۔ سوائے بوڑھے حکیم بابا کے"۔۔۔ لالہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی ایسا راستہ ہے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر حکیم بابا کی حویلی میں پہنچ سکیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ہم اُسی راستے پر تو چل رہے ہیں۔میرے خیال میں اب کافی آرام ہو گیا ہے۔اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے۔کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی آدمی گھومتا پھرتا ادھر آسکتا ہے۔اور اگر ہماری یہاں موجودگی کی بھنک بھی ان لوگوں کو پڑ گئی تو یہ پوری پہاڑی اڑا دینے سے بھی گریز نہ کریں گے"۔۔۔۔ لالہ نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔آؤ۔میں تو تمہاری وجہ سے بیٹھ گیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔اور اس بار عمران کے ساتھی بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔کیونکہ عمران کا طنز وہ بخوبی سمجھ گئے تھے۔اور لالہ نے بھی جن نظروں سے انہیں دیکھا تھا اس پر بھی وہ سخت شرمندہ ہوئے تھے۔اور ایک بار پھر وہی جاں گسل بلکہ جان توڑ قسم کی چڑھائی کا آغاز ہو گیا۔پھر تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل سفر کے بعد لالہ انہیں ایک قدرتی سرنگ کے اندر لے گئی۔اس سرنگ نما راستے میں نہ صرف اندھیرا تھا بلکہ وہاں تازہ ہوا کی آمد ورفت نہ ہونے کی وجہ سے انتہائی نامانوس سی بُو پھیلی ہوئی تھی۔لیکن لالہ اس طرح آگے بڑھتی جا رہی تھی جیسے وہ روزانہ اس راستے پر سفر کرتی رہی ہو۔

" اب تمہیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔کیونکہ اب ہم بستی میں ہی نکلیں گے"۔۔۔۔ لالہ نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔جہاں سے سرنگ یک لخت اوپر کو مڑ گئی تھی۔اور دور ایک روشنی کا

ایک ہالہ سا نظر آنے لگا تھا۔

" فکر نہ کرو۔اگر ہم اس اندھیرے میں بھی محتاط رہتے ہیں تو روشنی میں تو لازماً محتاط رہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اندھیرے میں محتاط۔۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ لالہ نے چونک کر عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

" تم چلو۔زیادہ وضاحتیں اچھی نہیں ہوتیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور لالہ کا چہرہ اس ملگجی روشنی میں بھی یکلخت شرم سے گلنار سا دکھائی دینے لگا۔اس کی مخصوص نسوانی حس نے اُسے عمران کی بات کا مطلب سمجھا دیا تھا۔

" تم بہت شریر ہو"۔۔۔۔ لالہ نے آہستہ سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اس کا لہجہ ایسا تھا کہ بے اختیار عمران کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس روشنی کے ہالے تک پہنچ گئے۔یہ اس سرنگ کا دوسرا دہانہ تھا۔لالہ نے آہستہ سے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔

" آجاؤ۔کوئی نہیں ہے"۔۔۔۔ اس نے کہا۔اور دوسرے لمحے وہ اچک کر تیزی سے باہر نکل گئی۔اس کے پیچھے عمران اور پھر یکے بعد دیگرے سب ساتھی باہر آگئے۔وہ واقعی ایک پہاڑی بستی کے اندر تھے۔لیکن بستی اس جگہ سے کافی ہٹ کر تھی۔جب کہ وہاں سے قریب ہی ایک حویلی نما پرانا مکان تھا۔جس کے در و دیوار سے انتہائی خستگی ٹپک رہی تھی۔یوں لگ رہا تھا

کہ کئی سالوں سے اس کی دیکھ بھال چھوڑ دی گئی ہو۔ اس کی سائیڈ دیوار بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔

"آؤ۔ یہ مکان ہے بابا حکیم کا" ـــــ لالہ نے اُسی خستہ مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب لالہ کی رہنمائی میں تقریباً دوڑتے ہوئے اس ٹوٹی پھوٹی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹوٹی ہوئی دیوار کو کراس کر کے وہ حویلی کے اندر پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف ویرانی ہی ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔ لالہ تیز تیز قدم اٹھاتی برآمدے کی طرف بڑھ گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب لالہ کے پیچھے چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جو واقعی کسی قدیم زمانے کے حکیم کا مطب لگ رہا تھا۔ ہر طرف جڑی بوٹیوں کا جھاڑ جھنکار پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک بغیر شیشے کی الماری میں پرانی اور انتہائی میلی کچیلی چھوٹی بڑی شیشیاں رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اور اس الماری کے سامنے ایک تخت پوش تھا۔ جس پر ایک پرانا اور سالخوردہ قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک گاؤ تکیہ بھی سرہانے کی طرف موجود تھا۔ اور گاؤ تکیئے سے پشت لگائے ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک تھی ـــــ جس کی ایک کمانی کی جگہ دھاگہ باندھا گیا تھا۔ سر پر ٹوپی تھی اور اس نے پیوند لگے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس کی سفید داڑھی اس کی ناف تک لمبی تھی۔ وہ ایک پرانی سی کتاب ہاتھ میں پکڑے اُسے پڑھنے میں مصروف تھے۔

"حکیم بابا" ـــــ لالہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا تو اس

بزرگ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ عمران نے دیکھا کہ غربت اور پیرانہ سالی کے باوجود اس بزرگ کے چہرے پر بے پناہ جلال نمایاں تھا۔

"اوہ اوہ۔ لالہ تم۔ اور یہاں۔ اور یہ لوگ" ـــــ حکیم بابا نے لالہ کو پہچانتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور لالہ نے جلدی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کرانا شروع کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے حکیم بابا کو بڑے خلوص بھرے انداز میں سلام کیا۔

"اوہ اوہ۔ تم کہیں وہی پاکیشیائی ایجنٹ تو نہیں ہو جس کے بارے میں ابھی قدوس خان آ کر پوچھ گیا ہے" ـــــ حکیم بابا نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔ تو عمران اور اس کے ساتھی بھی حکیم بابا کی بات سن کر چونک پڑے۔

"آپ سے پوچھنے آئے تھے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ قدوس خان ابھی آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ ازامیر پہاڑیوں سے آنے والے کسی خفیہ راستے سے چند پاکیشیائی ایجنٹ یہاں کنہ در آئے ہیں اور کارمی سے میجر ناکوف اور میجر کاف انہیں چیک کرنے کے لئے ہیلی کاپٹر پر آ رہے ہیں۔ جب میں نے لاعلمی ظاہر کی تو اس نے شاید میری بات پر یقین نہ کیا اور خود ہر کمرہ چیک کر کے گیا ہے" ـــــ حکیم بابا نے کہا اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ حکیم بابا کی بات سے وہ سمجھ گیا تھا۔

کہ ان کے اس خفیہ راستے کا نہ صرف راز کھل گیا ہے بلکہ شاید انہیں یہ بھی اطلاع مل چکی ہے کہ وہ حکیم بابا کے پاس ہی جائیں گے۔

"مگر پاکیشیائی ایجنٹوں کا آخر یہاں کیا کام ہو سکتا ہے۔ اور لالہ تم ان کے ساتھ کیسے آ گئی ہو۔ وہ گل بانو کے بابا کا کیا حال ہے۔ امید ہے اب تک اس کی بیماری دور ہو چکی ہو گی۔ وہ معصوم لڑکی اپنے بابا کی بیماری پہ بے حد پریشان تھی" حکیم بابا نے کہا۔

"حکیم بابا۔ یہ لوگ پاکیشیا سے مجاہدوں کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ انہیں یہاں آنے کی بابا نے درخواست کی ہے۔ اور گل بانو اور اس کا بابا سب روسیاہی ظلم کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں" ___ لالہ نے کہا تو حکیم بابا بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا ___ کیا کہہ رہی ہو" ___ حکیم بابا نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"بزرگوار۔ ایسی باتیں بعد میں ہوں گی۔ پہلے یہ بتائیے کہ اگر دوبارہ کوئی چیک کرنے آئے تو یہاں ہمارے چھپنے کے لئے کوئی جگہ بھی ہے یا نہیں" ___ عمران نے حکیم بابا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چھپنے کی جگہ۔ اوہ اگر تم مجاہدوں کی مدد کے لئے پاکیشیا سے یہاں آئے ہو تو پھر تمہاری مدد مجھ پہ بھی فرض ہے۔ اور اس پوری بستی میں بھی ایک ہی گھر ہے جو تمہیں پناہ دے سکتا

ہے۔ ایک جگہ ہے ایسی کہ جس کا سوائے مجھے اور میرے خدا کے اور کسی کو علم نہیں ہے" ___ حکیم بابا نے تخت پوش سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ پھر انہوں نے دواؤں کی شیشیوں والی الماری کو ایک طرف ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبایا تو الماری تیزی سے ایک سائیڈ پر کھل گئی۔ اب دوسری طرف سیڑھیاں اوپر کو جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"سیڑھیاں اوپر ایک خفیہ کمرے میں جا کر ختم ہوتی ہیں وہاں تم ہر لحاظ سے محفوظ رہو گے۔ لالہ تم بھی ان کے ساتھ چلی جاؤ" ___ حکیم بابا نے کہا اور لالہ سر ہلاتی ہوئی ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر اوپر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جس میں بے پناہ گرد و غبار تھا۔ وہاں موجود نامانوس بو بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ طویل عرصے سے کسی کے زیر استعمال نہیں رہا۔ جگہ اس قدر غبار آلود تھی کہ وہاں ان کا بیٹھنے کو دل ہی نہ چاہ رہا تھا۔ لیکن حکیم بابا نے جو کچھ بتایا تھا اس کی وجہ سے وہ یہاں چھپنے پہ مجبور ہو گئے تھے۔ ابھی انہیں وہاں پہنچے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ عمران کے کانوں میں ہلکی سی ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی لڑ رہا ہو۔ وہ چونک پڑا۔ اور پھر باقی ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتا ہوا وہ محتاط انداز میں سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آنے لگا۔

"بڈھے۔ سچ سچ بتا دے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں۔ ورنہ تمہاری ایک ایک بوٹی الگ کر دی جائے گی"

ایک غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی زوردار تھپڑ اور کراہنے کی آواز سنائی دی اور عمران اس بار پہچان گیا کہ یہ آواز حکیم بابا کی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ دوبارہ ان کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور تیزی سے اس الماری کے قریب جا کر رک گیا جس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ اس کی سائیڈ میں ایک ہلکی سی جھری موجود تھی۔ عمران نے اس سے آنکھ لگا دی اور وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کمرے میں دو فوجی اور تین مقامی افراد موجود تھے۔ مقامی افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اور ایک فوجی نے حکیم بابا کو گریبان سے پکڑا ہوا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس نے فوراً ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب ان حالات میں چھپنا فضول تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اوپر جا کر اس نے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ساتھ ہی خاموش رہنے کا اشارہ بھی کر دیا۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے محتاط انداز میں دوبارہ نیچے آ گئے۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا بڈھے۔ میرا نام میجر آنوف ہے آنوف۔ بتاؤ کہاں ہیں وہ ایجنٹ" ـــــ اس فوجی جس نے حکیم بابا کو پکڑا ہوا تھا غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ یہاں نہیں آئے۔ میں نہیں جانتا نہیں جانتا" ـــــ حکیم بابا نے تکلیف میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے

لمحے زوردار تھپڑ کے ساتھ ساتھ حکیم بابا کے حلق سے نکلنے والی چیخ ان کے کانوں سے ٹکرائی اور عمران نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان سب نے اپنے اپنے تھیلوں میں سے مشین گنوں کے پارٹ نکال کر انہیں جوڑ لیا تھا۔ عمران نے الماری کی اس سائیڈ پر زور سے لات ماری۔ اور دوسرے لمحے اس کے مشین پسٹل نے یک لخت گولیاں اگلنا شروع کر دیں۔ کمرہ گولیوں کے دھماکوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر کمرے کے اندر پہنچ گئے۔ حکیم بابا تخت پوش پر پشت کے بل پڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔

"خبردار۔ اگر تم دونوں نے ذرا بھی حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور کمرے میں زندہ موجود دونوں فوجی مجسموں کی طرح بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے وہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔ مشین گنیں صرف تین مقامیوں کے پاس تھیں۔ جو عمران کی فائرنگ سے فرش پر گرے بری طرح تڑپ رہے تھے عمران کی گولیوں نے واقعی انہیں بھون ڈالا تھا۔ لالہ نے جلدی سے حکیم بابا کو سنبھال لیا۔

"ادھر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ سر پر رکھ لو۔ جلدی کرو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم عمران ہو" ـــــ دوسرے فوجی نے ہکلاتے

ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ کر ایک طرف ہٹا۔ دھماکے کے ساتھ گولی اس کے کان کے پاس سے گزر کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو" ـــــ عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔ اور اس بار دونوں فوجیوں نے بالکل اس طرح اس کے حکم کی تعمیل کی جیسے ہپناٹزم کے معمول ٹرانس میں آنے کے بعد عامل کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ عمران نے تنویر کو مخصوص اشارہ کیا تو تنویر تیزی سے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی رسی کے گچھے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ ہی آگے بڑھا اور چند لمحوں میں ان دونوں فوجیوں کے ہاتھ پیچھے کی طرف موڑ کر انہیں رسی سے باندھ دیا۔

"کیپٹن شکیل اور صدیقی تم دونوں باہر جا کر خیال رکھو کوئی اچانک نہ آجائے" ـــــ عمران نے کیپٹن شکیل اور صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"تت ــــ تت ــــ تم نے قدس خان اور اس کے نائب کو مار ڈالا ہے۔ اب یہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے" ـــــ حکیم بابا نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں بابا۔ آپ کی طرف کوئی انگلی بھی نہ اٹھائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور ان دونوں فوجیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جنہیں ہاتھ باندھنے کے بعد دیوار سے پشت لگا کر کھڑا کر دیا گیا

تھا۔ اور تنویر اور صفدر ان دونوں کے اطراف میں مشین گنیں لئے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ دونوں فوجیوں کے چہروں پر عجیب سی بے بسی اور بے چارگی کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے انہیں سمجھ نہ آرہی ہو کہ وہ اس سچویشن میں کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

"تم دونوں عہدوں کے لحاظ سے میجر ہو۔ کیا تم اپنے نام آسانی سے بتانا پسند کرو گے یا مجھے اگلوانا پڑے گا" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم لوگ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو"۔ ان میں سے ایک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا کہ اس بات پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ لیکن میرے سوال کا جواب" ـــــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے۔ تم زیادہ سے زیادہ ہمیں مار ڈالو گے۔ مار ڈالو" ـــــ اسی میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ تم واقعی دلیر آدمی ہو۔ اور تم میجر نمبر ٹو۔ تمہارا کیا جواب ہے" ـــــ عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تمہارے اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو مہمان ہوں۔ بس اس کے ساتھ چلا آیا ہوں" ـــــ دوسرے

میجر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"حکیم بابا۔ آپ کے پاس میں نے ترنولی بوٹی کی خشک جڑیں دیکھی ہیں۔ کیا اس کی کوئی گولیاں آپ کے پاس ہیں"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت تخت پوش پر بیٹھے ہوئے حکیم بابا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ترنولی کی گولیاں۔ ہاں۔ ہیں۔ مگر تم کیسے جانتے ہو ان جڑی بوٹیوں کے متعلق"۔۔۔۔ حکیم بابا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بھی کسی زمانے میں حکیم رہا ہوں۔ اور مجھے حکیم ابوالخیر کا لقب ملا ہوا ہے۔ بہرحال دو گولیاں مجھے دیں تاکہ ان میجر صاحبان کو پتہ چل جائے۔ کہ موت صرف ریوالور کی گولیوں سے ہی نہیں آتی۔ ترنولی کی گولیاں بھی موت کا باعث بن سکتی ہیں۔ لیکن یہ موت ذرا مختلف قسم کی ہوتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ترنولی کی گولیوں سے موت۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ترنولی کی گولیاں تو بواسیر کے لئے اکسیر ہیں۔ ان سے موت آنے کا کیا مطلب"۔۔۔۔ حکیم بابا نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"حکیم بابا۔ میں نے بتایا ہے کہ میرا لقب حکیم ابوالخیر ہے۔ اس لئے جو کچھ میں جانتا ہوں وہ آپ نہیں سمجھ سکتے۔ وہ گولیاں

نکالیئے۔ اور پھر دیکھئے تماشا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور حکیم بابا نے منہ بناتے ہوئے الماری میں سے ایک پرانی اور میلی سی شیشی اٹھائی اس کا ڈھکن کھولا اور اس میں سے چنے کے برابر مٹیالے رنگ کی دو گولیاں نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دیں۔ لالہ کے چہرے پر بھی شدید حیرت تھی لیکن وہ کچھ بولی نہ تھی۔

"پہلے اس مہمان میجر صاحب کا تماشا دیکھئے۔ یہ گولی واقعی بواسیر جیسے مرض کے لئے اکسیر ہے لیکن اگر یہ گولی کسی صحت مند آدمی کو کھلا دی جائے تو پھر اس کا ری ایکشن مختلف ہو جاتا ہے۔ اس صحت مند آدمی کے خون کے خلیات تیزی سے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ اور خون میں اس قدر حدت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ خون کا ہر قطرہ شعلے سے بھی زیادہ گرم ہو جاتا ہے اور پھر یہ گرم لاوے کی طرح خون انسان کے جسم کے ہر مسام سے باہر نکلنے لگتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ انتہائی گرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس آدمی کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے جسم کے ہر مسام کو خوفناک آگ میں جلایا جا رہا ہو۔ پورا جسم خون آلود ہو جاتا ہے۔ لیکن خون مسلسل ان مساموں سے رستا رہتا ہے۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے خون میں حدت بڑھتی جاتی ہے۔ اور اسی لحاظ سے تکلیف بھی بڑھتی رہتی ہے۔ ایسی تکلیف کہ شاید جلتے ہوئے بھی ایسی تکلیف کسی کو محسوس نہ ہوتی ہو۔ جسم کا خون باہر رسنے میں کئی گھنٹے لگا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ کے بانبو قبیلے کے وچ ڈاکٹر جب کسی کو بھیانک ترین

سزا دینے کا فیصلہ کرتے ہیں تو پھر اسے ترنولی کا رس پلا دیا جاتا ہے اور یہ ایسی تکلیف ہے کہ شاید جسمانی طور پر مر جانے کے باوجود صدیوں تک اس آدمی کی روح بھی اس تکلیف کے تاثر میں ڈوبی رہتی ہے۔ اس لئے اس خوفناک ترین موت کو بانو موت کہا جاتا ہے" ـــــ عمران نے دونوں گولیاں ہتھیلی پر رکھتے ہوئے بڑے عالمانہ انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا اور حکیم بابا کی آنکھیں اس ماحول میں بھی حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ شاید ساری عمر حکمت کرنے کے باوجود انہیں ان گولیوں کی ان خاصیتوں کا علم نہ ہو سکا تھا۔

"کیا ـــ کیا تم سچ کہہ رہے ہو" ـــ حکیم بابا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی آپ کے سامنے آ جائے گا۔ اور یہ میجر نمبر ون بھی یہ تماشہ دیکھ لے گا۔ اگر اسے پھر بھی شوق ہوا مرنے کا تو پھر دوسری گولی اس کے حلق میں اتر جائے گی" ـــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر گولی کو دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر وہ اس میجر کی طرف بڑھنے لگا۔ جس نے اپنے آپ کو مہمان کہا تھا۔

"رک جاؤ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ۔ میرا نام میجر کاف ہے۔ میں لاسو کا انچارج ہوں اور یہ میجر آنوف ہے گارڈ کا انچارج" ـــ مہمان میجر نے یک لخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ شاید عمران کی پر تاثیر تقریر نے جو منظر اس کے

سامنے پیش کیا تھا۔ وہی اسے دہلا دینے کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ میجر کاف کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ پھر تم سے تو پرانی یاد اللہ ہے میجر کاف لیکن مجھے یہ توقع نہ تھی کہ تم یہاں بھی پہنچ جاؤ گے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ صفدر کی طرف مڑا۔

"صفدر۔ باہر دیکھو کوئی ہیلی کاپٹر موجود ہے" ـــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہم ہیلی کاپٹر پر ہی آتے ہیں۔ وہ باہر موجود ہے۔ لیکن تم اگر یہ سوچ رہے ہو کہ تم اس ہیلی کاپٹر پر گاڑی پہنچ سکو گے تو یہ ناممکن ہے" ـــ اس بار میجر آنوف نے ہونٹ چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہیلی کاپٹر میں پیٹرول ختم ہو گیا ہے یا کوئی خرابی ہو گئی ہے" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ڈالا ہوا مشین پسٹل دوبارہ نکالا۔ اور اطمینان سے چلتا ہوا وہ میجر کاف کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں مشین پسٹل کی نال میجر کاف کی کنپٹی پر رکھی تو میجر کاف کا جسم بے اختیار کانپنے لگا۔

"نہیں ـــ مت مارو۔ مت مارو۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے" ـــ میجر کاف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے بمباری کر کے ازامیر کی پہاڑیوں میں بے گناہ

عورتوں اور بچوں کو شہید کر دیا ہے میجر کاف۔ اور یہ ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا شاید میں تمہاری ایک ایک بوٹی کاٹ کر علیحدہ کر کے دیتا۔ لیکن فی الحال اس کا موقع نہیں ہے اس لئے میں تمہیں آسان موت مار رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے میجر کاف کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے خون اور کھوپڑی کے ٹکڑے ساتھ کھڑے ہوئے میجر آنوف کے چہرے اور جسم پر پڑے اور میجر آنوف کا پورا جسم بُری طرح لرزنے لگا۔ جب کہ حکیم بابا اور لالہ دونوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ حکیم بابا کا جسم تو اس بُری طرح کانپ رہا تھا جیسے انہیں لرزے کا بخار ہو گیا ہو۔

"ہاں میجر آنوف۔ اب تم بتاؤ تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے میجر کاف کا جسم زمین پر گرتے ہی آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے میجر آنوف کی کنپٹی سے مشین پسٹل کی نال لگاتے ہوئے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہیں بحفاظت یہاں سے واپس بھجوا دوں گا"۔۔۔۔ میجر آنوف نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم واپس چلے جائیں گے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم کتنے عرصے سے یہاں گاری میں رہ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں تو طویل عرصے سے یہاں ہوں۔ میجر کاف اپنے ایجنٹوں کے ساتھ ابھی آیا تھا"۔۔۔۔ میجر کاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں زندگی بچانے کا آخری موقع دے رہا ہوں۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارا تعلق بہادرستان سے نہیں ہے۔ بلکہ پاکیشیا سے ہے۔ گو ہم یہاں آئے اس لئے تھے کہ ہمارا مقصد گاری میں موجود جی۔ ٹی۔ ون کی لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کو تباہ کرنا تھا۔ لیکن یہاں تک پہنچتے پہنچتے میں نے ذاتی طور پر اس بات کو اچھی طرح محسوس کر لیا ہے کہ یہ دونوں کام ہر لحاظ سے ناممکن ہیں۔ اس لئے میں نے واپسی کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اور تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہمیں بحفاظت واپس بھجوا دو گے مگر سرات نہیں بلکہ کسی ایسی جگہ جہاں مجاہدین کا کیمپ نزدیک ہو تاکہ ہم بحفاظت پاکیشیا پہنچ سکیں ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف انتہائی ظالم اور سرد مہر آدمی ہے۔ اگر اس طرح ہم خالی ہاتھ واپس گئے تو وہ ہمیں گولی مارنے سے دریغ نہ کرے گا۔ اس لئے میں نے ایک اور پروگرام بنایا ہے کہ ہم جا کر اسے تفصیل سے بتا دیں گے کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع ایسا ہے اور اس کے حفاظتی اقدامات ایسے ہیں کہ ہماری کوشش ہی فضول ثابت ہوتی۔ اس لئے ہم صرف معلومات حاصل کر کے واپس آ گئے ہیں۔ چونکہ دوسرا مجاہدین کا ہے۔ اس لئے وہ یہ معلومات مجاہدین کو منتقل کر دے

گا۔ اس کے بعد مجاہدین جانیں اور یہ لیبارٹری جانے۔ ہم کیوں اپنی جانیں گنواتے پھریں۔ چنانچہ اب اگر واقعی تم ہماری واپسی چاہتے ہو تو پھر اس لیبارٹری اور اس کے حفاظتی اقدامات کے بارے میں میرے سوالات کا صحیح صحیح جواب دے دو۔ ظاہر ہے یہاں سے گاڑی کافی دور ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہاں تک ہمارا پہنچنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم معلومات کو ہی غنیمت سمجھیں گے اور پھر تم یہیں سے ہمیں مجاہدین کے کسی کیمپ کے قریب پہنچا دینا۔ لیکن اگر تم نے تعاون کرنے سے انکار کیا تو پھر میجر کاف کی طرح تمہاری لاش بھی یہیں پڑی رہ جائے گی اور ہم اپنے طور پر معلومات حاصل کر کے واپس چلے جائیں گے۔ بولو۔ کیا چاہتے ہو۔ ہاں یا نہ میں جواب دو" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی واپس جانا چاہتے ہو" ——— میجر آنوف نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں خطرات سے گھبرانے والا نہیں ہوں۔ ورنہ شاید میں یہاں تک بھی نہ پہنچ سکتا۔ لیکن اب میں نے خود ہی یہ محسوس کیا ہے کہ مجھے واپس جانا چاہیئے۔ لیکن میری واپسی تب ہی ہو سکتی ہے جب کم از کم میرے پاس معلومات ہوں۔ خالی ہاتھ واپسی ناممکن ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جس ٹائپ کے آدمی لگ رہے ہو۔ مجھے تمہاری بات پر اعتماد ہے۔ میں تمہیں مکمل معلومات بھی مہیا کر دیتا ہوں۔

اور یہ بھی وعدہ کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بحفاظت مجاہدین کے کیمپ تک پہنچا بھی دوں گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ تم نے واقعی اچھا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ جی۔ ٹی۔ ون کی لیبارٹری اور اس کے آپریشنل فیلڈ کو تباہ کرنا قطعی ناممکن بنا دیا گیا ہے" ——— میجر آنوف نے جواب دیا۔

اور پھر عمران نے اس سے لیبارٹری اس کے محل وقوع اور اس کے حفاظتی اقدامات کے ساتھ ساتھ میجر آنوف اس کی فورس اور اس کے آدمیوں کے بارے میں پوری تفصیلات ایسے سوالات سے حاصل کر لیں کہ شاید میجر آنوف کو بھی اس بات کا احساس نہ ہو سکا تھا کہ اس کے عام سے جوابات کی مدد سے عمران کس قدر گہرائی میں نتائج اخذ کر لے گا۔

"شکریہ میجر آنوف۔ تم نے واقعی مجھ سے تعاون کیا ہے۔ لیکن تم نے حکیم بابا جیسے بوڑھے آدمی کو تھپڑ مارے ہیں اور اگر ہم فوری طور پر مداخلت نہ کرتے۔ تو شاید تم انہیں تختہ پوشش بنا کر مزید غیر انسانی تشدد کرتے۔ اور حکیم بابا ہمارے لئے انتہائی معزز آدمی ہیں۔ اس لئے اس جرم میں تمہیں آسان موت دے رہا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر آنوف کوئی جواب دیتا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ اور اس بار میجر کاف کی طرح میجر آنوف کی کھوپڑی بھی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ اور اس کی لاش دھڑام سے نیچے گر گئی۔

" اوہ اوہ۔ تم کس سرد مہری سے انہیں قتل کرتے ہو۔ یہ سب کچھ بے حد ہولناک ہے" ——— حکیم بابا نے انتہائی ہراساں لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" یہ بہادرستان کی غیرت کے قاتل ہیں حکیم بابا۔ اور میں نے تو انہیں آسان موت مارا ہے۔ ورنہ ان کو تو واقعی ترنولی کی گولیاں کھلانی چاہیئے تھیں۔ لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ لالہ تم باہر جا کر میرے ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ ہم نے فوری طور پر یہاں سے گاڑی جانا ہے" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور لالہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیزی سے باہر کو لپک گئی۔

" کیا ——— کیا واقعی تم ان گولیوں کے بارے میں درست کہہ رہے تھے" ——— حکیم بابا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اا عمران مسکرا دیا۔

" ہاں۔ لیکن یہ اثرات صرف بے غیرتوں کے خون پر ہوتے ہیں۔ غیرت مند کے لئے یہ بے ضرر رہتی ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور حکیم بابا حیرت سے عمران کو دیکھتے رہ گئے۔ شاید عمران کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد اس کے باہر موجود ساتھی اندر آ گئے۔ لالہ بھی ساتھ تھی۔

" میک اپ باکس نکالو۔ اس میجر آنوف کا میک اپ میں کروں گا۔ میجر کاف کا میک اپ صفدر کرے گا۔ اور تنویر، کیپٹن شکیل اور صدیقی ان تین مقامی افراد کا میک اپ کریں گے۔ جلدی کرو" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے

نے اپنی پشت پر لدے ہوئے بیگ اتارے اور پھر وہاں اسی کمرے میں وہ سب چہروں پر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حکیم بابا اور لالہ دونوں حیرت بھرے انداز میں انہیں یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ وہ بالکل اسی طرح انہیں دیکھ رہے تھے جیسے بچے کسی شعبدہ گر کو حیرت انگیز شعبدہ کرتے دیکھ رہے ہوں۔ پھر لباس بھی تبدیل کئے گئے۔ دونوں میجروں کی وردیوں پر خون کے چھینٹے اور ان کی کھوپڑیوں کے ٹکڑے موجود تھے۔ ان ٹکڑوں کو عمران نے ہاتھ سے جھٹک دیا البتہ خون کے چھینٹے ویسے ہی وردی میں تقریباً جذب ہو گئے تھے۔ جب کہ مقامی افراد کے لباسوں پر خون کے داغ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اور ویسے بھی خاصے بڑے بڑے تھے۔

" حکیم بابا۔ کیا آپ کے پاس میرے ساتھیوں کے لئے صاف مقامی لباس مل جائیں گے" ——— عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت حکیم بابا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ میرے شہید بیٹوں کے لباس صندوق میں پڑے ہیں۔ یقیناً تمہارے ساتھیوں کو پورے بھی آئیں گے اور مجھے خوشی ہوگی کہ میرے شہید بیٹوں کے لباس تم جیسے بہادروں نے بھی پہنے ہیں" ——— حکیم بابا نے کہا اور عمران مطمئن انداز میں مسکرا دیا۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے چھوٹے سے کمرے
میں مہاگنی کی ایک جدید اور خوب صورت آفس ٹیبل کے پیچھے
لمبا تڑنگا اور چوڑی چھاتی والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس ک
چہرہ قدرے لمبوترا اور جبڑے بھاری تھے۔ جس کی وجہ
وہ خاصا سفاک اور بارعب آدمی نظر آتا تھا۔ اس کے سر
پر موجود چھوٹے چھوٹے بال سرکنڈوں کی طرح اوپر کو اٹھے ہو
تھے۔ اس کا نام لوبانو تھا۔ لوبانو روسیاہی سیکرٹ سرو
کا سب سے فعال اور مشہور ایجنٹ تھا۔ اس کی کارکردگی
زیادہ تر فیلڈ ایکریمیا تھا۔ اور ایکریمیا میں اس نے ایسے
ایسے کارنامے سر انجام دیئے تھے کہ ایکریمیا کی سپیشل
ایجنسیاں اس کے نام سے ہی خوف کھانے لگی تھیں۔ ویسے
اس نے دنیا کے ہر ملک میں کام کیا تھا۔ لیکن جب سے گ

میں جی۔ ٹی۔ ون کی لیبارٹری قائم ہوئی تھی۔ اُسے خصوصی طور پر
اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج بنا کر یہاں تعینات کیا
گیا تھا اور تب سے وہ یہاں سیکورٹی انچارج بنا ہوا تھا۔
گارمی اور اس کے اردگرد موجود بستیوں میں سیکورٹی کے
تمام انتظامات لوبانو نے ہی تیار کئے تھے۔ اور انہی انتظامات
کی وجہ سے اس لیبارٹری کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن
لوبانو نے اپنا ہیڈ کوارٹر گارمی میں قائم کرنے کی بجائے لیبارٹری
کے بیرونی حصے میں ہی بنایا تھا۔ لیبارٹری اور اس کا آپریشنل
فیلڈ مکمل طور پر زیر زمین تھا۔ جی۔ ٹی۔ ون کا جو تجربہ انتہائی محدود
پیمانے پر بہادرستان کے ایک ٹارگٹ پر کیا گیا تھا وہ اسی
آپریشنل فیلڈ سے ہی کیا گیا تھا۔ اس کا طریقہ یہ رکھا گیا تھا۔ کہ
میزائل کو مکمل طور پر کورڈ آپریشنل فیلڈ میں ہی چلنے کے قابل بنایا
جاتا تھا۔ اور پھر جب وہ ہر لحاظ سے فائرنگ کے لئے تیار ہو
جاتا تو پھر آپریشنل فیلڈ کی چھت ہنگامی طور پر ہٹا کر میزائل فائر کر
دیا جاتا۔ چونکہ یہ میزائل کمپیوٹر کنٹرول تھا۔ اس لئے میزائل کے
چھت کراس کرتے ہی چھت خود بخود بند ہو جاتی اور پھر ریڈیو کنٹرول
کے ذریعے ماسٹر کمپیوٹر میزائل کو مخصوص بلندی پر لے جا کر اس
سمت کو موڑ دیتا۔ جہاں اس نے ٹارگٹ پر فائر کرنا ہوتا اور جب
میزائل اس ٹارگٹ پر پہنچ جاتا تو میزائل کی رینج کو ماسٹر کمپیوٹر
آٹو میٹک انداز میں ایڈجسٹ کر کے میزائل کو فضا میں انتہائی
جدی پر ہٹ کر دیا جاتا۔ اس طرح مخصوص رینج نیچے اپنے ٹارگٹ پر

گرتیں اور وہاں موجود انسانوں کا پلک جھپکنے میں خاتمہ ہو جاتا۔ یہ سارا کام آپریشنل فیلڈ میں نصب ماسٹر کمپیوٹر خود بخود کرتا تھا۔ البتہ اس کی نگرانی ڈاکٹر ڈشمے کرتا تھا اور یہ سب کچھ پہاڑی کے نیچے سے خود بخود ہوتا رہتا اور اوپر خشک اور ویران پہاڑیاں اسی طرح ساکت وصامت نظر آتی رہتیں۔ اس طرح دوران آپریشن بھی لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ دونوں ہر لحاظ سے محفوظ رہتے تھے۔ یہ سارا سسٹم ڈاکٹر ڈشمے کے ذہن کی ایجاد تھا۔ وہ ان معاملات میں بھی خاص مہارت رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لوبانو ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ کہ اس لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ تک کا ایکریمیا کے ایجنٹوں کو علم بھی ہو جائے تب بھی وہ کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اور اب تک ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ پوری دنیا میں کسی کو بھی جی۔ٹی۔ون کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ حالانکہ وہ اس کا محدود پیمانے پر ایک تجربہ بھی کر چکے تھے۔ اور اب آخری اور فیصلہ کن تجربے میں صرف ایک روز کا وقفہ رہ گیا تھا۔ جی۔ٹی۔ون میزائل جن کے ذریعے پورے بہادرستان کے لاکھوں مجاہدین کا خاتمہ کیا جانا تھا۔ تیار ہو کر آپریشنل فیلڈ میں پہنچ چکے تھے۔ اور ڈاکٹر ڈشمے اب ان میزائلوں کو پہلے سے منتخب شدہ ٹارگٹس پر ہٹ کرنے کے لئے تیاریوں میں مصروف تھا۔ اور لوبانو اپنے دفتر میں بیٹھا ایک دلچسپ رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے سپیشل ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگیں۔ لوبانو نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اس سپیشل ٹرانسمیٹر کا تعلق صرف کے۔جی۔بی سے تھا۔ کے۔جی۔بی کو کس لئے اُسے کال کرنے کی ضرورت پیش آ گئی۔ اس بات پر وہ حیران تھا۔ ٹرانسمیٹر سے مسلسل ٹوں ٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ لوبانو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ میز پر الٹا کر کے رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو ——— کے۔جی۔بی ہیڈ کوارٹر کالنگ لوبانو اوور“ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز گونج اٹھی۔

”یس ——— لوبانو اٹنڈنگ اوور“ ——— لوبانو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سیکنڈ چیف دیلمی سے بات کریں“ ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ لیکن اوور نہ کہا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ بات ابھی جاری تھی۔

”ہیلو لوبانو۔ میں دیلمی بول رہا ہوں اوور“ ——— اس بار دوسری آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا سرد تھا۔ لوبانو اس لہجے کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ دیلمی اسی انداز میں بات کرنے کا عادی تھا۔ ویسے دیلمی سے اس کے خاصے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ کیونکہ وہ دونوں کالج میں نہ صرف کلاس فیلو رہے تھے بلکہ ہوسٹل میں روم فیلو بھی تھے۔

”میں سن رہا ہوں تمہاری آواز۔ لیکن یہ یکایک تمہیں میری یاد کیسے آ گئی اوور“ ——— لوبانو نے مسکراتے ہوئے بے تکلفانہ

لہجے میں کہا۔

" میں ایک اہم مشن پہ ملک سے باہر تھا۔ آج ہی میری واپسی ہوئی ہے۔ چیف بھی یہاں نہیں تھے۔ اور ہم دونوں کی عدم موجودگی میں ایک خوف ناک خطرے نے تمہاری لیبارٹری کی طرف رخ کر لیا تھا۔ بلکہ اب تو وہ خطرہ یقیناً تمہارے ارد گرد پہنچ بھی گیا ہو گا۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے تمہیں اس خطرے کے بارے میں کسی نے اطلاع بھی نہیں دی۔ حالانکہ ایسا ہونا بے حد ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ نہ صرف تمہیں اس خطرے کی اطلاع دے دوں بلکہ اس خطرے کے متعلق تازہ ترین رپورٹ بھی تم تک پہنچا دوں اوور" ——— ولیری نے اس بار خاصے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو لوبا نو بُری طرح چونک پڑا۔

" خطرہ اور جی۔ ٹی۔ ڈن لیبارٹری کو۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہیں تم نے کوئی زہریلی شراب تو نہیں پی لی۔ عام شراب سے تو تمہیں نشہ نہیں ہوتا اوور" ——— لوبا نو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارا ردِ عمل فطری ہے لوبانو۔ بہر حال پہلے تفصیل سن لو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کے ایجنٹ علی عمران سے تو تم اچھی طرح واقف ہو اوور" ——— ولیری کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں مسکرا رہا ہو اور لوبانو کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ آنکھیں سکڑ سی گئیں۔ کیونکہ جو نام ولیری نے لئے تھے۔ انہوں نے واقعی

بھیانک خطرے کا الارم اس کے ذہن میں بجانا شروع کر دیا تھا۔

" میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مگر جی۔ ٹی۔ ڈن لیبارٹری کا ان لوگوں سے کیا تعلق اوور" ——— لوبانو نے کہا

" تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر ڈشمے نے جو محدود تجربہ جی۔ ٹی۔ ڈن کا بہادرستان میں کیا تھا۔ اس بارے میں تفصیلات بہادرستان کے مجاہدین نے حاصل کر لیں۔ تمہاری لیبارٹری آپریشنل فیلڈ کے بارے میں بھی انہیں سب کچھ معلوم ہو گیا۔ لیکن وہ خود چونکہ اس کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مدد مانگی۔ اور بہادرستانی مجاہدین کا لیڈر آصف سرحدی پاکیشیا جا کر ملا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا مشن لینے پر آمادہ ہو گئی۔ ہمارے ایجنٹوں نے بھی یہ بات معلوم کر لی۔ لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے ہرات پہنچنا ضروری تھا۔ چنانچہ عمران کو یہ اطلاعات مل گئیں کہ ہرات میں ایک سکھ تنظیم ریڈ ڈرگ کے روابط آران کی ایک تنظیم ارباب سے ہیں۔ اور ارباب کی سربراہ مادام نتاشا اور ہرات کے کمانڈر کرنل ناروک کی بیوی مادام کاذن کے درمیان گہرے تعلقات ہیں۔ چنانچہ اس نے ان روابط کو استعمال کرنے کا پروگرام بنایا۔ جی۔ پی کو اطلاع ملی تو ہرات کے کمانڈر کرنل ناروک کو الرٹ کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو رپورٹ ملی وہ انتہائی حیرت انگیز تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف ہرات پہنچ گئے تھے بلکہ وہ لوگ

ایڈبیس کے کمانڈر جیکوف کو قتل کر کے اس کے روپ میں ایک ہیلی کاپٹر بھی لے اڑے۔ بروقت پتہ چل جانے کی وجہ سے ان کے ہیلی کاپٹر کو ازامیر کی پہاڑیوں پر ہٹ کر دیا گیا۔ مگر یہ اطلاع ملی کہ ہیلی کاپٹر ہٹ ہونے سے پہلے چند چھاتہ برداروں کو ازامیر کی پہاڑیوں پر اترتے دیکھا گیا۔ فوری طور پر چھاتہ بردار وہاں اتار دیئے گئے اور کرنل ناروک نے اس آپریشن کی خود نگرانی کی لیکن یہ لوگ جب کہیں نہ ملے تو پوری پہاڑیوں پر زبردست بمباری کرائی گئی۔ مگر نہ ہی کسی کی لاش ملی اور نہ کوئی خفیہ پناہ گاہ۔ وہ اس طرح غائب ہو چکے تھے جیسے ان کا کہیں وجود ہی نہ ہو۔ اس پر فوری طور پر لائحہ عمل بدل دیا گیا۔ چونکہ ان لوگوں کا ٹارگٹ لیبارٹری تھا اس لئے لیبارٹری تک پہنچنے کیلئے انہیں ہر صورت میں گاری پہنچنا تھا۔ چنانچہ لاسو کے ہیڈ کوارٹر کے انچارج میجر کاف کو لاسو ایجنٹوں کے ایک دستے کے ساتھ خصوصی پوما ہیلی کاپٹروں کے ساتھ گاری کے انچارج میجر آنوف کی امداد کے لئے بھیج دیا گیا۔ کیونکہ ہرات میں ان ایجنٹوں کو میجر کاف نے ہی ٹریس کیا تھا اور اسی نے فوری کارروائی کر کے ان کا ہیلی کاپٹر ہٹ کرایا تھا اور اب صورت حال یہ ہے کہ میجر کاف لاسو ایجنٹوں کے ساتھ گاری پہنچ چکا ہے جب کہ عمران اور اس کے ساتھی ازامیر کی پہاڑیوں تک پہنچنے کے بعد غائب ہو چکے ہیں۔ میں نے جب یہ رپورٹیں پڑھیں تو مجھے فوراً خیال آیا کہ کیا تمہیں ان ساری باتوں کی اطلاع بھی دی گئی

ہے یا نہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میجر کاف ہو یا میجر آنوف۔ ان میں سے کوئی بھی اس معیار کا آدمی نہیں ہے جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا سکے۔ صرف تم ہی ایسے آدمی ہو جو ان کی چالوں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے سخت پریشانی ہوئی کہ تمہیں کسی بات کی اطلاع ہی نہیں دی گئی۔ چنانچہ میں نے تمہیں کال کیا ہے اوور“ ۔۔۔۔ ویلری نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور لوبانو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”کمال ہے۔ حد ہے۔ وہ لوگ گاری اور لیبارٹری کے سر تک پہنچ گئے اور مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔ بہرحال تمہارا شکریہ ویلری۔ تم نے پھر بھی بروقت مجھے اطلاع دے دی ہے۔ اب فکر نہ کرو عمران اور اس کے ساتھیوں کا مدفن کوہ ہندو کش کی یہی پہاڑیاں ہی بنیں گی اوور“ ۔۔۔۔ لوبانو نے کہا۔

”اوکے۔ وش یو گڈ لک اوور اینڈ آل“ ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لوبانو نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک طرف رکھے ہوئے وائرلیس فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔ یہ نمبر گاری میں میجر آنوف کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔

”یس ہیڈ کوارٹر۔ بساک سپیکنگ“ ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

" لوبانو بول رہا ہوں۔ میجر آنوف سے بات کراؤ" ـــــ لوبانو نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ سر۔ میجر آنوف لاسو کے چیف میجر کاف کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر بستی کندور گئے ہوئے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے بسماک نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیوں۔ وہاں کیوں گئے ہیں" ـــــ لوبانو نے حیران ہو کر پوچھا۔

" معلوم نہیں جناب۔ وہ لاسو کے یہاں نئے بنائے جانے والے ہیڈ کوارٹر ریڈ ہاؤس میں میجر کاف سے ملنے گئے تھے۔ اچانک وہ ہیلی کاپٹر لے کر بستی کندور چلے گئے۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے" ـــــ لوبانو نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور عقبی دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ لوبانو نے یہاں ہر طرف حفاظت کا ڈبل سسٹم بنایا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میجر آنوف کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ ہر جگہ اس کے اپنے خفیہ ایجنٹ بھی موجود تھے۔ جو اُسے براہِ راست رپورٹیں دیتے تھے۔ یا وہ ان سے کام لے سکتا تھا۔ الماری کھول کر اس نے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اُسے لا کر اس نے میز پر رکھا اور اب وہ ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ کندور بستی ازامیر کی پہاڑیوں کی سمت میں ہی تھی۔ لیکن وہ اتنی

بلندی پر تھی کہ وہاں خصوصی ہیلی کاپٹروں کے علاوہ نیچے سے نہ پہنچا جا سکتا تھا۔ لیکن لوبانو کو معلوم تھا کہ مقامی لوگ کسی لاشو نامی طریقے کو استعمال کر کے انتہائی بلندیوں تک پہنچ جاتے تھے۔ اس لئے اس کے ذہن میں ایک خدشہ سا پیدا ہوا تھا۔ اور پھر میجر کاف کا میجر آنوف کے ساتھ کندور بستی میں اچانک جانے سے بھی اس کی چھٹی حس نے الارم بجانا شروع کر دیا تھا۔ اُسے عمران کی صلاحیتوں کا اچھی طرح علم تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر ایسی پیش بندی کرنا چاہتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی طرح بھی گارڈی یا لیبارٹری تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی سیٹ کی اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو لوبانو بول رہا ہوں اوور" ـــــ لوبانو نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا وہ مقامی زبان میں کال کر رہا تھا۔

" جی۔ الف خان بول رہا ہوں جی اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک مقامی آواز سنائی دی۔

" الف خان۔ میجر آنوف اپنے ایک ساتھی میجر کاف کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں تمہاری بستی میں گیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے اوور" ـــــ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا۔

" جی سر۔ میجر آنوف ایک دوسرے میجر صاحب کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں یہاں آئے۔ ان کا ہیلی کاپٹر مقامی حکیم بابا کی پرانی حویلی کے سامنے اتر گیا۔ قدس خان اور ایوب خان

اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہلے سے ہی موجود تھے ان کے پاس
مشین گنیں تھیں اور پھر وہ سب حکیم بابا کے گھر میں گئے ہیں۔ اس
سے پہلے قدس خان کو میجر آنون نے کہا تھا کہ کچھ اجنبی دشمن
ازامیر کی پہاڑیوں سے کندور آنے والے خفیہ راستے سے
کندور پہنچنے والے ہیں یا پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ قدس خان نے
فوری طور پر چیکنگ شروع کر دی۔ چونکہ یہاں صرف حکیم بابا کا
ہی گھر ایسا ہے جہاں دشمن ایجنٹ چھپ سکتے ہیں۔ اس لئے
قدس خان خود حکیم بابا کے پاس گیا۔ اور اس نے خود وہاں اچھی
طرح تلاشی لی۔ لیکن وہاں حکیم بابا کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ پھر
میجر صاحب آ گئے۔ اور وہ سب ابھی تک اندر ہی ہیں اوور"
الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور لوبانو کی پیشانی پر
پریشانی کی لکیریں ابھر آئیں۔

" اوہ۔ الف خان۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ وہ اندر کیا کر رہے
ہیں اوور" ـــــ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا۔

" انہوں نے کیا کرنا ہے جی۔ حکیم بابا کو مار پیٹ کر کہہ رہے
ہوں گے کہ اگر دشمن آئیں تو وہ انہیں چھپائے ناں اوور" ـــــ
الف خان نے جواب دیا۔

" اور اگر دشمن پہلے ہی آ چکے ہوں اور کہیں چھپے ہوئے ہوں
تو اوور" ـــــ لوبانو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" نہیں جی۔ اول تو دشمن کندور میں آ ہی نہیں سکتے۔ خواہ مخواہ کا
وہم ہے۔ اور اگر آ بھی جائیں تو فوراً پکڑے جائیں گے۔ حکیم بابا

بے حد بوڑھا آدمی ہے۔ وہ بھلا کیسے دشمنوں کو چھپا سکتا ہے۔
اوور" ـــــ الف خان نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" سنو الف خان۔ میں تمہیں دس ہزار روپے انعام دے
سکتا ہوں۔ اگر تم حکیم بابا کے گھر میں جا کر مجھے مکمل حالات اس
طرح معلوم کر کے بتا سکو کہ میجر آنون کو بھی اس کا پتہ نہ چل
سکے۔ بولو۔ لینا ہے انعام یا کسی اور کو دے دوں اوور"
لوبانو نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔ اُسے ان مقامی افراد کی
لالچی طبیعت کا بخوبی علم تھا اور دس ہزار روپے ان کیلئے بہت بڑی رقم تھی

" دس ہزار روپے۔ اوہ اوہ۔ اس کے لئے تو میں دس
آدمیوں کو بھی گولیوں سے اڑا سکتا ہوں اوور" ـــــ الف
خان نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" تو پھر جاؤ اور معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو۔ لیکن رپورٹ
بالکل درست ہونی چاہئے۔ ورنہ دس ہزار روپوں کی بجائے
تمہارا پورا گھر بھی بموں سے اڑایا جا سکتا ہے اوور" ـــــ لوبانو
نے انتہائی سرد لہجے میں اُسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

" جناب فکر نہ کریں الف خان نے کبھی غلط رپورٹ نہیں دی
اوور" ـــــ الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور لوبانو نے
"اوور اینڈ آل" کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر میز پر
پڑا ہوا رسالہ اٹھا لیا۔ لیکن اب نجانے کیا بات تھی کہ اس کا
ذہن منتشر سا ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ بھی وہ جانتا تھا اُسے عمران
کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب اُسے

باوجود زبردست حفاظتی اقدامات کے لیبارٹری شدید خطرے میں ڈوبی ہوئی نظر آرہی تھی۔ بس یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ عمران آخر کس طرح گاڑی پہنچے گا۔ کنٹرول روم اور گاڑی کے درمیان بے پناہ چیکنگ تھی سخت اور سائنسی چیکنگ۔ اور پھر اس ذہنی ادھیڑبن میں نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ بڑے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے پر وہ چونکا اور اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"جی ـــــ الف خان بول رہا ہوں جی اوور" ـــــ الف خان کی آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا متوحش سا تھا۔

"ہاں۔ لوبانو بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا۔ الف خان کے لہجے سے ہی اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے۔

"صاحب جی۔ بڑا ظلم ہو گیا ہے جی۔ قدس خان، ایوب خان اور ان کا ساتھی تینوں قتل ہو گئے ہیں جی۔ وہ میجر آنوف اور دوسرا میجر بھی ہلاک ہو گئے ہیں جی۔ بڑا غضب ہو گیا ہے جی اوور" ـــــ الف خان کی متوحش آواز سنائی دی۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ اوور" ـــــ لوبانو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"صاحب جی۔ جب میں اپنی دکان بند کر کے حکیم بابا کے گھر کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ میں نے میجر صاحب کا ہیلی کاپٹر اڑ کر گاڑی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا جی۔ اس کا مطلب تھا

کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اب قدس خان اور ایوب خان سے باتوں ہی باتوں میں معلوم کروں گا کہ دشمن ملے یا نہیں۔ مگر میں حکیم بابا کی حویلی تک پہنچ گیا۔ مگر دونوں خان مجھے نہ ملے۔ حالانکہ ان کا واپس آنے کا راستہ یہی تھا۔ میں سمجھا کہ وہ دونوں اپنے ساتھی کے ساتھ حکیم بابا کے پاس ہی رک گئے ہوں گے۔ اس لئے میں اندر چلا گیا۔ مگر وہاں حکیم بابا اکیلے تھے۔ دونوں خان اور ان کا ساتھی موجود نہ تھے۔ حکیم بابا مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ اور صاحب جی میں نے دیکھ لیا کہ وہاں کمرے میں خون کے دھبے موجود تھے۔ جنہیں حکیم بابا مٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے حکیم بابا سے خون کے بارے میں پوچھا تو حکیم بابا نے مجھے ٹالنا چاہا۔ چنانچہ مجبوراً مجھے حکیم بابا پر ہاتھ اٹھانا پڑا۔ اور پھر جی اچھی خاصی مار کھانے کے بعد حکیم بابا نے اصل بات اگل دی۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا کے پانچ آدمی ایک لڑکی لالہ کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ ان کے سردار کا نام عمران تھا۔ جب وہ یہاں پہنچے تو قدس خان، ایوب خان اور ان کا ساتھی۔ اور دونوں میجر بھی آ گئے۔ حکیم بابا نے اجنبیوں کو ایک خفیہ کمرے میں چھپا دیا۔ مگر میجر آنوف کو شک پڑ گیا۔ انہوں نے حکیم بابا کو تھپڑ مارے اور پوچھ گچھ شروع کی جس پر وہ آدمی اس خفیہ کمرے سے باہر نکل آئے ـــــ اور انہوں نے قدس خان، ایوب خان اور اس کے ساتھی کو گولی مار دی۔ پھر انہوں نے

دوسرے میجر کی کھوپڑی بھی اڑا دی۔ اس کے بعد وہ میجر آنوف سے کسی لیبارٹری کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے پھر انہوں نے میجر آنوف کی بھی کھوپڑی اڑا دی۔ اس کے بعد وہ عمران اپنے چہرے پر کوئی دوائیں لگا کر میجر آنوف بن گیا جب کہ اس کا ایک ساتھی دوسرا میجر بن گیا اور باقی ساتھیوں نے قدس خان اور ایوب خان اور ان کے ساتھی کا روپ بدل لیا۔ دونوں میجروں کی وردیاں اتار کر انہوں نے پہن لیں۔ باقی لباس حکیم بابا نے انہیں اپنے بیٹوں کے دے دیئے۔ پھر انہوں نے ساری لاشوں کو اکٹھا کر حویلی کے ایک گہرے گڑھے میں پھینک کر اس کو پتھروں سے پُر کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس لڑکی لالہ کے ساتھ حویلی سے نکل گئے۔ اور حکیم بابا بتا رہا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر پر گئے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے جا کر قدس خان، ایوب خان ان کے ساتھی اور دونوں میجروں کی لاشیں دیکھی ہیں جی۔ قدس خان میرا عزیز تھا جی۔ اس لئے میں نے اس کا انتقام لینے کے لئے حکیم بابا کو گولی مار دی ہے اوور"۔۔۔ الف خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارا انعام تمہیں مل جائے گا اوور اینڈ آل"۔۔۔ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے بجلی کی سی تیزی سے وائرلیس فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیا۔

" یس۔ ہیڈ کوارٹر۔ بسماک سپیکنگ "۔۔۔ بسماک

کی آواز سنائی دی۔

" لوبانو بول رہا ہوں میجر آنوف کندر بستی سے واپس آ گیا ہے"۔۔۔ لوبانو نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ابھی چند منٹ پہلے پہنچے ہیں، ریڈ ہاؤس میں موجود ہیں۔ بات کراؤں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں۔ کراؤ بات"۔۔۔ لوبانو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے ایک پلان مرتب ہو گیا تھا۔

" ہیلو سر۔۔۔ بات کیجئے"۔۔۔ بسماک کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو میجر آنوف۔ میں لوبانو بول رہا ہوں"۔۔۔ لوبانو نے اپنے لہجے کو سادہ بناتے ہوئے کہا۔

" جی فرمایئے"۔۔۔ دوسری طرف سے میجر آنوف کی ہی آواز سنائی دی۔ اور لوبانو بے اختیار مسکرا دیا۔ بولنے والے کا لہجہ ہو بہو میجر آنوف جیسا ہی تھا۔ اگر الف خان کی رپورٹ لوبانو کو نہ مل چکی ہوتی تو شاید اُسے کسی تبدیلی کا احساس تک نہ ہوتا۔

" میں نے پہلے فون کیا تو معلوم ہوا کہ آپ لاسو کے میجر کاف کے ساتھ کندور گئے ہیں۔ یہ لاسو کے میجر کاف گاڑی کیسے پہنچ گئے۔ لاسو تو سرات میں تعینات ہیں"۔۔۔ لوبانو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے گارڈ آئے ہیں کیونکہ اطلاع ملی ہے کہ ازامیر کی پہاڑیوں میں کچھ دشمن ایجنٹ دیکھے گئے ہیں۔ میں کنندو بھی اسی لئے گیا تھا تاکہ وہاں کے ایجنٹوں کو خبردار کر آؤں" ___ میجر آنوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ لیکن مجھے تو کسی دشمن ایجنٹوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ حالانکہ اصل لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج تو میں ہوں۔ اور آپ نے بھی کوئی اطلاع نہیں دی۔" لوبانو نے اس بار قدرے برہم سے لہجے میں کہا۔

" اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔ دشمن ایجنٹ یہاں تو کسی طرح پہنچ ہی نہیں سکتے " ___ میجر آنوف نے کہا۔

" میجر کاف بہرحال مہمان ہیں۔ اور میں نے ان کی کارکردگی کی بڑی تعریف سنی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ان سے ملاقات ہو جائے۔ میرا خیال ہے میں وہاں آپ کے پاس آجاؤں تو زیادہ بہتر ہے یا پھر ایسا ہے کہ آپ میجر کاف کو ساتھ لے کر یہاں آجائیں میرے پاس" ___ لوبانو نے کہا۔

" جیسے آپ کہیں۔ ہم تو ہر طرح سے تیار ہیں" ___ میجر آنوف نے جواب دیا۔ اور لوبانو کے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

" میرے خیال میں آپ ہی یہاں آجائیں۔ ان حالات میں

تو لیبارٹری کو چھوڑنا اچھا نہ ہوگا لیکن آپ میری طبیعت تو جانتے ہیں۔ دعوت گانے بجانے کی محفل کے بغیر تو کسی طرح مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ گارڈ کی شیریں اور اس کے گروپ کو ساتھ لیتے آئیں۔ شیریں بڑی طرحدار عورت ہے۔ خوب لطف رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ میجر کاف بھی اسے پسند کریں گے۔ شراب میرے پاس بہت ہے" ___ لوبانو نے کہا۔

" مگر شیریں اور اس کا گروپ تو کسی بستی میں گیا ہوا ہے۔ کوئی شادی اٹنڈ کرنے۔ ایک اور گروپ ہے۔ اگر آپ کہیں تو اسے لیتا آؤں۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گا" ___ دوسری طرف سے میجر آنوف نے کہا۔

" چلو اسے ہی لیتے آؤ۔ عورت زوردار ہونی چاہیئے۔ میری پسند کا تو تمہیں بخوبی علم ہے" ___ لوبانو نے کہا۔

" بالکل پسند آئے گی آپ کو۔ اور میجر کاف کو بھی پسند آئے گی" میجر آنوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے پھر آجاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ___ لوبانو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ طاری تھی۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک روسیاہ نوجوان اندر داخل ہوا۔

" سیاف کو بھیجو میرے پاس فوراً" ___ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"میں یہاں تمہیں موت کا رقص دکھاؤں گا عمران۔ حقیقی موت کا رقص" ــــ لوبانو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور دوسیاہی اندر داخل ہوا۔

"آپ نے مجھے یاد کیا ہے باس" ــــ آنے والے نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو سیاف۔ اور میری بات غور سے سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی خطرناک گروپ یہاں آ رہا ہے اور ہم نے ان کی موت کو ہر صورت میں یقینی بنانا ہے" ــــ لوبانو نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ اور یہاں لیبارٹری میں۔ کیا مطلب باس" ــــ سیاف نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت تھی اور لوبانو نے اُسے مختصر طور پر ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ اوہ باس۔ ایسے لوگوں کو تو آپ کو یہاں نہ بلانا چاہئے تھا۔ کہیں لیبارٹری ہی خطرے میں نہ پڑ جائے۔ ان سے تو گاری میں نمٹ لینا چاہئے تھا" ــــ سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے آئندہ بزدلوں جیسی بات نہ کرنا سیاف۔ تم میرے نائب ہو۔ اور میرے نائب کو میری طرح ہی دلیر اور بہادر ہونا چاہئے۔ یہ لوگ میجر آنوف اور میجر کاف کے میک اپ میں ہیں۔ اس لئے جب تک میں وہاں موجود ان کے ماتحتوں کو یقین دلاتا کہ یہ اصل نہیں ہیں ان لوگوں نے بہرحال مزاحمت

کرنی تھی۔ اس طرح یہ لوگ چوکنے بھی ہو جاتے اور کوئی بھی کارروائی کر سکتے تھے۔ لیکن اب وہ یہی سمجھ کر یہاں آ رہے ہیں کہ مجھے ان کی اصل حقیقت کا علم نہیں ہے۔ الف خان نے مجھے رپورٹ دیتے ہوئے بتا دیا تھا کہ عمران کے تین ساتھی مقامی میک اپ میں ہیں اور ان کے ساتھ ایک مقامی لڑکی لالہ بھی ہے۔ اس لئے میں نے شیریں اور اس کے گروپ کی بات بھی کر دی۔ تاکہ وہ انہیں وہاں چھوڑ کر نہ آ جائیں۔ اگر وہ لوگ وہاں رہ جاتے اور ہم انہیں یہاں ہلاک کر دیتے تو وہ لوگ ہمارے لئے مصیبت بن جاتے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ شیریں اور اس کے گروپ کو میجر آنوف میری فرمائش پر یہاں بھیجتا بھی رہا ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنے کسی اسسٹنٹ سے اس بارے میں تصدیق بھی کرے گا تو اُسے یہی بتایا جائے گا کہ شیریں اور اس کا گروپ یہاں آتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ مکمل طور پر مطمئن ہو جائے گا۔ اور پھر یہاں آنے کے لئے وہ فوری طور پر اس لئے بھی تیار ہو گیا کہ اس کا اصل ٹارگٹ بھی لیبارٹری ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ لیبارٹری مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ اس میں تو میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان کے یہاں آ جانے کے باوجود لیبارٹری کو اعشاریہ ایک فیصد بھی خطرہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہاں ہم انتہائی آسانی سے انہیں یقینی موت سے دوچار کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ ذہنی طور پر انتہائی ہوشیار اور عیار واقع ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں صورتحال ہماری فیور میں جاتی ہے کہ وہ لوگ اس اطمینان کے ساتھ

آئیں گے کہ ہمیں ان کی اصلیت کا علم نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ذہنی طور پر مطمئن ہوں گے اور ایسا اطمینان ہی ان کی موت کا اصل سبب بن جائے گا" ــــــ لوبانو نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا اور سیاف کے چہرے پر شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔

"آئی ایم سوری باس۔ واقعی آپ جس گہرائی میں سوچتے ہیں وہاں تک کسی کا ذہن بھی نہیں جا سکتا۔ بہرحال اب کیا کرنا ہے۔ حکم فرمائیں" ــــــ سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ان لوگوں کا استقبال کروں گا۔ اور پھر انہیں ساتھ لے آ کر زیرو روم میں آ جاؤں گا۔ تم زیرو روم کی مشینری کو پوری طرح آن رکھنا۔ پھر جیسے ہی میں سر پر ہاتھ رکھوں تم نے ان سب پر ریڈ ریز فائر کر دینا ہے۔ ریڈ ریز سے یہ بے بس ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں بلیک روم میں پہنچا دیا جائے گا۔ اور پھر وہاں ان کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کی موسیقی اور موت کا رقص اطمینان سے دیکھوں گا۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم سے معمولی سی کوتاہی بھی ہوئی تو پھر اس کا نتیجہ خطرناک بھی نکل سکتا ہے" ــــــ لوبانو نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں باس۔ کوئی کوتاہی نہ ہو گی" ــــــ سیاف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ جاؤ اور پھر جیسے ہی ان کا ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دے مجھے فون کر دینا" ــــــ لوبانو نے مطمئن لہجے میں کہا اور سیاف سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

فون کریڈل پر رکھتے ہی عمران نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ وہ سب اس وقت ریڈ ہاؤس کے ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کنندر بستی سے وہ میجر آنوف کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر سیدھے یہاں پہنچے تھے۔ چونکہ عمران میجر آنوف کو چکر دے کر گاڑی اور لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے وہ ہیلی کاپٹر کو اڑاتا ہوا بجائے میجر آنوف کے ہیڈ کوارٹر جانے کے میجر کاف کے ہیڈ کوارٹر ریڈ ہاؤس میں ہی اترا تھا۔ ویسے جب سے اُسے لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج لوبانو کے بارے میں علم ہوا تھا عمران سارے راستے یہی سوچتا آیا تھا کہ اس لوبانو سے کس طرح نمٹا جائے کیونکہ لوبانو سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ لوبانو روسیاہی سیکرٹ سروس کا انتہائی فعال اور تیز ترین ایجنٹ تھا گو اس کی فیلڈ

زیادہ تر ایکریمیا ہی تھا۔ لیکن ایک بار وہ پاکیشیا بھی آیا تھا۔ اور یہیں اس سے عمران کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ اور پھر لوبانو کا مشن تو ناکام ہو گیا تھا لیکن لوبانو نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد چونکہ لوبانو نے پھر کبھی پاکیشیا کا رخ نہ کیا تھا۔ اس لئے دوبارہ اس سے ٹکراؤ ہی نہ ہوا تھا۔ لیکن اب وہی لوبانو یہاں لیبارٹری پر سیکورٹی انچارج بنا ہوا موجود تھا۔ لیکن یہاں پہنچتے ہی جب فون پر اُسے بتایا گیا کہ لیبارٹری سے جناب لوبانو اس سے بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا تھا۔ لیکن اب جب کہ لوبانو سے بات چیت کر کے اس نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ قدرت نے خود بخود اس کا راستہ صاف کر دیا تھا۔ لوبانو نے نہ صرف اُسے اور میجر کاف کو لیبارٹری آنے کی دعوت دے ڈالی تھی۔ بلکہ کسی گانے والی مقامی عورت اور اس کے گروپ کو بھی ساتھ لانے کا کہہ دیا تھا۔ اس طرح مقامی میک اپ میں باقی ساتھیوں اور لالہ کا بھی ساتھ جانے کا سکوپ بن گیا تھا۔ ورنہ لالہ اور باقی ساتھیوں کو یہاں چھوڑ جانے کا مسئلہ بڑا ٹیڑھا ہو جاتا۔ اس نے تو لالہ کو حکیم بابا کے پاس ٹھہرنے کے لئے بہت کہا تھا لیکن لالہ اڑ گئی کہ وہ ہر صورت میں ساتھ جائے گی۔ اور آخر مجبوراً اُسے لالہ کو ساتھ لے آنا پڑا۔

"عمران صاحب۔ اس لوبانو نے جس طرح گانے والی عورت اور اس کے گروپ کو ساتھ لے آنے کی بات کی ہے اس سے

مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے۔ کہیں اُسے ہماری حقیقت کا علم تو نہیں ہو گیا"۔۔۔ ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے جو میجر کاف کے میک اپ میں تھا۔ بات کرتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"شک ۔۔۔ کیوں۔ کس بات پر شک پڑا تمہیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی واضح بات تو نہیں ہے۔ ویسے ہی سمجھ لیں"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے وائرلیس فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"۔۔۔ رسیور اٹھاتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیڈ کوارٹر بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے میجر آنوف کے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر وہی آواز ابھری جس نے پہلے لوبانو کی کال کی اطلاع دی تھی۔

"یس باس۔ بیماک بول رہا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر سے"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"بیماک۔ لوبانو نے شیریں اور اس کے گروپ کی فرمائش کی ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں بھجوا دیتا ہوں انہیں۔ وہ پہلے بھی جاتے رہے ہیں۔ باس لوبانو شیریں کے بے حد مداح ہیں"

بماک نے جواب دیا تو عمران کی آنکھوں میں اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" نہیں۔ رہنے دو۔ میں میجر کاف کے ساتھ وہاں جا رہا ہوں۔ میں نے ان سے خصوصی بات چیت کرنی ہے۔ اور اگر ضرورت پڑی تو میں وہیں سے کال کر کے انہیں منگوا لوں گا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ان اہم باتوں کی وجہ سے ان کی ضرورت لوبانو بھی محسوس نہ کرے گا" ——— عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر" ——— دوسری طرف سے بماک نے کہا اور عمران نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

" اب ہمارے شک کی کیا پوزیشن ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا۔

" ظاہر ہے۔ اب وہ دور ہو گیا ہے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

" عمران صاحب۔ لیبارٹری کی تباہی کے لئے یہ خصوصی اسلحہ جو ہمارے بیگوں میں ہے ساتھ لے جانا پڑے گا اور اسے دیکھ کر لوبانو چونک نہیں پڑے گا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

" اوہ ہاں۔ یہ بات واقعی قابل غور ہے۔ لیکن لالہ گروپ کے پاس ساز وغیرہ بھی تو ہوتے چاہئیں۔ البتہ یہ بیگ ذرا تبدیل کرنے پڑیں گے۔ یہاں ریڈ ہاؤس کے سٹور سے لازماً مل جائیں گے۔ آؤ اب چلنے کی تیاری کریں اور ہاں یہ بتا دوں کہ

لوبانو روسیاہ کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس لئے ہمیں ہر صورت میں چوکنا رہنا ہو گا" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تم نے مجھے گانے والی تو بنا دیا ہے۔ لیکن گانا تو مجھے نہیں آتا" ——— لالہ نے جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ کرسی سے اٹھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" گانا اور رونا کسے نہیں آتا لالہ۔ آدمی ساری عمر ہی دو کام تو کرتا رہتا ہے۔ یا دوسروں کے قصیدے گاتا ہے۔ یا اپنی محرومیوں پہ روتا ہے۔ تم بے فکر رہو۔ تمہیں نہ گانا پڑے گا نہ رونا۔ بلکہ گانا اور رونا دونوں البتہ سننا ضرور پڑے گا" ——— عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لالہ بھی مسکرا دی۔ ریڈ ہاؤس کے سٹور سے انہیں اپنے مطلب کے بیگ مل گئے۔ اور پھر انہوں نے اپنا خصوصی اسلحہ ان بیگوں میں بند کیا اور وہ سب اسی ہیلی کاپٹر پہ سوار ہو گئے۔ جس کے ذریعے وہ کنڈور سے یہاں پہنچے تھے۔ اور ریڈ ہاؤس کے کھلے صحن میں ابھی تک کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پہ عمران خود تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پہ صفدر میجر کاف کے روپ میں اور عقبی سیٹوں پہ لالہ اور دوسرے ساتھی مقامی میک اپ میں تھے۔ بیگ ان کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر تیزی سے اس

طرف کو بڑھنے لگا۔ جدھر میجر آنوف نے لیبارٹری کا محل وقوع بتایا تھا۔

"جس آسانی اور سہولت سے ہم کنسدر سے گاڑی پہنچے ہیں اور اب جس آسانی اور سہولت سے ہم لیبارٹری کی طرف جا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں موجود ہر شخص مکمل احمق ہو"۔۔۔ صفدر نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"جو مکمل نہیں ہو سکے وہ مکمل ہوتے جا رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل اور صدیقی بھی ہنس پڑے البتہ تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جب ماحول اس کی فطرت کے مطابق نہ ہو تو وہ خاموش رہتا تھا۔ اور تنویر کی فطرت کے مطابق ماحول صرف اس وقت ہوتا تھا جب ہر طرف مشین گنیں چل رہی ہوں۔ بموں کے دھماکے ہو رہے ہوں۔ انسان مر رہے ہوں۔ یا مارے جا رہے ہوں اور ظاہر ہے پاکیشیا سے لے کر اب لیبارٹری کی طرف پرواز تک کہیں بھی تنویر کی فطرت کے مطابق ماحول نہ بن سکا تھا۔ اس لئے سوائے کبھی کبھی ناراضگی کا اظہار کرنے کے علاوہ وہ مسلسل خاموش ہی رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر نے ابھی گاڑی سے نکل کر تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اس میں نصب ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ لیبارٹری ہیڈکوارٹر انچارج سیاف

سپیکنگ اوور"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا جارحانہ تھا۔

"یس میجر آنوف اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ عمران نے میجر آنوف کے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ میجر آنوف۔ آپ ہیں۔ اور آپ کے ساتھ کون کون ہے ہیلی کاپٹر میں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ لاسوکے انچارج میجر کاف اور گانے بجانے والا ایک گروپ ہے۔ جس میں ایک مقامی عورت اور تین مقامی مرد شامل ہیں۔ اور جس کی فرمائش خود لوبانو نے کی ہے اوور" عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔ باس نے مجھے اس بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ ٹھیک ہے اب اطمینان سے بڑھتے آئیں میں چیکنگ ایئر سرکٹ بند کر دیتا ہوں تاکہ آپ کو کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"بڑے سخت انتظامات ہیں چیکنگ کے۔ یہ چیکنگ ایئر سرکٹ نئی بات ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس قدر زیادہ سخت انتظامات کئے جائیں اسی قدر حماقتوں میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کنسدر سے گاڑی تک بھی انہوں نے انتہائی سخت چیکنگ کا نظام قائم کیا ہوا ہے۔ لیکن تم

نے دیکھا کہ راستے میں ہمیں ایک جگہ بھی چیک نہ کیا گیا۔ اس لئے کہ یہ ہیلی کاپٹر ان کے باس کا ہے۔ حالانکہ چیکنگ کا مقصد ہی تب پورا ہوتا ہے کہ جب عام سپاہی سے لے کر انچارج تک سب کی چیکنگ کی جائے اور یہی حماقت اب یہاں بھی ہو رہی ہے۔ اگر یہ ایمر سرکٹ نہ ہٹایا جاتا اور ہمیں اس کی باقاعدہ اطلاع نہ دی جاتی تو لازماً انہیں ہی فائدہ ہوتا۔ لیکن ایسے نظاموں میں ہمیشہ یہی کمزوری موجود ہوتی ہے کہ بڑے افسروں کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ اور بڑے افسر بھی اپنی ذات کی چیکنگ کو توہین سمجھتے ہیں۔ اور ہمیشہ مخالف اسی کمزوری سے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں"۔ عمران نے کہا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی سر ہلا دیئے۔

"اگر تم اس ہیلی کاپٹر میں نہ ہوتے عمران تو حقیقت یہی ہے کہ تم کسی طرح کارمی میں داخل نہ ہو سکتے۔ ان لوگوں نے ایک ایک پتھر کی چیکنگ کا انتظام کیا ہوا ہے"۔۔۔۔ پیچھے بیٹھی ہوئی لالہ نے کہا۔

"پتھروں کی چیکنگ ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ محبت کے چشمے پتھروں سے ہی پھوٹتے ہیں۔ اب تم خود دیکھ لو۔ تنویر جس طرح پتھر کی طرح ساکت و صامت اور خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ مگر اب میں کیا کہوں۔ تم بہرحال زیادہ سمجھدار بھی ہو اور اس کے ساتھ بھی بیٹھی ہوئی ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور لالہ چونک کر ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کو دیکھنے لگی۔

"بکواس کرنے کا کوئی موقع چھوڑ بھی دیا کرو"۔۔۔۔ تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو چھوڑ دیا۔ اب لالہ جانے اور تم۔ میں درمیان میں نہ بولوں گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور اس بار تنویر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"سنو۔ مجھے یہ محبت وحبت کی باتیں پسند نہیں ہیں۔ آئندہ تم نے ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالنی۔ سمجھے" اس بار لالہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر برہمی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کمال ہے۔ مجھے تو تم کہہ رہی تھیں کہ تنویر میرا بھائی ہے اور اب ......"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

"ہاں۔ میں سب کو اپنا بھائی سمجھتی ہوں۔ مگر تم تو غلط بات کر رہے تھے"۔۔۔۔ لالہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو کیا بہن بھائیوں کے درمیان محبت نہیں ہوتی۔ میں بھی تو اس محبت کی بات کر رہا تھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے تو ہونٹ بھینچ کر منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب کہ لالہ اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ وہ عمارتیں دیکھی آپ نے"۔۔۔۔ صفدر نے یک لخت چونک کر سامنے ایک پہاڑی پر بنی ہوئی چھوٹی

چھوٹی عمارتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی لوبانو کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ عمارتیں واضح ہوتی گئیں اور پھر ایک بڑی عمارت کے سامنے کھڑے ہوئے چار افراد بھی نظر آنے لگ گئے۔ ان میں ایک لمبا تڑنگا اور چوڑے جسم والا نوجوان تھا جس کے جسم پر سوٹ تھا۔ جب کہ باقی تین اس کے عقب میں تھے۔ ان کے جسموں پر باقاعدہ فوجی یونیفارم تھی۔

"یہ آگے والا لوبانو ہے۔ اب کوئی ایسی بات کسی کے منہ سے نہ نکلے جس سے اسے شک پڑ جائے اور لالہ تم نے بھی اپنا رول نبھانا ہے۔ اس میں لاکھوں مجاہدین کا مفاد ہے"

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجاہدین کے مفاد کے لئے تو میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں عمران۔ تم فکر نہ کرو"۔۔۔۔ لالہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر ان افراد کے سامنے موجود ایک مسطح چٹان پر اتار دیا۔ اور پھر اچھل کر وہ نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے صفدر بھی نیچے آ گیا تھا۔ اور آخر میں تنویر، کیپٹن شکیل، صدیقی اور لالہ اترے۔ ان تینوں نے وہ مخصوص بیگ اٹھا رکھے تھے۔ لالہ کے چہرے پر بڑی بے باک سی مسکراہٹ تھی۔

"ہیلو میجر آنوف۔ خوش آمدید"۔۔۔۔ لمبے تڑنگے لوبانو نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ لوبانو۔ یہ ہیں لاسو کے انچارج میجر کاف۔ اور میجر کاف یہ ہیں لیبارٹری سیکورٹی انچارج جناب لوبانو"

عمران نے باقاعدہ صفدر اور لوبانو کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور لوبانو نے بڑے خلوص بھرے انداز میں صفدر سے مصافحہ کیا۔

"میں میجر کاف کو بھی اپنے اڈے پر خوش آمدید کہتا ہوں"

لوبانو نے کہا۔ اور صفدر نے بھی جواب میں رسمی فقرے دوہرا دیئے۔

"اور لوبانو۔ یہ ہے لالہ۔ تم شیریں کو بھی بھول جاؤ گے۔ اور یہ اس کے گروپ کے ساتھی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے لالہ اور دوسرے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ان سب نے صرف احتراماً سر ملا دیئے

"واہ۔ بڑی خوب صورت چیز ڈھونڈھ لائے ہو میجر کاف۔ بالکل فرشتہ۔ پہلے تم نے اسے کہاں چھپا رکھا تھا"۔۔۔۔ لوبانو نے غور سے لالہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں ہوس کی مخصوص چمک ابھر آئی تھی۔

"یہ کندور میں رہتی ہے۔ وہاں کے سردار قدس خان نے جب مجھے سنوایا تو میں انہیں گاڑی لے آیا۔ تاکہ ذرا جی بھر کر سنا اور سنوایا جائے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ میجر آنوف۔ تم واقعی میرے لئے خوب صورت تحفہ لے آئے ہو"۔۔۔ لوبانو نے کہا۔

"میں بھی آپ کو خوش کر دوں گی جناب"۔۔۔ لالہ نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ بہرحال آیئے"۔۔۔ لوبانو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران، صفدر، اس کے ساتھ جب کہ باقی افراد ان کے عقب میں چل پڑے۔ مشین گنوں سے مسلح افراد سب سے آخر میں تھے۔ عمارت کے صدر دروازے سے گزر کر وہ ایک طویل راہداری کراس کر کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے دیکھا کہ اس کمرے کو باقاعدہ کسی اعلیٰ قسم کے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ انتہائی قیمتی فرنیچر کے ساتھ ساتھ لکڑی کے انتہائی خوب صورت بیل بوٹے بنا کر چھت میں لگائے گئے جس سے چھت انتہائی خوب صورت نظر آ رہی تھی۔

"تشریف رکھیں۔ پہلے کچھ پینے پلانے کا کام ہو جائے" لوبانو نے مسکراتے ہوئے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے بیٹھنے کے بعد وہ اکیلا سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے مسلح اور باوردی ساتھی کمرے سے باہر ہی رک گئے تھے۔

"میجر کاف۔ جس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے آپ کو ہرات

سے گاری آنا پڑا ہے۔ آپ اس وقت اس لیبارٹری کے قریب ہی موجود ہیں۔ آپ کو کیا محسوس ہو رہا ہے"۔۔۔ لوبانو نے مسکراتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ سے ملنے سے پہلے تو شاید میرے محسوسات کچھ اور تھے۔ لیکن اب یہ محسوس ہو رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ گاری آ گیا۔ اصل میں لاسو کے چیف کرنل نارڈک کا اصرار تھا کہ جب تک ان دشمن ایجنٹوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا تب تک مجھے گاری میں رہنا چاہیئے"۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تو میجر کاف کو آتے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ یہاں تفریح کریں۔ یہاں کسی دشمن ایجنٹ کا سایہ بھی نہیں پہنچ سکتا" عمران نے صفدر کی بات ختم ہوتے ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ لیکن یہ دشمن ایجنٹ ہیں کون۔ کہاں سے آئے ہیں اور کیسے اچانک ازامیر کی پہاڑیوں پر پہنچ گئے"۔۔۔ لوبانو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں تو خود معلوم نہیں۔ کرنل نارڈک کو کہیں سے خفیہ اطلاع ملی کہ دشمن ایجنٹ مقامی آدمیوں کے میک اپ میں ازامیر کی پہاڑیوں پر موجود ہیں اور بس۔ حالانکہ ہم نے ازامیر کی پہاڑیاں اچھی طرح چیک بھی کر لیں لیکن پھر بھی کرنل نارڈک نے مجھے یہاں بھیج دیا۔ بہرحال یہاں آنے

کا ایک فائدہ تو ہوا ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دو فوجی اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں ٹرے تھے جن پہ سرخ رنگ کے مشروبات کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک عمران اور صفدر کی طرف جب کہ دوسرا لوبانو کی طرف بڑھا۔

"پہلے میجر آنوف اور ان کے ساتھیوں کو دو۔ میں آخر میں لوں گا"۔۔۔۔ لوبانو نے کہا اور فوجی ٹرے اٹھائے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جب سب نے گلاس اٹھا لئے تو آخر میں لوبانو نے گلاس لیا اور پھر وہ سب مشروب کی چسکیاں لینے لگے۔

مشروب خاصا خوش ذائقہ تھا۔ اور چونکہ لوبانو نے سب سے آخر میں گلاس لیا تھا۔ اس لئے عمران جو ہر معاملے میں انتہائی محتاط رہنے کا عادی تھا ذہنی طور پہ مطمئن ہو گیا تھا۔

"کیا آپ مجھے لیبارٹری کی سیر کرا سکتے ہیں۔ مجھے ایسی لیبارٹریاں دیکھنے کا بے حد شوق ہے"۔۔۔۔ مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے صفدر نے کہا۔

"اوہ سوری میجر کاف۔ لیبارٹری مکمل طور پہ سیلڈ ہے۔ نہ کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ کوئی باہر آ سکتا ہے"۔۔۔۔ لوبانو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا کسی قسم کا کوئی رابطہ

لیبارٹری سے نہیں ہے"۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"بس سپیشل ٹرانسمیٹر پہ ڈاکٹر ڈیشے سے جو لیبارٹری انچارج بھی ہیں اور اس خوفناک اور جدید ترین ہتھیار کے خالق بھی۔ انتہائی ضرورت کے وقت رابطہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ لوبانو نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ خالی ٹرے اٹھائے فوجی ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ جب سب نے مشروب پی لیا۔ تو وہ گلاس لے کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"یہاں آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ صفدر بڑے طریقے سے معلومات حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ کیونکہ راستے میں عمران نے صفدر کو مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ کیونکہ میجر کاف بہرحال پہلی بار یہاں آیا تھا۔ اس لئے وہ تو ایسے سوالات کر سکتا تھا۔

"کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ لیکن دشمن ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے بہرحال کافی ہیں"۔۔۔۔ لوبانو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سر کنڈوں کی طرح اٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بالوں پہ اس طرح ہاتھ پھیرا جیسے انہیں ہاتھ کی مدد سے بٹھانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں پہ چھت سے تیز سرخ رنگ کی شعاعوں کا جیسے جال سا آگرا۔ ایک لمحے کے لئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تیز سرخ رنگ کے کسی گہرے سمندر میں موجود ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن پہ چھا جانے والی سرخی یک لخت تاریکی میں

تبدیل ہوتی گئی۔ اور پھر یہ تاریکی آہستہ آہستہ خود بخود چھٹنے لگ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کو آنکھوں کے سامنے موجود تاریک ماحول میں سائے سے نظر آنے لگ گئے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی بینائی اچانک چلی گئی ہو اور اب خود بخود مگر آہستہ آہستہ بحال ہوتی جا رہی ہو۔ چند لمحوں بعد سارا ماحول صاف ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عمران کے ہونٹ بُری طرح بھنچ گئے۔ کیونکہ اب وہ اس کمرے میں نہ تھے جس میں انہیں پہلے بٹھایا گیا تھا۔ بلکہ اب وہ ایک اور کمرے میں تھے۔ اور اس کا جسم لوہے کی کرسی پر فولادی راڈز سے جکڑا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے ساتھی بھی اسی طرح کی کرسیوں پر جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ لیکن ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور ایک آدمی تنویر پر جھکا ہوا اس کے بازو میں انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔ عمران کے ساتھ صفدر تھا اور صفدر کے بعد تنویر اور اس کے بعد دوسرے ساتھی تھے۔ مگر لالہ وہاں موجود نہ تھی۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ صفدر، تنویر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں سے میک اپ صاف ہو چکا تھا۔ وہ سب اب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ البتہ ان کے جسموں پر لباس وہی تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران بھی اصل چہرے میں ہو گا۔ اسی لمحے صفدر کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہونے لگی۔ اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور وہ حیرت سے ادھر ادھر

دیکھنے لگا۔ انجکشن لگانے والا اس دوران سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل تک پہنچ چکا تھا۔

"یہ — یہ سب کیا ہے"— یک لخت صفدر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ صفدر نے اس حالت میں بھی میجر کاف والے لہجے میں ہی بات کی تھی۔

"میں نے کہا نہیں تھا کہ ہم مکمل احمق بنتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ یہ حماقت کی تکمیل کا کورس ہے"— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس بار وہ اصل لہجے میں ہی بولا تھا۔ کیونکہ اگر اس کے چہرے سے میک اپ صاف ہو چکا ہے تو پھر ظاہر ہے اب اپنے آپ کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ لوبانو اُسے شکل سے جانتا تھا۔

انجکشن لگانے والا کیپٹن شکیل کے بازو میں انجکشن لگا کر تیزی سے سامنے دیوار میں موجود دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"جناب ڈاکٹر صاحب۔ ایک منٹ"— عمران نے یکلخت اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے عمران کی طرف مڑا۔

"کیا آپ از راہِ کرم بتا سکیں گے کہ آپ کی مریضہ کہاں ہے۔ کہیں زنانہ وارڈ علیحدہ تو نہیں بنایا ہوا آپ نے"— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مریضہ — کیا مطلب"— اس آدمی نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے جو محترمہ ہمارے ساتھ تھیں"۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اُسے علیحدہ کمرے میں رکھا گیا ہے"۔۔۔۔ اس نوجوان نے سرد لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ اب تنویر اور باقی ساتھی بھی ہوش میں آ گئے تھے۔ اور وہ سب حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

"آخر یہ سب ہوا کیسے"۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور لوبانو مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ہیلو۔۔۔ کیا حال ہیں جناب علی عمران صاحب اور ممبران پاکیشیا سیکرٹ سروس"۔۔۔۔ لوبانو نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دیوار کے ساتھ موجود ایک کرسی اٹھائی اور اُسے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کچھ فاصلے پر رکھ کر اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری اعلیٰ ظرفی اور کشادہ دلی پر دل سے بے اختیار دعائیں نکل رہی ہیں کہ کم از کم تم نے کسی گھٹیا دشمن کی طرح زہریلا مشروب تو نہیں پلایا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے نہیں۔ تم معزز لوگ ہو۔ اس لئے تمہاری موت

بھی معزز انداز میں ہونی چاہیئے۔ ویسے میں تم لوگوں کی کارکردگی کی داد دیتا ہوں۔ کہ تم پاکیشیا سے چلے اور ہرات سے ہوتے ہوئے ازامیر پہنچے۔ ازامیر سے کندور اور وہاں سے گاڑی ہوتے ہوئے یہاں لیبارٹری تک پہنچ گئے۔ اور تمہیں روکنے کے لئے کئے گئے سارے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اگر مجھے کندور سے یہ اطلاع نہ مل جاتی کہ تم نے وہاں میجر آنوف اور میجر کاف کو مار کر ان کا میک اپ کر لیا ہے تو شاید اتنی آسانی سے میں بھی تمہیں ٹریس نہ کر سکتا"۔۔۔۔ لوبانو نے بڑے دوستانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کندور سے تمہیں کیسے اطلاع مل گئی"۔۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ اور لوبانو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"یہاں میں نے ڈبل سسٹم رکھا ہوا ہے۔ میجر آنوف کے ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ میرے ایجنٹ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ جب مجھے روسیاہ سے اطلاع ملی کہ تم لوگ ازامیر کی پہاڑیوں پر غائب ہو گئے ہو۔ تو میں نے میجر آنوف سے بات کرنا چاہی۔ مگر اس کے ہیڈ کوارٹر انچارج نے بتایا کہ میجر آنوف اور میجر کاف دونوں اچانک ہیلی کاپٹر پر کندور بستی چلے گئے ہیں اور میں جانتا تھا کہ ازامیر پہاڑیوں سے اگر تم لوگ کسی پراسرار طریقے سے اوپر آ گئے بھی سہی تو لازماً پہلے کندور ہی پہنچو گے۔ اس لئے ان دونوں کے اس طرح اچانک کندور جانے پر میں چونک پڑا۔ اور پھر میں نے وہاں اپنے ایجنٹ کو کال کیا تو اس نے

بتایا کہ دونوں میجر وہاں کے تین مقامی افراد کے ساتھ دشمنوں کو ڈھونڈتے وہاں کے کسی حکیم بابا کے پاس گئے ہیں۔ میں نے اسے مکمل رپورٹ دینے کے لئے کہا اور جب مجھے رپورٹ ملی تو ساری صورت حال سامنے آگئی۔ تم وہاں سے آچکے تھے لیکن وہاں خون کے دھبے دیکھ کر میرا ایجنٹ کھٹک گیا۔ اور پھر اس بوڑھے حکیم بابا نے اس کے تشدد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح ساری سچویشن مکمل طور پر سامنے آگئی۔ مجھے یہ بھی اطلاع دی گئی کہ تمہارے ساتھ ایک مقامی لڑکی بھی ہے اور تین آدمی مقامی میک اپ میں ہیں۔ میں نے سوچا کہ نجانے تم کس انداز میں لیبارٹری پہنچو۔ کیوں نہ میں خود ہی تمہیں یہاں بلا لوں۔ لڑکی کی وجہ سے مجھے شیریں گروپ والی بات کا خیال آیا ویسے یہ گروپ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ اگر تمہیں اس بارے میں کوئی شک بھی پڑے گا تو دور ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے کچھ ساتھی وہاں رہ جائیں چنانچہ تم نے دیکھا کہ تم سب اطمینان سے یہاں پہنچ گئے۔ یہاں میں نے تمہارے استقبال کے لئے پہلے ہی تیاری کر رکھی تھی۔ ویسے میں تمہارا شکر گزار بھی ہوں کہ تم لالہ کی صورت میں میرے لئے ایک حسین تحفہ لے آئے ہو۔ یہ لڑکی واقعی بے حد خوب صورت ہے۔ مجھے پسند آئی ہے۔ لیبارٹری والا مشن تو پرسوں مکمل ہو جائے گا۔ اور شاید میں واپس چلا جاؤں اس لالہ کو بہرحال میں ساتھ لے جاؤں گا اپنی لونڈی بنا کر"۔۔۔۔ لوبانو بڑے مطمئن انداز میں باتیں کر رہا تھا۔

"بشرطیکہ پرسوں تمہاری زندگی میں آئی تو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو علی عمران۔ میری زندگی میں تو پرسوں ضرور آئے گی البتہ شاید تمہاری زندگی میں نہ آئے۔ ویسے مجھے تم سے پرانا بدلہ بھی چکانا تھا"۔۔۔۔ لوبانو نے انتہائی طنزیہ انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے جب پرسوں آئے گی تو اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہاں کیا یہ سارے انتظامات میرا مطلب ہے کہ چھت سے شعاعوں کا گرنا۔ اور یہ مخصوص انداز کی کرسیاں کیا یہ سب تم نے ہنگامی طور پر تیار کرائی ہیں یا تمہیں پہلے سے معلوم تھا کہ یہاں تمہارے دشمن آ سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونے کو تو کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے یہ سارے انتظامات میں نے پہلے سے کر رکھے تھے۔ اور دیکھو کہ آخر یہ کام آ ہی گئے"۔۔۔۔ لوبانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ واقعی اس بار تمہارا ستارہ عروج پر ہے لیکن اگر میں نے تم سے ایک درخواست کر دی تو......"۔۔۔۔ عمران نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے علم ہے۔ اس موقع پر تم کیا کہنا چاہو گے اور یہ بھی علم ہے کہ تم ایسا کہہ کر کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ میں سیکرٹ ایجنٹ ہوں۔ میجر آنوف یا میجر کاف کی طرح عام فوجی نہیں ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ تم درخواست کرو گے کہ اب مرنا تو ہے ہی کیوں نہ میں تمہیں لیبارٹری بھی دکھا دوں یا پھر یہ کہ کیوں نہ اس وقت تک تمہیں زندہ رکھا جائے جب تک مجاہدین کے مکمل صفایا کا مشن مکمل نہیں ہو جاتا لیکن یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ میں احمق نہیں ہوں۔ کہ تمہیں اتنا وقت دے دوں۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے۔ اگر تمہیں وقت مل گیا تو تم اس قید سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈھ نکالو گے "۔۔۔۔ لوبانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو تمہارے ذہن میں یہ خوف بھی موجود ہے۔ مجھے یہ سن کر واقعی افسوس ہوا ہے کہ تم جیسا نامور سیکرٹ ایجنٹ اس طرح خوفزدہ ہو۔ میری درخواست ان دونوں میں سے ایک بھی نہ تھی۔ میں تو صرف اتنی درخواست کرنا چاہتا تھا کہ کیا تم لالہ سے میری بات کرا سکتے ہو۔ تاکہ کم از کم میں اس سے معذرت کر سکوں کہ ہماری وجہ سے وہ اتنی مشکل میں گرفتار ہوئی ہے " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سوری علی عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی باکردار سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر مشہور ہو۔ لیکن میں ایسا نہیں ہوں۔ اس لئے لالہ اب جس حال تک پہنچ چکی ہو گی اس حال میں شاید تم بات کرنا تو ایک طرف اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرو "۔۔۔۔ لوبانو نے بڑے شیطانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کس حال کی بات کر رہے ہو "۔۔۔۔ یک لخت

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

" ارے ارے۔ اتنے غصے کی ضرورت نہیں ہے وہ خوبصورت عورت ہے اور میں خوب صورتی اور حسن کو ذرا عریاں دیکھنا پسند کرتا ہوں۔ اس لئے میرے آدمی اسے بے لباس کرنے کے بعد میرے بیڈ روم تک پہنچا چکے ہوں گے تاکہ میں ابھی تمہارا خاتمہ کرنے کے بعد بیڈ روم میں جاؤں اور اطمینان سے اپنا جشن فتح مناؤں "۔۔۔۔ لوبانو کے لہجے میں شیطانیت ٹپکنے لگی تھی۔

" میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اگر تم نے لالہ کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا۔ سمجھے کتے کے بچے "۔۔۔۔ یک لخت تنویر نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اور لوبانو نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم نے مجھے گالی دی ہے۔ مجھے۔ ٹھیک ہے۔ میں اب تک تمہارا لحاظ کر رہا تھا۔ لیکن اب لالہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہو گا۔ تمہارے سامنے ہی ہو گا۔ یہاں تمہاری نظروں کے سامنے " لوبانو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ وہ اب سمجھ چکا تھا کہ لوبانو کیا کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے یہ صورت حال اس کے لئے بھی ناقابل برداشت تھی۔ اس نے اپنے آپ کو کرسی سے چھڑانے کے لئے اپنی ٹانگ پیچھے کی طرف موڑی۔ تاکہ پیر اس کے عقبی پائے میں موجود بٹن تک پہنچا

کر اُسے آف کر دے ۔ لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ کرسی کی نشست کے نیچے باقاعدہ زمین تک لوہے کی مضبوط چادر موجود تھی ۔ اس لئے ٹانگ کرسی کے نیچے سے عقب میں جا ہی نہ سکتی تھی ۔ لوبانو نے پہلے ہی ایسا انتظام کر رکھا تھا ۔ کہ کسی طرح بھی کوئی کرسی کے میکنزم سے نجات حاصل نہ کر سکے ۔ ادھر تنویر بُری طرح کسمسا رہا تھا ۔ لیکن ظاہر ہے کرسی کے راڈز فولادی تھے ۔ وہ کسمسانے یا زور لگانے سے تو نہ ٹوٹ سکتے تھے ۔ اب تک عمران اس لئے مطمئن تھا کہ وہ جب چاہے گا ٹانگ موڑ کر آسانی سے میکنزم کھول لے گا ۔ لیکن اُسے یہ احساس ہی نہ ہوا تھا کہ اس کی ٹانگوں کے پیچھے فولادی چادر موجود ہے ۔ اب وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا ۔ عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے ۔ اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لالہ چیختی ہوئی منہ کے بل اندر آ گری ۔ لوبانو نے اُسے دھکا دیا تھا ۔ لوبانو کے پیچھے ایک قوی ہیکل آدمی بھی اندر آ گیا ۔ لالہ کے جسم پر ابھی تک پورا لباس تھا ۔ لالہ جیسے ہی نیچے گر کر اٹھی اس قوی ہیکل آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُسے اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا ۔ اور لالہ اس کے ہاتھوں میں کسی بے بس چڑیا کی طرح پھڑپھڑاتی رہ گئی ۔ لالہ کا چہرہ خوف اور دہشت سے زرد پڑ چکا تھا ۔

" ابھی اسے ہوش میں لایا گیا تھا ۔ باقی احکامات کی تعمیل ابھی رہتی تھی لیکن اب یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہوگا ۔ تمہاری نظروں کے سامنے اور اس کے بعد تمہیں گولیاں ماری جائیں گی ۔ اس کا لباس پھاڑ دو مائیکل " ـــــ لوبانو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ اس قوی ہیکل آدمی کی طرف مڑ گیا ۔

" یس باس " ـــــ اس آدمی نے کہا ۔ اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے لالہ کے لباس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لالہ یک لخت بُری طرح پھڑکی اور دوسرے لمحے وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح ان کی گرفت سے نکل کر بے اختیار دروازے کی طرف دوڑنے ہی لگی تھی کہ لوبانو کا بازو حرکت میں آیا اور لالہ بُری طرح چیختی ہوئی اچھل کر عمران کے قدموں میں آ گری ۔

" بھاگ رہی ہو ۔ کہاں بھاگ کر جا سکتی ہو " ـــــ لوبانو نے بڑے شیطانی انداز میں کہا ۔ اور وہ قوی ہیکل آدمی لالہ کے نیچے گرتے ہی تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس نے ایک بار پھر لالہ کو دبوچ لیا ۔

" لالہ بے عزت ہونے سے موت بہتر ہوتی ہے " ـــــ عمران نے یک لخت انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔ لیکن عمران کی آواز لالہ کے بازو کا کپڑا پھٹنے کی آواز میں گم ہو گئی ۔ وہ آدمی لالہ کو دبوچ کر اس کا لباس پھاڑنے کی جدوجہد میں مصروف تھا ۔ جب کہ اُسی لمحے لوبانو کے حلق سے فاتحانہ قہقہہ نکلا ۔ لیکن دوسرے لمحے لوبانو چیختا ہوا پشت کے بل نیچے جا گرا ۔ کیونکہ لالہ جو اپنے آپ کو بچانے کی شدید جدوجہد میں مصروف تھی ۔ اُسے اچانک

اس آدمی کی گرفت سے نکلنے کا موقع مل گیا۔ اور وہ لوبانو کے جسم سے کسی توپ کے گولے کی طرح ٹکرائی اور لوبانو کو زوردار دھکے سے نیچے گراتی ہوئی وہ بجلی کی سی تیزی سے کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی۔ وہ قوی ہیکل آدمی بے تحاشا لالہ کے پیچھے دوڑا۔ لیکن وہ نیچے گر کر تیزی سے اٹھتے ہوئے لوبانو سے ٹکرایا اور ایک بار پھر لوبانو چیخ مار کر نیچے گرا۔ اور وہ آدمی بھی اس کے ساتھ ہی نیچے گرا تھا۔ کہ یک لخت باہر سے کسی کے چیخنے کی تیز آواز کے ساتھ ہی مشین گن کی ریٹ ریٹ سنائی دی۔

" پکڑو اسے۔ گولی مار دو اسے" ـــــ اسی لمحے لوبانو نے اٹھ کر پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے متضاد احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور نہ صرف وہ خود بلکہ دوسرا آدمی بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ مگر اسی لمحے دروازے پر ریٹ ریٹ کی تیز آوازیں گونجیں۔ اور لوبانو اور دوسرا آدمی جو اٹھتے ہی کھلے دروازے تک پہنچے تھے۔ چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل نیچے گرے اور لالہ پاگلوں کے سے انداز میں ان دونوں کے تڑپتے ہوئے جسموں کو پھلانگتی ہوئی اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اندر آتے ہی اس نے مڑ کر ایک بار پھر ان دونوں پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔

" کتے کے بچے۔ میری عزت پر ہاتھ ڈال رہے تھے" ـــــ لالہ کی آواز سے ہی ظاہر تھا کہ وہ پاگل پن کی انتہا تک پہنچ

چکی ہے۔

" لالہ دروازہ بند کر دو۔ کوئی آجائے گا۔ جلدی کرو" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا تو جیسے لالہ کو ہوش آگیا۔ اس نے فائرنگ روکی اور پھر ایک دھماکے سے اس نے بھاری دروازہ بند کیا اور لاک لگا کر وہ دروازے کے ساتھ پشت لگا کر بری طرح ہانپنے لگی۔ اس کے قدموں میں لوبانو اور دوسرے قوی ہیکل آدمی کی گولیوں سے چھلنی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہی لوبانو جو روسیاہ کا انتہائی نامور سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ بہادرستان کی ایک عام عورت کے ہاتھوں عبرت ناک انجام کو پہنچ گیا تھا۔

" لالہ۔ میرے عقب میں آکر کرسی کے پائے میں موجود بٹن پر پیر مارو۔ جلدی کرو۔ ابھی یہ لوگ یہاں قیامت برپا کر دیں گے" ـــــ عمران نے ایک بار پھر چیخ کر کہا۔ اور لالہ لوبانو کی لاش پھلانگتی ہوئی تیزی سے دوڑتی ہوئی عمران کی کرسی کے عقب میں آئی اور دوسرے لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرسی کے راڈ غائب ہو گئے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دروازے سے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

" باس باس۔ اس عورت نے لوتھر کو مار گرایا ہے" ـــــ باہر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" جاؤ واپس نانسنس۔ میں اس لڑکی کو عبرت ناک انجام تک پہنچا کر ہی آؤں گا" ـــــ عمران کے حلق سے یک لخت لوبانو جیسی

آواز نکلی وہ اس انداز میں بول رہا تھا جیسے لالہ کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہو۔ اور اسی لمحے لالہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے خوفزدہ سے انداز میں چیخ ماری۔

"یس باس"۔۔۔ لالہ کی خوفزدہ چیخ اور عمران کے لہجے نے شاید باہر موجود افراد کو مطمئن کر دیا تھا۔ چنانچہ قدموں کی آواز تیزی سے واپس جاتی ہوئی سنائی دی۔ اور عمران نے لالہ کی طرف انتہائی تحسین آمیز نظروں سے دیکھا واقعی لالہ نے اس ذہنی حالت میں بھی ایسی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا کہ شاید عمران کو اس سے ایسی توقع ہی نہ تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے باری باری سب ساتھیوں کو کرسیوں کی قید سے نجات دلا دی۔ لالہ اب خاموش کھڑی مسلسل ہانپ رہی تھی۔ مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اور چہرے پر انتہائی فاتحانہ تاثرات۔

"گڈ شو لالہ۔ تمہاری یہ جرات، دلیری اور جدوجہد کو میں سلام کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے لالہ کے ہاتھ سے مشین گن لیتے ہوئے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"میں باغیرت باپ کی باغیرت بیٹی ہوں۔ عمران میں مر تو سکتی ہوں لیکن کسی کو اپنی عزت کی طرف ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں دے سکتی"۔۔۔ لالہ نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے لالہ۔ یہی غیرت تو ہے۔ جس کی وجہ سے روسیاہ جیسی سپر پاور آج تک بہادرستان کو زیر نہیں

کر سکی"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر مشین گن لئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کے ساتھی بھی انتہائی تحسین آمیز نظروں سے لالہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ خاص طور پر تنویر کے چہرے پر تو ایسے تاثرات تھے جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ لالہ کے پیر پکڑ کر اس کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرے۔

"کاش مجھے ذرا بھی موقع مل جاتا تو میں ان روسیاہی کتوں کو تمہاری طرف میلی آنکھ اٹھانے پر ان کی بوٹیاں دانتوں سے نوچ ڈالتا"۔۔۔ تنویر نے آخر کار انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"واقعی لالہ نے غیرت کی ایک نئی تاریخ رقم کر دی ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس دوران لاک کھول کر آہستہ سے دروازہ کھولنے میں مصروف تھا۔

"عمران صاحب۔ میرے خیال میں ادھر بھی کوئی راستہ موجود ہے"۔۔۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران تیزی سے مڑا۔

"ادھر کونے میں دروازہ ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پہلے ادھر چیک کر لیں"۔۔۔ عمران نے دوبارہ لاک لگا کر لوٹا تو اور اس کے ساتھی کی لاش پھلانگ

اس کونے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اس دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے دروازے سے کان لگائے۔ لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ تو دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلتا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک تنگ سی راہداری تھی۔ جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر کو جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایسا ہی ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔ وہ سب دبے قدموں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس راہداری میں داخل ہوئے۔ عمران نے انہیں سیڑھیوں کے قریب رکنے کا اشارہ کیا۔ اور خود وہ دبے قدموں سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر موجود دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ لیکن دوسری طرف بھی خاموشی تھی۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا مگر یہ دروازہ دوسری طرف سے بند تھا۔ عمران نے راہداری میں موجود اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے اور زور سے دستک دی۔ اس بار اُسے دوسری طرف ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور کسی کے قدموں کی تیز آواز ابھری۔

"کون ہے ادھر"۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دروازہ کھولو نانسنس"۔۔۔ عمران نے لوبانو کے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ دروازے میں ایک مسلح نوجوان کھڑا تھا۔ عمران دروازہ کھلتے ہی اُس پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے وہ نوجوان کراہتا ہوا عمران کے بازوؤں میں جکڑا جا چکا تھا۔ عمران نے مشین گن کی نال سے اس کی گردن پر دباؤ بھی ڈال رکھا تھا۔ اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ بھی بند کر دیا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور ایک کرسی موجود تھی۔ دوسری دیوار میں ایک دروازہ کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ صفدر، تنویر اور دوسرے ساتھی تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے یک لخت ٹھٹھک کر پیچھے ہٹ گئے۔

"عمران صاحب۔ ادھر ایک بار ہال نما کمرہ ہے۔ جس میں بیڈز بچھے ہوئے ہیں اور ان پر کچھ لوگ سو رہے ہیں۔ کچھ لیٹے ہوئے ہیں۔ دس کے قریب افراد ہیں۔ کچھ بستر خالی بھی ہیں"۔ صفدر نے عمران کے قریب آ کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ ہے ان کے پاس"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ چند مشین گنیں نظر آ رہی ہیں"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اڑا دو ان سب کو۔ جتنے یہاں آدمی کم رہ جائیں

گے۔ اتنا ہی فائدہ ہے۔ عمران نے نوجوان کی گردن سے لگی ہوئی مشین گن ہٹا کر صفدر کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ نوجوان نے مشین گن ہٹتے ہی تڑپ کر عمران کی گرفت سے نکلنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اس نوجوان کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران نے اُسے ایک طرف اچھال دیا۔ اس دوران صفدر دروازے سے دوسری طرف جا چکا تھا اور پھر جب تک عمران دروازے تک پہنچتا گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہی صفدر کی تیز چیخ لہراتی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں سے ٹکرائی اور عمران جو دروازے کے قریب تھا بے اختیار آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت کیپٹن شکیل نے عمران کا بازو پکڑ کر اُسے ایک جھٹکے سے واپس کھینچ لیا۔ اور عین اُسی لمحے ایک اور خوف ناک دھماکہ عین دروازے میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے اس چھوٹے کمرے کے ساتھ ان کے جسم بھی لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئے ہوں۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور میز کے پیچھے بیٹھا ہوا لوبانو کا اسسٹنٹ سیاف بے اختیار چونک پڑا۔ دروازے میں ایک مسلح فوجی کھڑا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر انتہائی وحشت اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا" ——— سیاف نے اس کی حالت دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"باس لوبانو ہلاک ہو گئے ہیں" ——— اس نوجوان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بمشکل اپنے آپ کو چیخنے سے باز رکھ رہا ہو۔

"باس لوبانو ہلاک ہو چکے ہیں۔ کیا کہہ رہے ہو" ——— سیاف اس طرح کرسی سے اچھلتے ہوئے بولا جیسے کرسی

کے گدے میں موجود طاقتور سپرنگوں نے اُسے اوپر کو اچھال دیا ہو۔

"یس باس۔ اس مقامی عورت نے انہیں ہلاک کیا ہے۔ لیکن وہ مقامی عورت اور اس کے سارے ساتھی قابو میں کر لئے گئے ہیں"۔۔۔ اس نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باس لوبانو اور ایک عورت کے ہاتھوں مارا جائے۔ اس کے جسم کو تو آج تک بڑے بڑے ایکریمین ایجنٹ انگلی نہیں لگا سکے"۔۔۔ سیاف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر باہر راہداری میں اس طرح دوڑنے لگا جیسے اس کے پیروں میں تیز رفتار مشین باندھ دی گئی ہو۔

"زیرو سیکشن کی طرف باس"۔۔۔ اطلاع دینے والے نوجوان نے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی سیاف جو راہداری کے اختتام پر دائیں طرف کو مڑ رہا تھا ایک جھٹکے سے بائیں طرف کو مڑا اور پھر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ اوپر ایک لمبے سے ہال نما کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں دس بارہ آدمی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ سامنے انتہائی شفاف شیشے کی ایک دیوار سی تھی جس کے درمیان۔۔۔ شیشے کا ایک بڑا ٹکڑا ایک سائیڈ پر ہٹا ہوا تھا۔ شیشے کی اس دیوار کی دوسری طرف

ایک فوجی پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔ یہ وہ آدمی تھا جو پہلے میجر کاف کے میک اپ میں تھا۔ سیاف اس شیشے کے خلا میں سے گزرتا ہوا اس آدمی کی لاش پھلانگتا ہوا سامنے موجود دروازے سے دوسری طرف کمرے میں گیا تو وہاں وہ آدمی جس کا نام عمران بتایا گیا تھا اور جو میجر آنوف کے میک اپ میں تھا مقامی لڑکی اور باقی تین پاکیشیائی ٹیڑھے میڑھے انداز میں تقریباً اکٹھے ہی پڑے ہوئے تھے۔ ایک لاش اس کے آدمی کی بھی تھی۔ آنے والا نوجوان اس کے پیچھے آ گیا تھا۔

"باس لوبانو ادھر بلیک روم میں ہیں"۔۔۔ آنے والے نوجوان نے کہا اور سیاف سر ہلاتا ہوا کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا جس سے نیچے سیڑھیاں ایک راہداری میں جا کر ختم ہو رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اس راہداری میں آیا۔ اور پھر ایک اور دروازے سے ہوتا ہوا بلیک روم میں پہنچ گیا۔ جہاں لوہے کی کرسیوں کی ایک قطار موجود تھی۔ بلیک روم کا دروازہ نہ صرف اندر سے بند تھا بلکہ اُسے لاک بھی کر دیا گیا تھا۔ اور دروازے کے بالکل سامنے لوبانو اور اس کے ایک ساتھی کی لاشیں گولیوں سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں۔ ان کے جسم میں گولیوں کے اس قدر سوراخ تھے جیسے کسی نے پاگلوں کے سے انداز میں ان پر گولیاں برسائی ہوں۔ سیاف ہونٹ بھینچے کچھ دیر تک لوبانو کی لاش دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑا۔ اُسے اطلاع دینے والا نوجوان اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ لیانو تفصیل بتاؤ"۔۔۔ سیاف نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا وہ شاید اب اپنے آپ پر پورا کنٹرول کر چکا تھا۔

"باس پہلے اکیلے ہی بلیک روم میں آئے تھے۔ پھر وہ واپس آئے اور انہوں نے اس مائیکل کو ساتھ لیا۔ اور اس مقامی عورت لالہ کو پکڑ کر بلیک روم میں لے گئے۔ اس کے بعد لالہ دوڑتی ہوئی باہر آئی۔ راہداری کے پاس لوکھر مشین گن لئے کھڑا تھا۔ اس لالہ نے اس کے ہاتھ سے مشین گن چھینی اور اُسے گولی مار دی اور واپس بلیک روم کی طرف بڑھ گئی۔ میں دو ساتھیوں سمیت پوائنٹ ون پہ تھا۔ میں نے خود اس لالہ کو لوکھر کو مارتے اور مشین گن لے کر واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ چنانچہ میں بلیک روم کی طرف دوڑا۔ مگر بلیک روم کا دروازہ بند تھا۔ میرے پوچھنے پہ اندر سے باس نے کہا۔ کہ اس لڑکی پہ قابو پا لیا گیا ہے۔ لڑکی کی بھی خوف سے ڈوبی ہوئی چیخ سنائی دی۔ یہ مائیکل بھی اندر تھا۔ گولیاں چلنے کی آوازیں بھی ہمیں بلیک روم کی طرف آتے ہوئے سنائی دی تھیں۔ باس کے بولنے اور حکم دینے پہ ہم مطمئن ہو گئے۔ کہ باس نے قیدیوں کو گولیوں سے اڑا دیا ہے۔ اور اب اس لڑکی کو اس کے انجام تک پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم واپس چلے گئے۔ پوائنٹ ون پہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ یک لخت پوائنٹ تھری کا منظر

سکرین پر ابھر آیا یہ آدمی جو باہر پڑا ہوا ہے مشین گن لئے دروازے سے باہر نکلا ہوا تھا اس کی مشین گن کا رخ لانگ ہال کی طرف تھا لیکن چونکہ وہ کمپیوٹر میں فیڈ نہ تھا اس لئے کمپیوٹر حرکت میں آ گیا اور اس پر زیرو ایلون فائر ہو گیا اس کے گرتے ہی شاید کمپیوٹر نے کوئی آواز سنی یا کمرے کے دروازے پر کسی کی حرکت محسوس کی کہ اس نے زیرو ایلون کا فائر کمرے میں بھی کر دیا اس طرح کمپیوٹر آپریشن مکمل کر کے خاموش ہو گیا میں یہ سب دیکھ کر بے حد حیران ہوا تھا کہ ادھر ایکس روم میں سے یہ آدمی کیسے باہر نکل آیا۔ جبکہ یہ تو بلیک روم کا قیدی تھا چنانچہ میں فوراً وہاں پہنچا اور پھر کمرے میں سب قیدیوں کو زیرو ایلون سے بے ہوش پڑے ہوئے ساتھ ہی دروازہ کھلا دیکھ کر میں یہاں بلیک روم میں آیا۔ تو باس لوبانو اور مائیکل کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں چنانچہ میں آپ کو اطلاع دینے آ گیا"۔۔۔ لیانو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ لیانو پوائنٹ ون کا انچارج تھا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ لوبانو کو اس مقامی عورت نے قتل کیا ہے"۔۔۔ سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ باس مشین گن یہی لڑکی لوکھر سے چھین کر اندر گئی تھی"۔۔۔ لیانو نے جواب دیا۔

"ہونہہ اب میں سمجھ گیا کیا ہوا۔ باس لوبانو اور مائیکل اس کے پیچھے اُسے پکڑنے کے لئے دوڑے ہوں گے کہ اس لڑکی نے واپس جا کر ان پر فائر کھول دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو رہائی دلا کر وہ لوگ ادھر سے باہر نکلے لیکن کمپیوٹر کی رینج میں آتے ہی ہٹ ہو گئے۔ بہرحال بہت برا ہوا۔ باس لوبانو کی موت روسیاہ کے لئے بہت بڑا دھچکہ ہے"۔۔۔

سیاف نے کہا۔ اور تیزی سے واپس اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر عمران اور اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا رخ فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی مقامی عورت کی طرف کیا ہی تھا کہ یکلخت کسی خیال کے تحت رک گیا۔

" مجھے رو سیاہ بات کرنی ہوگی۔ شاید وہ انہیں رو سیاہ منگوالیں۔ انہیں یہاں سے اٹھا کر مین ہال پہنچا دو۔ ویسے یہ زیرو الیون کی وجہ سے بے ہوش ہیں۔ لیکن پھر بھی تم انہیں ستونوں سے اچھی طرح باندھ دو۔ میں جب تک رو سیاہ کال کر کے انہیں باس لوبانو کی موت کی خبر بھی دے دوں اور مزید ہدایات بھی لے لوں" ــــ سیاف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھلانگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے کرسی کی عقبی دیوار میں موجود الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں موجود بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالنے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ عقبی طرف سے اُسے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی سیاف تیزی سے مڑا۔ آواز میز کی ایک دراز سے آرہی تھی۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ کھولا اور اس کے اندر موجود سرخ رنگ کے ایک ڈبے کو نکال کر اس نے میز پر رکھا اور اس پر لگے ہوئے دو بٹنوں میں سے ایک

کو پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ڈبے میں سے نکلنے والی سیٹی کی آواز بند ہوگئی۔ اس کی جگہ ایک اور بلغم زدہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ہیلو ہیلو ــــ ڈاکٹر ڈشمے کالنگ لوبانو اوور" ــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔ سیاف سیٹی کی تیز آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ کال آپریشنل فیلڈ سے ڈاکٹر ڈشمے کی ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سپیشل ٹرانسمیٹر کی ہی آواز تھی۔

" یس سر۔ میں سیاف بول رہا ہوں لوبانو کا اسسٹنٹ۔ اوور" ــــ سیاف نے ایک بٹن دباتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" نانسنس۔ میں لوبانو کو کال کر رہا ہوں۔ تم کہاں سے ٹپک پڑے اوور" ــــ ڈاکٹر ڈشمے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس لوبانو ہلاک ہو چکے ہیں اور اب میں ان کی جگہ سیکورٹی انچارج ہوں جناب اوور" ــــ سیاف نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو۔ لوبانو ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے اوور" ــــ ڈاکٹر ڈشمے کی حیرت سے پُرچیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" میں درست کہہ رہا ہوں جناب اوور" ــــ سیاف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نے مارا ہے اُسے۔ کیا اس کے خلاف یہاں بغاوت ہو گئی ہے۔ آخر کس طرح مر گیا وہ اوور" ——— ڈاکٹر ڈشمے کو شاید اب بھی سیاف کی باتوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ مجبوراً سیاف کو اُسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے ازامیر سے کندور اور وہاں سے میجر آنوف اور میجر کاف کے روپ میں گارڈی اور پھر یہاں پہنچنے سے لے کر بلیک روم تک کے واقعات مختصر طور پر بتا دیئے۔ لیکن وہ یہ بات جان بوجھ کر چھپا گیا کہ لوبانو اس مقامی عورت کی وجہ سے مارا گیا ہے۔

" ہونہہ۔ تو اس کا مطلب ہے دشمن ایجنٹ ہمارے سروں تک پہنچ گئے ہیں۔ تم سب نکمے ہو۔ احمق ہو۔ یہی تمہارا حفاظتی نظام ہے۔ اس نظام کی وجہ سے لیبارٹری کو تم لوگوں نے ناقابل تسخیر کہنا شروع کر دیا تھا اوور" ——— ڈاکٹر ڈشمے کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

" اسی نظام کی وجہ سے تو وہ پکڑے گئے ہیں جناب۔ یہاں اگر کمپیوٹر چیکنگ نظام نہ ہوتا تو وہ کیسے پکڑے جاتے اور جناب وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں عام بہادرستانی نہیں ہیں۔ بس اتفاق ہے کہ باس لوبانو کی چال الٹ گئی ورنہ آپ کو یہ بات کہنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اوور" ——— سیاف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ حقیقت میں اُسے ڈاکٹر ڈشمے کے فقروں اور بولنے کے انداز پر غصہ آ گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے

وہ اپنے غصے کا اظہار نہ کر سکتا تھا۔

" یعنی ابھی پکڑے گئے ہیں ابھی ہلاک نہیں ہوئے۔ یہی مطلب ہے ناں تمہارا۔ پہلے انہیں ہلاک کرو پھر مجھے کال کرو۔ میں نے تو ایک ضروری کام کی وجہ سے لوبانو کو کال کیا تھا۔ لیکن ان دشمن ایجنٹوں کا مارا جانا اس کام سے زیادہ ضروری ہے۔ جاؤ پہلے انہیں گولیوں سے اڑاؤ پھر مجھے کال کرو میں تمہاری کال کا منتظر ہوں اوور" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے جناب۔ میں پہلے ہیڈ کوارٹر سے ہدایات لے لوں۔ لیکن آپ اپنا کام بتائیں" ——— سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نانسنس۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ وہ کام ایسا ہے۔ کہ اس کے لئے مجھے لیبارٹری کا سیلڈ سپیشل وے کھولنا پڑے گا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ دشمن ایجنٹ میرے سر پر موجود ہوں اور میں سپیشل وے کھول دوں۔ جاؤ اور پہلے انہیں ہلاک کرو۔ جلدی کرو۔ اٹ از مائی آرڈر اوور" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں ابھی انہیں گولیوں سے اڑا کر آپ کو کال کرتا ہوں اوور" ——— اس بار سیاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ ڈاکٹر ڈشمے کی لیبارٹری کا سپیشل وے کھلنے والی بات سے اُسے ڈاکٹر ڈشمے کی بات کا صحیح طور پر احساس ہوا تھا۔ واقعی

جب تک یہ خوف ناک ایجنٹ زندہ ہیں کوئی رسک نہیں لیا جانا چاہیئے۔ اور ویسے ڈاکٹر ڈشمے کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی۔

" جلدی کرو۔ وقت مت ضائع کرو۔ اوور اینڈ آل"——— دوسری طرف سے ڈاکٹر ڈشمے نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ سیاف نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے دراز میں رکھنے کے بعد اس نے مڑ کر عقبی دیوار میں موجود الماری بند کر دی۔ کیونکہ ڈاکٹر ڈشمے کے حکم کے بعد اب اُسے رو سیاہ کال کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اب تمام ذمہ داری ڈاکٹر ڈشمے پر آ چکی تھی۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ وہ اس چھوٹے سے کمرے جہاں اچانک دھماکہ ہونے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوا تھا۔ اس وقت ایک بڑے ہال نما کمرے میں ایک ستون سے رسیوں سے بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی ستونوں سے بندھے ہوئے کھڑے تھے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ ویسے کمرہ خالی تھا۔ عمران کے ہاتھ گول ستون کے عقب میں کر کے اس کے جسم کو رسی سے باندھا گیا تھا۔ تاکہ بے ہوشی کے عالم میں وہ ستون کے ساتھ کھڑا رہ سکے۔ عمران نے ایک لمحے میں ساری سچوئیشن کو چیک کر کے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور پھر اس نے ناخنوں میں سے نکل آنے والے بلیڈوں کی مدد سے ستون کے عقبی طرف

کی رسیاں کاٹنی شروع کر دیں۔
چند ہی لمحوں بعد وہ رسیاں کاٹ کر اپنے آپ کو آزاد کرا چکا تھا۔ کٹی ہوئی رسیاں اب نیچے گری پڑی تھیں۔عمران قید سے آزاد ہوتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں کو ہوش میں لانے اور آزاد کرانے سے پہلے وہ باہر کے ماحول کو چیک کر لینا چاہتا تھا۔ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے دور سے ایک آواز سنائی دی۔
" تم نے انہیں اچھی طرح تو باندھ دیا تھا یا نہیں"۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ تحکمانہ تھا۔
" یس باس۔ ویسے وہ زیرو الیون کے فائر سے بے ہوش ہیں۔اس لئے اگر انہیں نہ بھی باندھا جاتا تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔لیکن پھر بھی آپ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں رسیوں سے بندھوا دیا تھا"۔۔۔۔ ایک دوسری آواز سنائی دی۔
" وہ بے حد خطرناک ایجنٹ ہیں۔اس لئے ہمیں کوئی رسک نہیں لینا چاہیئے۔اور اب ڈاکٹر ڈشمے ان کی فوری ہلاکت چاہتا ہے تاکہ وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے سپیشل دے کھول سکے"۔۔۔۔ پہلی آواز سنائی دی۔اور وہ بولتے بولتے اب دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔قدموں کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ آنے والوں کی تعداد دو ہے۔عمران جلدی سے دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔وہ ستون جس کے ساتھ بندھا ہوا تھا چونکہ سائیڈ پر تھا۔اس لئے وہ اندر آجانے

بعد یہ چیک کر سکتے تھے۔کہ عمران وہاں بندھا ہوا موجود ہے یا نہیں اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ وہ اندر آکر ہی چونکیں گے۔دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور پھر دو افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔
" ارے۔یہ کیا۔یہ رسیاں کٹی ہوئی ہیں"۔۔۔۔ اچانک ایک کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ہی تھی کہ عمران نے یکلخت اچھل کر پچھلے آدمی کو پوری قوت سے دھکا دیا۔اور وہ چیختا ہوا آگے والے سے ٹکرایا اور پھر وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر منہ کے بل نیچے جا گرے۔پچھلے کے ہاتھ میں موجود مشین گن اچانک دھکا لگنے سے ایک طرف اچھل کر گری اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اسے اچک لیا۔وہ دونوں نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھنے ہی لگے تھے کہ عمران نے ایک کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا بٹ مارا۔اور پھر سیدھا ہو کر وہ اچھلا اور اس بار اس کی لات تیزی سے اٹھتے ہوئے دوسرے کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی۔ اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔اور اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گئے۔عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر کھلا ہوا دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کیا اور پھر وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا۔جس کے ساتھ وہ پہلے بندھا ہوا تھا۔اس نے جھک کر فرش پر پڑی کٹی ہوئی رسیاں اٹھائیں اور واپس آکر اس نے باری باری ان دونوں کے ہاتھ عقب میں کر کے انہیں باندھ دیا اور پھر ان کے پیر بھی اکٹھے کر کے باندھ دیئے۔پھر اس نے ان کی قمیض پھاڑ کر ان کے

گولے بنائے۔ اور دونوں ہاتھوں سے ان کے جبڑے بھینچ کر یہ گولے ان کے منہ میں ٹھونس دیئے۔ اب وہ دونوں ہوش میں بھی آجاتے تب بھی وہ نہ حرکت کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے۔ ان کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد عمران مشین گن ہاتھ میں پکڑے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور اس نے لاک کھول کر پہلے دروازے کو آہستہ سے کھولا اور باہر جھانکا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ جس کا اختتام ایک اور راہداری میں ہو رہا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ البتہ دروازہ اس نے بند کر کے اُسے باہر سے لاک کر دیا تھا۔ تاکہ وہ دور سے کھلا ہوا نظر نہ آئے۔ ابھی وہ اس راہداری کے اختتام تک پہنچا ہی تھا کہ اُسے دوسری طرف سے کسی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔

" ابھی تک گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی نہیں دیں۔ کاش کہیں باس سیاف کا حشر بھی باس لوبانو جیسا نہ ہو" —— ایک آدمی بول رہا تھا۔

" ہاں۔ باس سیاف تو کہہ رہا تھا کہ بس جاتے ہی ان پر فائر کھول دیا جائے گا۔ پھر یہ اتنی دیر تک خاموشی کیوں ہے۔ آؤ دیکھیں" —— دوسری آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے وہیں موڑ کے پاس ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے مڑ کر آگے بڑھے۔ چونکہ وہ خاصی تیزی سے چل رہے تھے۔ اس لئے موڑ مڑتے ہی انہیں گو دیوار کے

ساتھ لگا کھڑا عمران نظر آ گیا مگر اس کے باوجود وہ رکتے رکتے بھی اس سے آگے پہنچ گئے۔ اور اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ عمران فائر کھول دیتا۔ کیونکہ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ چنانچہ جیسے ہی ان کے قدم سست ہوئے عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ اور ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں مڑتے ہوئے انداز میں پہلو کے بل نیچے گرے۔ اور مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر ایک جھٹکے سے فرش پر گریں۔ اگر عمران کو فائر کھولنے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ لازماً گھومتے ہی اس پر فائر کھول دیتے۔ جب ان کے تڑپتے ہوئے جسم ساکت ہو گئے تو عمران تیزی سے مڑ کر دوسری راہداری کی طرف چل پڑا۔ اس نے پہلے موڑ پر جھانک کر دیکھا تو اُسے ایک طرف تو راہداری بند نظر آئی جب کہ دوسری طرف راہداری کافی آگے جا کر گھوم گئی تھی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران مشین گن اٹھائے تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا۔ جدھر راہداری آگے جا کر گھوم رہی تھی کہ یک لخت موڑ کے قریب وہ رک گیا۔ وہاں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دیوار کے ساتھ لگ کر سر آگے کر کے کھلے ہوئے دروازے سے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑا ماسٹر کمپیوٹر دیوار کے ساتھ نصب تھا۔ اور دو افراد اس کے سامنے کھڑے اُسے آپریٹ کر رہے تھے۔ کمپیوٹر چل رہا تھا

کمرے میں سوائے ان دو افراد کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران گن لئے اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر وہ دونوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ عمران نے فائر کھول دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ دونوں بُری طرح چیختے ہوئے نیچے فرش پر گرے۔ اور تڑپنے لگے۔ کمپیوٹر کی ساخت دیکھ کر عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ آئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ماسٹر کمپیوٹر ہے اور یقیناً لوبانو نے یہاں ہر طرف کمپیوٹر چیکنگ نظام قائم کر رکھا تھا۔ ان دونوں کے مرتے ہی عمران دوڑتا ہوا کمپیوٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اور اس نے غور سے اس پر موجود بے شمار چھوٹی بڑی سکرینوں اور ڈائلوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ بغور اُسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور کمپیوٹر کے چند بٹن پریس کر کے ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔ ایک ڈائل پر ناب کے ساتھ ساتھ نمبر تیزی سے ابھر کر غائب ہونے لگے۔ دس نمبروں کے بعد ڈائل پر "جی" کا حرف ابھر آیا۔ اور عمران نے ناب سے ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر اس نے کمپیوٹر کے نچلے حصے میں موجود ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے کھینچا۔ دوسرے لمحے کمپیوٹر میں سے زوں زوں کی تیز آوازیں نکلیں۔ اور اس کے ایک حصے پر بے شمار چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ مگر ایسا صرف چند لمحوں کے لئے ہوا۔ اس کے بعد بلب بھی بجھ گئے اور آواز بھی

ختم ہو گئی۔ ڈائل پر موجود "جی" کا حرف بھی غائب ہو گیا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہینڈل چھوڑ دیا۔ اس کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ اس کمپیوٹر کی مدد سے سوائے چند خاص کمروں کے باقی سارے اڈے میں زیرو الیون ریز فائرنگ ایڈجسٹ کی گئی تھی۔ اس لائن میں دس کمرے تھے۔ اور سکرین پر "جی" کا حرف آنے کا مطلب تھا کہ اب کمپیوٹر بیک وقت ان دس کمروں میں زیرو الیون ریز کا جنرل فائر کرے گا اور زیرو الیون کا مطلب تھا فوری بے ہوشی۔ اس لئے عمران نے زیرو الیون کا جنرل فائرنگ سسٹم آن کر دیا تھا۔ اب جہاں جہاں یہ ریز فائر ہوئی ہوں گی وہاں وہاں موجود ہر فرد ان ریز کی وجہ سے بیہوش ہو گیا ہو گا۔ ویسے وہ پہلے آنے والوں کے منہ سے زیرو الیون کی بات سن چکا تھا۔ اس طرح اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ انہیں بھی زیرو الیون سے ہی ہٹ کیا گیا تھا۔ لیکن عمران اپنے ذہنی دفاعی سسٹم کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا جبکہ اس کے دوسرے ساتھی بدستور بے ہوش تھے۔ عمران نے پیچھے ہٹ کر مشین گن کاندھے سے اتاری اور اس کے بعد وہ الٹے قدموں چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ کر رکا۔ اور پھر اس نے گن کا رخ اس ماسٹر کمپیوٹر کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ماسٹر کمپیوٹر سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر کمپیوٹر خوفناک دھماکوں کی

زد میں آ گیا۔ عمران نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی جب تک اس ماسٹر کمپیوٹر کے پرزے فرش پر نہ بکھر گئے۔ اس کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو پھر خود بھی وہ زیرو الیون کنٹرولڈ کسی کمرے یا علاقے میں داخل ہوتا تو یہ ماسٹر کمپیوٹر خود بخود اس پر زیرو الیون فائر کر دیتا۔ اس لئے اپنے آپ کو دوسری بار زیرو الیون فائر سے بچانے کے لئے اس نے ماسٹر کمپیوٹر ہی اڑا دیا۔ اب وہ اطمینان سے ہر جگہ گھوم سکتا تھا۔ پھر مشین گن لئے وہ اس کمپیوٹر روم سے نکل آیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس بات پر خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ لوگوں نے راہداری میں ہونے والی فائرنگ کا نوٹس نہیں لیا۔ شاید وہ یہی سمجھے تھے کہ ان کے ساتھی ہی فائرنگ کر رہے ہیں۔ ورنہ جس ٹائپ کا وہ کمپیوٹر تھا۔ وہ اسے آپریٹ کر کے عمران کا خاتمہ نہیں تو اسے آسانی سے بے ہوش کر سکتے تھے۔ کافی دیر تک وہ اس بہت بڑی بلڈنگ کے مختلف حصوں میں گھومتا رہا۔ صرف ایک حصے میں بے ہوش افراد کی بجائے اسے ہوش میں موجود افراد سے سابقہ پڑا۔ شاید یہ حصہ کمپیوٹر کے زیرو الیون کے ٹارگٹ میں نہ تھا۔ لیکن یہاں صرف چار افراد تھے اور عمران نے ایک ہی برسٹ میں ان چاروں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ باقی مختلف حصوں میں بیس کے قریب مسلح افراد بے ہوشی کے عالم میں راہداریوں، کمروں میں کرسیوں پر اور ایسی ہی دوسری حالتوں میں ملے۔ لوبانو نے واقعی یہاں

خاصی بڑی تعداد جمع کر رکھی تھی۔ اور ایک لحاظ سے لیبارٹری سیلڈ ہونے کے باوجود اس نے اپنے طور پر یہاں اس قسم کے سائنسی انتظامات کر رکھے تھے۔ جیسے یہ بلڈنگ بذات خود لیبارٹری کا حصہ ہو۔ اور پھر جب عمران پوری بلڈنگ گھومنے کے بعد واپس اس کمرے میں پہنچا جہاں اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم میں قید تھے۔ تو بلڈنگ زندہ انسانوں سے خالی ہو چکی تھی۔ عمران نے تمام مسلح روسیاہوں کو چاہے وہ ہوش میں تھے یا بے ہوش سب کا خاتمہ کر دیا تھا۔ کیونکہ لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کے خاتمے کے لئے اسے یہاں مکمل سکون چاہئے تھا۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جی۔ ٹی۔ ون کے فائنل تجربے میں اب صرف چالیس کے قریب گھنٹے باقی رہ گئے ہیں اور اگر یہ چالیس گھنٹے بھی اس بلڈنگ میں جدوجہد کرتے گزر جاتے تو پھر پورے بہادرستان میں موجود لاکھوں مجاہدین کی شہادت لازمی ہو جاتی اور اس طرح اس کا مشن مکمل طور پر نہ صرف فیل ہو جاتا بلکہ ایک لحاظ سے بہادرستان بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلام ہو کر رہ جاتا۔ اس لئے اپنی فطرت کے خلاف اسے لاکھوں مجاہدین کی زندگیوں اور بہادرستان کو روسیاہی غلامی سے بچانے کے لئے بے ہوش افراد کو بھی گولیوں سے اڑانا پڑا۔ اب صرف اس کے ساتھیوں کے کمرے میں موجود صرف دو افراد زندہ رہ گئے تھے۔ جنہیں وہ باندھ کر آیا تھا۔ لیکن پوری بلڈنگ میں گھومنے کی وجہ سے اس نے

وہ کمرہ چیک کر لیا تھا جہاں زیرو ایون رینہ کا توڑ محلول موجود تھا۔
چنانچہ وہ اس محلول کی ایک بڑی شیشی ساتھ اٹھا لایا تھا۔ یہ
محلول قطروں کی صورت میں حلق میں ٹپکایا جاتا تھا۔ کمرے کا
دروازہ ویسے ہی باہر سے بند تھا۔ اس نے لاک کھولا اور پھر
دروازے کو اندر دھکیل کر وہ تیزی سے سائیڈ پر ہٹ گیا۔ گو
اُسے معلوم تھا کہ دونوں افراد بندھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی
وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ جب چند لمحوں تک اندر سے کوئی
ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ مشین گن ہاتھ میں پکڑے اچھل کر اندر
داخل ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان
کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ دونوں افراد ہوش میں آ چکے
تھے۔ لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے اپنی جگہوں پر بے حس
و حرکت پڑے تھے۔ ان کے منہ میں چونکہ کپڑے ٹھنسے ہوئے
تھے اس لئے وہ بول بھی نہ سکتے تھے۔ ان دونوں کی آنکھیں
عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں سے دہشت اور خوف
نمایاں تھا۔ عمران خاموشی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔
اور اس نے پہلے تو ان کی رسیاں کھول کر انہیں فرش پر لٹایا
اور پھر جیب سے محلول کی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور
ایک ایک کر کے اس نے ان کے جبڑے بھینچ کر ان کے منہ
کھولے اور محلول کے دس دس قطرے ان کے حلق میں ٹپکا
دیئے۔ پھر ڈھکن لگا کر اس نے شیشی کو ایک ستون کے
ساتھ رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ چند منٹوں بعد وہ خود بخود

ہوش میں آ جائیں گے۔ پھر وہ ان دونوں بندھے ہوئے افراد
کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے ان کے منہ سے کپڑے نکالے۔
تو وہ دونوں ہی بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگے۔
"تم میں سے جناب سیاف صاحب کون ہیں"۔۔۔
عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ
اس نے جو آوازیں ان کی آمد کے وقت سنی تھیں اس کے مطابق
سیاف انچارج تھا۔ اور دوسرا اس کا ماتحت۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں ہوں سیاف"۔۔۔ ایک آدمی نے
کہا جب کہ دوسرے نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ اس
کی تصدیق کر رہا ہو۔
اُسی لمحے عمران کے ساتھیوں کی کراہیں سنائی دیں اور
وہ سب جھٹکوں سے اٹھ اٹھ کر نہ صرف بیٹھتے گئے۔ بلکہ وہ
ادھر ادھر بھی دیکھ رہے تھے۔
"تو تم نے لوبانو کی موت کی اطلاع روسیاہ یاگاری تک
پہنچائی تھی"۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔
وہ انتہائی سفاک نظروں سے سیاف کو گھورنے لگا تھا۔
"نہ۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔ میں نے اطلاع نہیں دی۔ میں دے
رہا تھا لیکن ٹرانسمیٹر اٹھانے سے پہلے ڈاکٹر ڈشمے کی کال آ
گئی۔ اس نے کہا کہ کوئی ضروری کام اُسے پڑ گیا ہے۔ وہ
لوبانو سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میرے بتلانے پر کہ لوبانو
ہلاک ہو گیا ہے۔ اس نے پوری تفصیل پوچھی۔ میرے بتلانے پر

اس نے حکم دیا کہ فوراً تمہیں ہلاک کر دوں۔ حالانکہ میں نے اس لئے تمہیں فوری طور پر ہلاک نہ کیا تھا۔ کہ میں اتنا با اختیار آدمی نہیں ہوں۔ میں نے سوچا کہ کہیں ہیڈ کوارٹر تمہیں زندہ رکھ کر تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے۔ اس لئے میں نے تمہیں قتل کرنے سے پہلے ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے کا سوچا تھا۔ لیکن ڈاکٹر ڈشمے نے حکم دے دیا کہ تمہیں فوری مار دیا جائے۔ میرے ہچکچانے پر اس نے بتایا کہ کام ایسا پڑ گیا ہے کہ اُسے لیبارٹری کا سپیشل وے کھولنا پڑے گا۔ اس لئے تمہاری فوری ہلاکت ضروری ہے۔ چونکہ وہ با اختیار آدمی تھا۔ اس لئے مجھے اس کے حکم کی تعمیل کرنی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ میں تمہیں ہلاک کر کے اُسے رپورٹ دوں پھر وہ کام بتائے گا۔ لیکن یہاں نجانے تم نے کیسے رسیاں کاٹ دیں اور ۔۔۔۔۔۔" ـــــ سیاف نے کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔ اور فقرے کے آخر میں آکر وہ خاموش ہو گیا۔

"کسی سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرتے ہو تم یا کوئی مخصوص فریکوئنسی ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر پر" ـــــ سیاف نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر۔ کیا لوبانو کے دفتر میں ہے" عمران نے پوچھا۔

"میرے اور لوبانو دونوں کے دفتروں میں ہے" ـــــ سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور تنویر۔ تم ان دونوں کے پیروں کی رسیاں کھولو۔ اور پھر انہیں پکڑ کر ساتھ لے آؤ۔ اور اگر راستے میں یہ کوئی غلط حرکت کرنے لگیں تو بے شک گولی مار دینا" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور خود وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈاکٹر ڈشمے ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کے سر پہ بال نہ تھے۔ البتہ سائیڈوں پہ جھالروں کے انداز میں سفید بال موجود تھے۔ آنکھوں پہ موٹے شیشوں اور بھاری فریم کا چشمہ تھا وہ اس وقت ایک کرسی پہ بیٹھا سامنے پڑی ہوئی ایک مشین میں الجھا ہوا تھا۔ کہ یک لخت پاس پڑے ہوئے دو مختلف رنگ کے فون پیسز میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ڈاکٹر ڈشمے نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پہ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ وہ اس وقت آپریشنل فیلڈ میں موجود تھا۔ جہاں جی۔ٹی۔ون کو فائرنگ کے لئے مخصوص مشینوں میں ایڈجسٹ کئے جانے کا کام جاری تھا۔ یہ جی۔ٹی۔ون چونکہ وسیع پیمانے پہ تباہی پھیلانے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔

اس لئے ان کا سائز بھی بڑے میزائلوں جیسا تھا۔ یہ زرد رنگ کے تھے ان کی تعداد دس تھی۔ پہاڑستان کے مجاہدین کے خاتمے کے لئے روسیاہی حکومت کی طرف سے اُسے دس ٹارگٹس دیئے گئے تھے۔ اس لئے دس ہی میزائل تیار کئے گئے تھے۔ اور اب مشن تقریباً تکمیل کے قریب تھا۔ صرف ان کی ایڈجسمنٹ اور پھر انہیں کمپیوٹر کنٹرول میں دینے کا کام ہو رہا تھا۔ لیکن ایک مخصوص مشین کا ایک پرزہ اچانک خراب ہو گیا تھا۔ اور اس پرزے کی فوری مرمت ضروری تھی۔ اس پرزے کو مرمت کے لئے اس نے آپریشنل فیلڈ سے ملحقہ لیبارٹری میں بھجا ہوا تھا۔ سرخ فون کی کال کا مطلب تھا کہ فون لیبارٹری سے کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے چہرے پہ الجھن کے تاثرات اس لئے ابھرے تھے۔ کہ اگر یہ کال پرزے کے لئے ہی کی جا رہی ہو۔ تب بھی اُسے کال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس مشین کے انچارج ڈاکٹر ہانبر کو بتایا جاتا۔ بہر حال اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ڈشمے اٹنڈنگ"۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں ڈاکٹر ہانبر بول رہا ہوں جناب لیبارٹری سے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی۔

"تم لیبارٹری کیسے پہنچ گئے تم تو آپریشنل فیلڈ میں کام کر رہے تھے"۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس باس ـــــ مگر مجھے لیبارٹری سے اطلاع دی گئی کہ پرزے کی مرمت صحیح طور پر نہیں ہو پا رہی۔ کیونکہ اس کا مخصوص ڈایاگرام اوپر سٹور میں رہ گیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ڈایاگرام اوپر سٹور میں رہ گیا ہے۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے کے لہجے میں حیرت تھی۔

" جناب یہاں تمام مشینری فٹ ہو جانے کے بعد چونکہ اس مشینری کی پیکنگ وغیرہ رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ اس لئے یہ تمام پیکنگ اوپر ایک بڑے سٹور میں چھوڑ دی گئی تھیں۔ اور ڈایاگرام اس پیکنگ میں ہے۔ اب یہ پرزہ خراب ہوا ہے۔ تو اس ڈایاگرام کی ضرورت پڑی ہے" ـــــ ڈاکٹر ہانبر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ تو بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس اس میں کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ آپ اوپر موجود مسٹر لوبانو کو کال کر کے اس پرزے کا نام اور تفصیل بتا دیں۔ وہ ہوشیار آدمی ہے۔ سٹور سے اس کی پیکنگ تلاش کر کے ڈایاگرام حاصل کر لے گا اور لیبارٹری میں بھیج دے گا۔ اسے کہیں جانا تو نہیں پڑے گا" ـــــ ڈاکٹر ہانبر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن اس کے لئے سپیشل وے کھولنا پڑے گا۔ تب ہی

یہ ڈایاگرام لیبارٹری تک پہنچ سکے گا" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا۔

" یس سر۔ لیکن صرف تھوڑی دیر کے لئے یہ کھول لینے میں کیا حرج ہے۔ اوپر ہمارے ہی آدمی موجود ہیں دشمن تو نہیں ہیں" ڈاکٹر ہانبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں کال کرتا ہوں لوبانو کو" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے سے نکل کر ایک پتلی سی راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

" اس نامراد پرزے کو بھی ابھی خراب ہونا تھا" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ریوالونگ چیئر رکھی ہوئی تھی۔ اس نے کرسی کے عقب میں موجود دیوار میں نصب الماری کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا ڈبہ اٹھایا اور الماری بند کر کے اس نے اسے میز پر رکھا اور خود کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ـــــ ڈاکٹر ڈشمے کالنگ لوبانو اوور" ـــــ بٹن دبا کر ڈاکٹر ڈشمے نے بار بار چیختی ہوئی آواز میں کال کرنا شروع کر دیا۔

" یس سر ـــــ میں سیاف بول رہا ہوں لوبانو کا اسسٹنٹ

اوور" ۔۔۔۔۔ یک لخت ڈبے میں سے ایک آواز سنائی دی ۔

" نانسنس ۔میں لوبانو کو کال کر رہا ہوں ۔تم کہاں سے ٹپک پڑے اوور" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے کو لوبانو کے اسسٹنٹ سیاف کی مداخلت پر بے پناہ غصہ آگیا تھا ۔گو اُسے معلوم تھا ۔کہ سپیشل ٹرانسمیٹر لوبانو کے اسسٹنٹ سیاف کے پاس بھی ہوتا ہے ۔لیکن یہ اس لئے اُسے دیا گیا تھا کہ اگر کبھی لوبانو موجود نہ ہو تو وہ اٹنڈ کر سکے ۔لیکن جب سے لیبارٹری میں کام شروع ہوا تھا لوبانو کہیں گیا ہی نہ تھا ۔ اس لئے آج سے پہلے اس سیاف نے کبھی کال اٹنڈ نہ کی تھی ۔

" باس لوبانو ہلاک ہو چکے ہیں اور اب میں ان کی جگہ سیکورٹی انچارج ہوں جناب اوور" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیاف نے جواب دیا ۔ اور ڈاکٹر ڈشمے کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس نے کوئی ناممکن بات سن لی ہو ۔

" کیا ۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔لوبانو ہلاک ہو گیا ہے ۔یہ کیسے ممکن ہے اوور" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے حیرت سے پُر مگر چیختی ہوئی آواز میں پوچھا ۔

" میں درست کہہ رہا ہوں جناب اوور" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیاف کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر ڈشمے چند لمحے تو حیرت سے بت بنا خاموش بیٹھا رہا ۔

" اوہ ۔یہ کیسے ممکن ہے ۔کیا تم نے مارا ہے اُسے ۔کیا اس کے خلاف یہاں بغاوت ہو گئی ہے ۔آخر کس طرح مر گیا وہ

اوور" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔اور جب دوسری طرف سے سیاف نے اُسے تفصیلات بتائیں تو اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی ہوئیں تقریباً کانوں تک پہنچ گئی تھیں ۔

" ہونہہ ۔تو اس کا مطلب ہے کہ یہ دشمن ایجنٹ ہمارے سروں تک پہنچ گئے ہیں ۔تم سب نکمے ہو ۔ احمق ہو ۔یہی تمہارا حفاظتی نظام ہے ۔ اسی نظام کی وجہ سے لیبارٹری کو تم لوگوں نے ناقابل تسخیر کہنا شروع کر دیا تھا اوور" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے پھٹ پڑا تھا ۔

" اسی نظام کی وجہ سے تو وہ پکڑے گئے ہیں جناب ۔یہاں اگر کمپیوٹر چیکنگ نظام نہ ہوتا تو وہ کیسے پکڑے جاتے ۔۔۔۔"

دوسری طرف سے سیاف نے جواب دیا اور ڈاکٹر ڈشمے کو اس کے الفاظ پکڑنے پر ۔۔۔۔ اور بھی غصہ آگیا ۔ اس کا مطلب تھا کہ دشمن ایجنٹ ابھی زندہ تھے اور جب کہ اُسے اوپر سے ڈایاگرام منگوانے کے لئے سپیشل وے کھولنا تھا ۔ اور دشمن ایجنٹوں کی زندگی میں وہ یہ رسک کیسے لے سکتا تھا ۔چنانچہ اس نے فوراً سیاف کو ان ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا ۔اور پھر ان کی ہلاکت کی رپورٹ دینے کا حکم بھی دیا ۔سیاف نے جب قدرے تذبذب کا اظہار کیا تو ڈاکٹر ڈشمے کو اُسے بتانا پڑا کہ چونکہ ایک خاص مقصد کے لئے لیبارٹری کا سپیشل وے کھولنا مقصود ہے ۔ اس لئے

ان دشمن ایجنٹوں کی فوری ہلاکت انتہائی ضروری ہے۔ اس پر سیاف حکم کی تعمیل کے لئے رضامند ہو گیا۔ اور ڈاکٹر ڈشمے نے سپیشل ٹرانسمیٹر آف کیا اور اُسے اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے وہ فوری طور پر آپریشنل فیلڈ سے لیبارٹری پہنچے تاکہ اس نئی صورت حال پر اپنے ساتھیوں سے بات چیت کر سکیں۔ اور اس وقت وہ لیبارٹری کے ہی ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ تین افراد تھے۔ اور وہ سب دشمن ایجنٹوں کے لیبارٹری تک پہنچ جانے اور لوبانو کی ہلاکت کے بارے میں بات چیت میں مصروف تھے۔

"میرا تو اب بھی یہی خیال ہے ڈاکٹر ڈشمے کہ ہمیں اس موقع پر کوئی رسک نہیں لینا چاہیئے۔ اوپر موجود تمام افراد کو ایس۔ ڈی۔ ٹی ریز کی مدد سے ہلاک کر دینا چاہیئے۔ تاکہ لیبارٹری ہر صورت میں محفوظ رہ سکے" ——— ایک آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ڈاکٹر ہانبر۔ اوپر پچاس ساٹھ دو سپاہی مسلح فوجی موجود ہیں۔ ان کا اس طرح قتل عام کہیں بعد میں ہمارے لئے مصیبت نہ بن جائے" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آخر سب کے اس قتل عام کی کیا ضرورت ہے میری سمجھ میں تو یہی بات نہیں آ رہی۔ اوپر ہمارے آدمی موجود ہیں۔ دشمن ایجنٹ پکڑے جا چکے ہیں۔ آپ نے ان کے قتل کا حکم دے

دیا ہے۔ ظاہر ہے وہ آسانی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ پھر کیا خطرہ ہے۔ آخر ڈاکٹر ہانبر مسلسل سب کے قتل کی بات کیوں کر رہے ہیں" ——— ایک اور آدمی نے کہا۔

"میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ ڈاکٹر ڈشمے کو اس سیاف کو حکم دیئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا ہے۔ لیکن باوجود کالنگ کے کوئی سپیشل ٹرانسمیٹر کا جواب ہی نہیں دے رہا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اوپر کوئی لمبی گڑبڑ ہو چکی ہے اور وہ دشمن ایجنٹ جو انتہائی فول پروف حفاظتی انتظامات کے باوجود نہ صرف یہاں لیبارٹری کے سر پر پہنچ گئے بلکہ انہوں نے لوبانو جیسے ایجنٹ کو بھی مار ڈالا ایسے لوگ شاید اتنی آسانی سے نہ مر سکیں جتنا آپ لوگ سمجھ رہے ہیں۔ اور پھر سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں کام آگے بڑھانے کے لئے فوری طور پر وہ ڈایاگرام چاہیئے۔ اور ڈایاگرام کے حصول کے لئے سپیشل دے کھولنا پڑے گا۔ اگر وہ دشمن ایجنٹ ہمارے ہی آدمیوں کے روپ میں لیبارٹری کے اندر پہنچ گئے تب" ——— ڈاکٹر ہانبر نے تلخ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ہانبر کی بات درست ہے۔ ہمیں اس موقع پر کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہیئے" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ڈاکٹر ڈشمے کے سامنے میز پر رکھے ہوئے سپیشل ٹرانسمیٹر میں

ے کال آنی شروع ہو گئی۔ اور ڈاکٹر ڈشمے سمیت سب لوگ بے اختیار چونک پڑے۔ ڈاکٹر ڈشمے نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سپیشل ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— سیکورٹی انچارج سیاف کالنگ اوور" ٹرانسمیٹر میں سے سیاف کی آواز برآمد ہوئی۔

"میں ڈاکٹر ڈشمے بول رہا ہوں۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگائی ہے کال کرتے ہیں۔ اس دوران میں دس بارہ بار تمہیں کال کر چکا ہوں۔ مگر تم نے ایک بار بھی کال اٹنڈ نہیں کی اوور" ڈاکٹر ڈشمے نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ میں ان دشمن ایجنٹوں کی ہلاکت کے سلسلے میں مصروف رہا۔ ان کی تعداد چھ تھی۔ ان میں سے پانچ تو ہلاک ہو گئے۔ مگر ایک فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور وہ چٹانوں میں چھپ گیا۔ اس کے لئے مجھے ساری فورس کو کام پر لگانا پڑا۔ اور پھر شدید جدوجہد کے بعد اسے ٹریس کر کے ہلاک کیا گیا۔ اور ابھی چند منٹ پہلے اس کی لاش یہاں لائی گئی ہے۔ تب پوری طرح اطمینان ہو جانے کے بعد میں نے آپ کو کال کیا ہے اوور" —— سیاف نے مودبانہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ کوئی رہ تو نہیں گیا اوور" —— ڈاکٹر ڈشمے نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور" —— دوسری طرف سے سیاف

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں خود کال کرتا ہوں۔ ابھی میں ایک ضروری کام میں مصروف ہوں اوور اینڈ آل" —— ڈاکٹر ڈشمے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب کیا خیال ہے ڈاکٹر ہانبر۔ کیا اب سپیشل وے کھول کر کسی کو اوپر ڈایا گرام لینے کے لئے بھیجا جائے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ سیاف کی رپورٹ سے میں پوری طرح مطمئن نہیں ہوں" —— ڈاکٹر ڈشمے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بھی مطمئن نہیں ہوں جناب۔ اس لئے ہمیں اس موقع پر ہر قدم انتہائی سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کیوں نہ ہم باقاعدہ چیکنگ کر لیں" —— ڈاکٹر ہانبر نے کہا۔

"چیکنگ۔ وہ کس طرح۔ یہاں کوئی ایسا سسٹم ہی نہیں ہے۔ کہ ہم یہاں بیٹھے اوپر عمارت کی چیکنگ کریں۔ ہمارے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہم لازماً ایسا سسٹم پہلے ہی قائم کر دیتے" —— ڈاکٹر ڈشمے نے قدرے مایوسانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جناب بغیر چیکنگ کے ہمیں واقعی کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہئے۔ اس وقت صورت حال بے حد خطرناک ہے۔ ہماری معمولی سی غفلت سے پورے مشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے" —— دوسرے آدمی نے کہا۔

"تو پھر چیکنگ کا کوئی طریقہ بھی بتاؤ۔ یا ہم یہاں بیٹھے بس

باتیں ہی کرتے رہیں گے" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ ایک طریقہ میرے ذہن میں آیا ہے ۔ اگر آپ کو پسند ہو تو" ——— تیسرے آدمی نے کہا۔

" بتاؤ ڈاکٹر شیف ۔ جلدی بتاؤ" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

" جناب ۔ آپریشنل فیلڈ کے جنوب مغربی حصے میں زیر زمین سرنگ موجود ہے ۔ آپ ایسا کریں کہ اس سرنگ کو کھول دیں۔ اور جو آدمی اس سرنگ کے ذریعے باہر جائے وہ اپنے ساتھ ایٹی نائن راکٹ میزائل ساتھ لے جائے ۔ یہ سرنگ مغربی پہاڑیوں میں جا نکلتی ہے ۔ جہاں سے لیبارٹری کے اوپر موجود سیکورٹی آفس کا جنوبی کھلا حصہ بالکل سامنے ہوتا ہے ۔ ان پہاڑیوں سے ہم ایٹی نائن راکٹ آسانی سے سیکورٹی آفس کے اندر فائر کر سکتے ہیں۔ اس طرح آناً فاناً سیکورٹی آفس میں موجود ہر شخص بے ہوش ہو جائے گا اور یہ بے ہوشی کم از کم دس گھنٹوں سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی ۔ راکٹ فائر کرنے کے بعد ہم اطمینان سے سیکورٹی آفس میں داخل ہو سکتے ہیں اور وہاں سے ہم سٹور میں جا کر ڈایاگرام حاصل کر کے اس سرنگ کے راستے واپس آ کر سرنگ بند کر دیں ۔ اس طرح اوپر موجود کوئی بھی آدمی چاہے وہ دشمن ہو یا دوست اُسے معلوم بھی نہ ہو سکے گا اور ہم اپنا کام کر لیں گے ۔ اس

کے بعد جب ہمارا مشن مکمل ہو جائے تب بعد میں ہم رو سیاہ کال کر کے وہاں سے خصوصی فوج منگوا کر مکمل چیکنگ کرا کر لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کھول سکتے ہیں" ——— ڈاکٹر شیف نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" تمہاری تجویز واقعی لاجواب ہے ۔ لیکن اس لوبانو نے اوپر کمپیوٹر کنٹرول زیرو ایون ریز کا نظام پھیلا رکھا ہے ۔ اگر کوئی اجنبی آدمی ان میں سے کسی ٹارگٹ میں بھی داخل ہو تو یہ ریز اُسے فوراً بے ہوش کر دیتی ہیں اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ کہاں کہاں یہ ریز کام کر رہی ہیں" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے کہا۔

" اوہ سر ۔ پھر ایسا ہے کہ ایٹی نائن راکٹ کی بجائے ایٹی ایون فائر کر دیا جائے ۔ اس طرح کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام مشینری جام ہو جائے گی اور وہاں موجود سب لوگ بے ہوش بھی ہو جائیں گے " ——— ڈاکٹر ہانبر نے کہا۔

" اوہ یس ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا ۔ ٹھیک ہے فوراً اس کا بندوبست کرو ۔ اور سنو میں ساتھ جاؤں گا ۔ میں خود اس سیکورٹی آفس کو چیک کرنا چاہتا ہوں" ——— ڈاکٹر ڈشمے نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ آپ اس سیاف کو کال کر کے کہہ دیں کہ اب انہیں باہر آنے کی ضرورت نہیں رہی کام ہو گیا ہے ۔

"اس طرح وہاں سب مطمئن ہو جائیں گے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہانبر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر ڈشمے نے سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

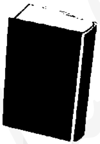

" اس لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کا کوئی نہ کوئی نقشہ لازماً یہاں موجود ہوگا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ" ۔۔۔۔ عمران نے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے سیاف سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"کوئی نقشہ نہیں ہے" ۔۔۔۔ سیاف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سوائے لالہ کے باقی سب عمارت میں پھیل جاؤ۔ اور یہاں کی مکمل تلاشی لو۔ مجھے یقین ہے کہ لوبانو نے ایسا نقشہ لازماً یہاں رکھا ہوا ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں

مخاطب ہو کر کہا۔

" اگر لوبانو کے پاس نقشہ ہوتا تو مجھے لازماً معلوم ہوتا۔ میں یہاں کا اصل انچارج ہوں۔ اس لئے یقین کرو کہ یہاں کوئی نقشہ نہیں ہے" ۔۔۔ سیاف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیخ پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ زوردار تھپڑ کی آواز سے بھی گونج اٹھا۔ یہ تھپڑ تنویر نے سیاف کے چہرے پر مارا تھا۔

" نوابوں کی طرح بیٹھے بکواس کر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ کہاں ہے نقشہ" ۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم ۔۔ میں کہہ رہا ہوں کوئی نقشہ نہیں ہے" ۔۔۔ سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چیخ اٹھا۔ کیونکہ تنویر کا دوسرا تھپڑ پہلے سے بھی زیادہ زوردار تھا۔

" بتاؤ۔ ورنہ میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" تنویر نے انتہائی درشت لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ تنویر۔ اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ واقعی کوئی نقشہ نہیں ہے۔ لیکن اب جب کہ ڈاکٹر ڈشمے نے کہہ دیا ہے کہ اسے سپیشل وے کھولنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تو پھر اس کے ساتھی کی طرح اس سیاف کی بھی ضرورت نہیں رہ گئی۔ اب ہمیں خود ہی کوئی نہ کوئی راستہ اس لیبارٹری یا آپریشنل فیلڈ میں جانے کے لئے تلاش کرنا پڑے گا۔ اس

لئے اسے باہر لے جاؤ اور گولی مار کر ہلاک کر دو" ___ عمران نے یک لخت سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چلو" ___ تنویر نے ایک جھٹکے سے سیاف کو گریبان سے پکڑ کر کرسی سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے" ___ سیاف نے انتہائی دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ عمران کی بات سن کر اور تنویر کا جارحانہ انداز دیکھ کر ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ اسی طرح اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ تنویر اسے کھینچ کر گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف لے چلا۔ وہ بالکل اسی انداز میں اسے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا۔ جیسے قصائی ذبح ہونے والے بکرے کو گھسیٹتا ہے۔

"رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ" ___ یکلخت سیاف نے دہشت سے چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ" ___ عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے اس کا گریبان چھوڑ دیا۔ سیاف کا جسم موت کی دہشت سے بری طرح لرز رہا تھا۔ اس کا خوف بجا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھی لیا لو کو انہوں نے اس کے سامنے ہی انتہائی بے دردی اور سفاکی سے گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ اس لئے اسے مکمل یقین تھا کہ یہ لوگ اس کا جسم چھلنی کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائیں گے۔ پہلے تو اسے امید تھی

کہ شاید ڈاکٹر ڈشمے کی کال کی وجہ سے وہ اسے کسی وجہ سے زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اب جب کہ ڈاکٹر ڈشمے نے دوبارہ کال کر کے حتمی طور پر کہہ دیا تھا کہ اسے اب سپیشل وے کھولنے کی ضرورت نہیں رہی تو واقعی اب ان لوگوں کی نظروں میں اسے زندہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہ رہ گئی تھی اور یہ بات بھی سچ تھی کہ لیبارٹری کا کوئی نقشہ واقعی موجود نہ تھا۔

"مم ___ مم ___ مجھے پانی پلا دو۔ میں بتاتا ہوں" ___ سیاف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ اور پانی پلاؤ" ___ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو تنویر اسے بازو سے پکڑ کر واپس کرسی کی طرف لے آیا۔ اور اسے کرسی پر دھکیل دیا۔ جب کہ صدیقی نے ایک طرف رکھے ہوئے جگ میں سے ساتھ پڑے گلاس میں پانی انڈیلا اور اسے سیاف کے منہ سے لگا دیا۔ سیاف غٹا غٹ کر کے سارا پانی پی گیا۔ پانی پینے سے اس کے ہلدی کی طرح زرد پڑے ہوئے چہرے پر قدرے سرخی آ گئی۔

"سنو سیاف۔ تم نے اپنے ساتھی کا حشر دیکھ لیا ہے۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم بیٹھ کر تمہارے ساتھ بات چیت کرتے رہیں۔ میں نے تمہیں اس لئے زندہ رکھا تھا کہ شاید ڈاکٹر ڈشمے کو تم کوئی چکر دے کر لیبارٹری کا کوئی راستہ کھلوا سکو۔ لیکن اس سپیشل ٹرانسمیٹر کی کارکردگی ایسی ہے کہ اس میں اگر آواز بدل کر بات کی جائے تو یہ دوسری

طرف اصل آواز ہی ٹرانسمٹ کر دیتا ہے۔ ورنہ میں خود تمہاری آواز میں ڈاکٹر ڈشمے سے بات کر کے کوئی نہ کوئی حل نکال لیتا۔ اب جب بہر حال تم ڈاکٹر ڈشمے کو قائل کرنے میں ناکام ہو چکی ہو۔ اور اب اس نے حتمی طور پر کہہ دیا ہے کہ اسے اب سپیشل وے کھولنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے اب حقیقت میں تمہیں زندہ رکھ کر کوئی خطرہ مول لینے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ واقعی لیبارٹری کا کوئی نقشہ ہی موجود نہیں ہے۔ لیکن ہمیں ہر صورت میں لیبارٹری یا اس آپریشنل فیلڈ کے اندر جانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنا ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ تم لوبانو سے بھی پہلے سے یہاں موجود ہو۔ لیبارٹری تمہارے سامنے تعمیر ہوئی ہے۔ اس لئے تمہیں لازماً کوئی نہ کوئی ایسا راستہ معلوم ہو گا جس سے اسے کھولا جا سکے۔ اس لئے تمہیں زندگی بچانے کا آخری موقع دے رہا ہوں۔ اگر تمہارے ذہن میں کوئی راستہ ہے تو بتا دو۔ اگر تمہاری بات درحقیقت سچ نکلی تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ رہنے دیا جائے گا ورنہ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ ادھر عمران کی اس طویل بات کے دوران کرسی پر بیٹھے سیاف کا رنگ لمحہ بہ لمحہ بدل رہا تھا۔

"راستہ تو موجود ہے مگر میں تمہیں بتاؤں گا نہیں ——— میں روسیاہی ہوں اپنی موت گوارا کر سکتا ہوں لیکن روسیاہی

لیبارٹری کو تمہارے ہاتھوں تباہ نہیں ہونے دوں گا" ——— یک لخت سیاف نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔ اور تنویر غراتا ہوا اس کی طرف لپکنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"لالہ۔ یہ لیبارٹری لاکھوں مجاہدین کی ہلاکت اور بہادرستان کو ہمیشہ کے لئے روسیاہ کا غلام بنانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ سیاف کہتا ہے کہ راستہ اسے معلوم ہے لیکن وہ روسیاہ کی خاطر موت قبول کر سکتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔ کیا تم بہادرستان کی خاطر اس سے راستہ معلوم کر سکتی ہو" ——— عمران نے لالہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خواہ مخواہ وقت مت ضائع کرو عمران۔ میں ابھی اس سے اگلوا لیتا ہوں" ——— تنویر نے بھڑک کر کہا۔

"میں اس سے کیسے معلوم کر سکتی ہوں۔ کوئی طریقہ بتاؤ" ——— لالہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے بڑا سادہ سا طریقہ ہے۔ تم سردار کی بیٹی ہو۔ تمہیں پہچان ہو گی اساشش پتھر کی۔ جس سے یہاں بہادرستان کے سردار غداروں کو سزا دیا کرتے ہیں۔ سیاف کو باہر لے جاؤ اور اسے وہی سزا دے دو۔ تنویر تمہارے ساتھ جائے گا۔ یہ تمہاری مدد کرے گا" ——— عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ پھر تو اس کی روح بھی صدیوں تک چیختی رہے

گی۔ ٹھیک ہے" ـــــ لالہ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــ کیا کیسی سزا" ـــــ سیاف نے ایک بار پھر زرد پڑتے ہوئے کہا۔

"بڑی سادہ سی سزا ہے سیاف۔ ان پہاڑیوں میں ایک خاص قسم کا پتھر پایا جاتا ہے جسے اساشن پتھر کہتے ہیں۔ اس پتھر کو توڑ کر اس کے چند ریزے تمہاری دونوں آنکھوں میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور بس سزا شروع" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ نہیں۔ ہرگز نہیں ـــــ یہ ہولناک سزا ہے" سیاف نے یک لخت انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جب کہ تنویر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ کیسی سزا ہے۔ کیا پتھروں سے سنگسار کیا جاتا ہے" تنویر نے سیاف کی بدلتی ہوئی حالت دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ سنگسار نہیں کیا جاتا۔ اس پتھر کی یہاں کے سرداروں کو خاص طور پہچان کرائی جاتی ہے۔ ورنہ بظاہر یہ عام سا پتھر ہی لگتا ہے۔ جب اس کے ریزے انسانی آنکھوں میں پڑتے ہیں۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے تو جو کچھ ہوتا ہے بس وہ ناقابل بیان ہے۔ شاید ہی دنیا میں اس

سے زیادہ ہولناک اور دہشت ناک کوئی اور سزا ہو۔ پھر اس میں لطف یہ کہ انسان کو مرنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں اور کئی دن جس طور پر اس پہ گزرتے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ جاؤ لالہ۔ اسے لے چلو۔ تنویر کو پتھر دکھا دینا یہ توڑ کر اس کے ریزے اس کی آنکھوں میں ڈال دے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو تنویر اسے لے چلو۔ ان لوگوں کے لئے واقعی یہی سزا ہونی چاہئے" ـــــ لالہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے سیاف کو ایک بار پھر گریبان سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر کے انتہائی بے دردی سے اُسے دروازے کی طرف گھسیٹنے لگا۔

"نہیں نہیں۔ یہ ہولناک سزا مت دو مجھے۔ میں بتاتا ہوں۔ وہ راستہ آپریشنل فیلڈ سے مغربی پہاڑیوں میں نکلتا ہے۔ مت دو مجھے یہ ہولناک سزا۔ فار گاڈ سیک مجھے یہ سزا مت دو" ـــــ سیاف نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ چلو ہمارے ساتھ۔ ان پہاڑیوں میں یہ پتھر وہاں بھی مل جائے گا" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے مخصوص بیگ وہ پہلے ہی تلاش کر کے حاصل کر چکے تھے۔ ویسے بھی یہاں سیکورٹی آفس میں

جدید ترین اسلحے کا کافی بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ وہاں سے بھی وہ خاصا طاقتور اسلحہ لے چکے تھے۔ لیکن اب جب کہ پہاڑیوں کی بات سامنے آئی تھی تو عمران نے صفدر کو ذخیرے میں سے راکٹ گنیں بھی لے آنے کے لئے کہہ دیا۔

"وہ راستہ ایک سرنگ کی طرح کا ہے۔ جس میں سے آپریشنل فیلڈ میں پیدا ہونے والا کیمیائی فضلہ باہر پہاڑیوں میں پھینکا جاتا ہے۔ لیکن اس راستے کو کسی خاص مادے کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے۔ اسے باہر سے کھولا نہیں جا سکتا۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے تو یہی بتایا گیا تھا۔ میں اس راستے تک تمہیں لے جا سکتا ہوں۔ آگے اسے کھولنا تمہارا اپنا کام ہوگا" ۔۔۔۔ سیاف نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دو گروپوں کی صورت میں اس بلڈنگ سے نکل کر مغربی پہاڑیوں تک جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ آگے لالہ، سیاف اور تنویر تھے۔ جب کہ پیچھے عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی تھے۔

"یہ کیسی سزا ہے۔ عمران صاحب۔ کہ سیاف اس قدر خوفزدہ ہو گیا ہے۔ ورنہ تو اس کا چہرہ بتا رہا تھا۔ کہ وہ ہر قسم کے تشدد کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور تیار کر چکا ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں اس لئے میں نے تنویر کو روک دیا تھا۔ ورنہ یہ شخص لازماً مر جاتا لیکن راستہ نہ بتاتا لیکن بہادرستانی جو سزا غداروں کو دیتے ہیں وہ اس قدر ہولناک ہوتی ہے کہ اس جیسی عبرتناک سزا شاید ہی کوئی برداشت کر سکتا ہو۔ اس پتھر کے ریزوں کو جب آنکھ میں ڈالا جاتا ہے تو لازماً وہ آنکھ میں اٹکنے لگتے ہیں۔ اس لئے آدمی مجبوراً آنکھوں کو دونوں ہاتھوں سے بے اختیار ملتا ہے۔ لیکن اس پتھر میں ایک خاص عنصر ہوتا ہے۔ جو آنسوؤں سے ملنے کے بعد ایک ایسے خوشبودار مادے میں تبدیل ہو جاتا ہے کہ جس کی خوشبو یہاں پہاڑوں میں موجود پہاڑی بچھوؤں، سرخ چیونٹوں اور اسی طرح کے اور سینکڑوں حشرات الارض کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ جب یہ مادہ آدمی کے ہاتھوں پر لگتا ہے تو پھر ان ہاتھوں کی وجہ سے اس کے لباس اور جسم کے دوسرے حصوں پر بھی لگ جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس آدمی کو پہاڑوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر یوں سمجھو کہ سینکڑوں خوفناک بچھو، زہریلے چیونٹے اور ایسے ہی حشرات الارض نجانے کہاں کہاں سے نکل کر اسے گھیر لیتے ہیں۔ وہ جس قدر ان سے بھاگتا ہے یہ اس قدر زیادہ تعداد میں اسے گھیرتے ہیں۔ ان زہریلے کیڑوں کے کاٹنے سے اس کا جسم پھول کر کپا ہو جاتا ہے۔ جسم پر بے شمار آبلے پڑ جاتے ہیں۔ جو مسلسل پھٹتے رہتے ہیں۔ اور بنتے رہتے ہیں۔ کیڑے اس کا تعاقب کرتے رہتے ہیں۔ اور

اُسے کاٹتے رہتے ہیں۔ اور ایسا کم از کم تین چار دن تک ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کی موت واقع ہوتی ہے۔ اب تم خود سوچ لو کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا اور نہ صرف صفدر بلکہ سارے ساتھیوں کے جسم اس ہولناک اور دہشت ناک سزا کا تصور کر کے ہی کانپ اٹھے۔

" اوہ۔ اس لئے یہ سیاف بتانے پر مجبور ہو گیا تھا"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ وہ چونکہ طویل عرصے سے یہاں رہ رہا ہے اس لئے لازماً اُسے اس سزا کا علم ہوگا اور چونکہ یہ سزا کسی بھی انسان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے اس لئے اُسے مجبوراً بولنا پڑا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" لیکن کیا آپ کو اس پتھر کی پہچان نہیں ہے جو آپ نے لالہ کے ذمے یہ کام لگایا تھا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" مجھے تو معلوم ہے۔ لیکن اگر میں خود یہ کام کرنے کا کہتا تو اس سیاف کو مجھ پر کبھی یقین نہ آتا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے میں اجنبی ہوں۔ اس لئے وہ یہی سمجھتا کہ ہم نے کسی سے صرف اس سزا کے بارے میں سن رکھا ہے۔ ہمیں اس مخصوص پتھر کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہاں کے رہنے والے عام باشندے بھی اسے نہیں پہچان سکتے۔ صرف سرداروں کو اس کی خاص پہچان کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے میں

نے کہا تھا کہ لالہ سردار کی بیٹی ہے اُسے اس پتھر کا علم ہوگا۔ اور سیاف کو اس وجہ سے یقین آ گیا کہ اُسے یہ سزا دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی راستے کے متعلق بتا دیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور باقی ساتھی حیرت سے سر ہلاتے رہ گئے۔ وہ سب یہی سوچ رہے تھے کہ عمران بظاہر تو عام سی بات کر رہا ہوتا ہے لیکن اس بات میں نجانے کون کون سے پہلو پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ اس کی بظاہر عام بات اصل آدمی کے لئے عام نہیں ہوتی۔

پہاڑیوں کے اندر چلتے ہوئے وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر جیسے ہی آگے بڑھے یک لخت وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ تنویر نے دور سے ایک چٹان کی اوٹ سے انہیں نہ صرف ہوشیار رہنے بلکہ محتاط رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ تنویر۔ لالہ اور سیاف تینوں اس چٹان کی اوٹ میں چھپے ہوئے۔۔۔۔ مخالف سمت میں دیکھ رہے تھے۔ تنویر کا اشارہ چونکہ سب نے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی اور احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس چٹان کے پاس پہنچ گئے دوسرے لمحے وہ چونک پڑے۔ کیونکہ انہوں نے سیاف کو وہاں بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا۔

" یہ یک لخت چیخنے لگا تھا۔ اس لئے میں نے اس کا منہ بند کر کے اسے بے ہوش کر دیا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر چٹان کی اوٹ میں پہنچ کر وہ نیچے گہرائی

میں موجود پہاڑیوں کو دیکھنے لگے اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک بڑی سی غار کے دہانے کے قریب ایک دو سیاہی کھڑا تھا۔ اس نے کاندھے پر زرد اور سرخ رنگ کی پٹیوں والا ایک بڑا سا میزائل اٹھایا ہوا تھا۔ اس کی توجہ اسی غار کی طرف ہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد غار کے دہانے سے چار افراد باہر آ گئے۔ ان چاروں نے ایک چھوٹا راکٹ لانچر اٹھایا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے تین ادھیڑ عمر افراد تھے۔ جن میں سے آگے والا گنجے سر والا تھا۔ البتہ اس کے سر کے گرد سفید جھالر دار بال موجود تھے۔ اس نے جسم پر سوٹ کے اوپر سفید اوور آل پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے دو افراد تھے۔ جنہوں نے اسی قسم کے اوور آل پہنے ہوئے تھے۔ اور ان سب کے پیچھے چار افراد باہر آئے۔ وہ خاصے لمبے تڑنگے اور جاندار آدمی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اس غار سے باہر نکلنے کے بعد وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے اس طرف کو آنے لگے جدھر یہ سب چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ لیکن ابھی فاصلہ کافی تھا۔ اور چونکہ راستہ پہاڑی تھا اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ انہیں چٹان تک پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔

"یہ کون لوگ ہیں"۔۔۔ لالہ نے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر۔ اس سیاف کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دو۔

اب اس کا کام ختم ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ اگر ذرا بھی چیخ پڑا تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی سیاف کا جسم بے ہوشی کے عالم میں بھی ایک لمحے کے لئے تڑپا پھر ساکت ہو گیا وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

"سنو۔ یہ لوگ اس چٹان کے قریب سے گزریں گے۔ اس لئے پوری طرح محتاط رہنا۔ جب تک ان کی شناخت نہ ہو جائے۔ میں ان پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ لوگ ان کے قریب سے گزرے۔ ان سب نے سانس روک لئے تھے۔ وہ سب اس طرح اطمینان سے چل رہے تھے جیسے انہیں مکمل طور پر یقین ہو کہ ان پہاڑیوں میں کوئی موجود ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے وہ سب خاموش تھے۔ ان کے درمیان کوئی بات چیت نہ ہو رہی تھی۔ جب وہ کافی آگے بڑھ گئے تو عمران کے اشارے پر وہ سب انتہائی محتاط انداز میں ان کا تعاقب کرنے لگے۔ وہ سب بکھر کر اور چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھ رہے تھے۔ البتہ لالہ عمران کے ساتھ تھی۔ لیکن چونکہ اس کی ساری عمر ان پہاڑیوں میں رہتے گزری تھی۔ اس لئے وہ ان سے بھی زیادہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔

اور پھر یہ لوگ ان پہاڑیوں پر پہنچ کر رک گئے۔ جہاں سے

لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی لوہا نو والی عمارت صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس جھالر نما بالوں والے نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک چٹان پر وہ راکٹ لانچر فوجی انداز میں نصب کیا جانے لگا۔ عمران نے لالہ کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر کسی پہاڑی سانپ کی طرح رینگتا ہوا اور چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ جب تک وہ اس چٹان تک پہنچا جہاں وہ لوگ موجود تھے۔ تو نہ صرف راکٹ لانچر نصب کیا جا چکا تھا بلکہ اس پر میزائل بھی فٹ کر دیا گیا تھا۔

"اوکے —— اب اسے فائر کر دو" —— اس جھالر نما بالوں والے بوڑھے نے سرد لہجے میں کہا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ ڈاکٹر ڈشمے کی آواز پہچان چکا تھا۔

"یس ڈاکٹر" —— میزائل اور لانچر اٹھا کر لانے والوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اُسے فائر کرنے کے عمل میں مصروف ہو گئے۔

"تو یہ اس عمارت کو ہی راکٹ سے اڑانا چاہتے ہیں" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ میزائل لانچر سے فائر ہوا اور بجلی کی سی تیزی سے فضا میں اڑتا ہوا اس عمارت کے ایک کھلے حصے سے اندر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔

نیلے رنگ کی تیز اور چکا چوند روشنی دکھائی دی۔ اور عمران نے دیکھا کہ عمارت کے اس کھلے حصے سے نیلگوں رنگ کے بگولے سے باہر کو نکلنے لگے۔ وہ جھالر کی بالوں والا اب اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی اب خاموش کھڑے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد اس بوڑھے نے نظریں گھڑی سے ہٹائیں اور اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے۔ اب گیس پوری عمارت میں پھیل کر ختم ہو چکی ہو گی۔ اور وہاں موجود نہ صرف تمام مشینری جامد ہو چکی ہو گی بلکہ ہر شخص بے ہوش بھی ہو چکا ہو گا۔ اس لئے اب تم اطمینان سے جا کر اندر سے ڈایاگرام لا سکتے ہو۔ جاؤ ڈاکٹر ہامبر۔ اور جا کر وہ ڈایاگرام لے آؤ۔ یہ مسلح افراد تمہارے ساتھ جائیں گے۔ لیکن کسی بے ہوش آدمی کو مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سب روسیاہی ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی مقامی یا پاکیشیائی آدمی نظر آ جائے تو اُسے بے تنک گولیوں سے چھلنی کر دینا" —— اس جھالر نما بالوں والے بوڑھے نے جو ڈاکٹر ڈشمے تھا بلغم زدہ چیختی ہوئی آواز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اس بار اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب ساری بات اُس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ یہ میزائل وہاں موجود افراد کو بے ہوش کرنے اور مشینری کو جامد کرنے کے لئے فائر کیا گیا تھا۔ اس طرح ڈاکٹر ڈشمے کسی کی نظروں میں آئے بغیر یہاں سے کوئی ڈایاگرام حاصل کرنا چاہتا

تھا۔ اور شاید اس ڈایاگرام کے حصول کے لئے ہی وہ بیش وے
کھولنا چاہتا تھا۔ اگر عمران سیاف کے ساتھ ان پہاڑیوں
میں نہ آچکا ہوتا تو اس بار اس کی اور اس کے ساتھیوں کی موت
یقینی تھی۔ کیونکہ انہیں احساس بھی نہ ہوتا اور اس میزائل کے
فائر ہونے سے وہ بے ہوش ہو جاتے اور چونکہ وہ اصل چہروں
میں تھے۔ اس لئے لازماً یہ لوگ انہیں پہچان کر اسی بے ہوشی کے
عالم میں ہلاک کر ڈالتے۔ ڈاکٹر ڈشمے کے حکم پر اس کے ساتھ
کھڑا ہوا ادھیڑ عمر آدمی ان چاروں مشین گنوں سے مسلح افراد
کے ساتھ تیزی سے قدم بڑھاتا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔
جب کہ میزائل اور لانچر اٹھا کر لانے والے ڈاکٹر ڈشمے اور
اس کا ایک ادھیڑ عمر ساتھی وہیں چٹان پر ہی کھڑے رہے۔
اب عمران نے فوری حرکت میں آجانے کا فیصلہ کیا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کو چٹان کی اوٹ سے
نکال کر اس کا رخ اس طرف کو کیا جدھر وہ ڈاکٹر ہانبر اور
چاروں مسلح افراد جا رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آوازوں سے
پہاڑیاں گونج اٹھیں اور ڈاکٹر ہانبر اور اس کے چاروں مسلح
ساتھی گولیوں کا شکار ہو کر اچھلے اور پھر نیچے گر کر تڑپنے لگے۔
ظاہر ہے ڈاکٹر ڈشمے اور باقی ساتھیوں نے اس فائرنگ سے
اچھلنا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھ سکتے۔
عمران سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور ایک بار پھر مشین گن چلی اور

ڈاکٹر ڈشمے کے علاوہ اس کا ادھیڑ عمر ساتھی اور میزائل اور لانچر
لے کر آنے والے پانچوں افراد چیختے ہوئے نیچے گرے۔ اور
بری طرح تڑپنے لگے۔ ڈاکٹر ڈشمے اس طرح بت بنا کھڑا تھا
جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مجسمہ ہو اور ایسا یقیناً شدید حیرت
کی وجہ سے ہوا تھا۔
" خبردار اگر تم نے ذرا بھی حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں
گا" ـــــ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر چٹان پر
چڑھتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھے ڈاکٹر ڈشمے کا رنگ عمران کو
دیکھ کر ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ اس کا جسم بری طرح کانپ
رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی اور لالہ بھی مختلف چٹانوں
کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگے۔
" کک ـــ کک ـــ کون ہو تم " ـــــ ڈاکٹر ڈشمے کے
حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ جس میں بیک وقت حیرت اور
خوف کی شدت کی آمیزش تھی۔ ڈاکٹر ڈشمے کے ساتھ پڑے
ہوئے سب افراد اور آگے ڈاکٹر ہانبر اور اس کے مسلح افراد
بھی کچھ دیر تڑپنے کے بعد اب ساکت ہو چکے تھے۔
" میرا نام علی عمران ہے ڈاکٹر ڈشمے اور میرا تعلق پاکیشیا
سے ہے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اوہ اوہ۔ تو تم وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو جنہوں نے
لوبانو کو ہلاک کیا ہے۔ مگر سیاف تو کہہ رہا تھا کہ اس
نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے " ـــــ ڈاکٹر ڈشمے اب کافی

حد تک اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

" تمہارا اپنا عمل بتا رہا ہے کہ تمہیں سیاف کی بات پر یقین نہیں آیا تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر ڈشمے کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھینچ گئے۔

" تم اب کیا چاہتے ہو"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی خاص فیصلے تک پہنچ گیا ہے۔

" صرف جی۔ٹی۔ون کا فارمولا اور بس"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم مجھے احمق سمجھ رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہو۔ تاکہ جی۔ٹی۔ون بہادرستانی مجاہدوں پر فائر نہ کئے جا سکیں۔ لیکن جی۔ٹی۔ون میزائلوں کا فائرنگ ٹائم کمپیوٹر میں فکس کر دیا گیا ہے۔ میں وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا۔ وہ خود بخود اپنے وقت پر فائر ہو جائیں گے۔ اس طرح میرا مشن بھی مکمل ہو جائے گا اور تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ڈالو گے۔ بس مار ڈالو۔ مگر نہ ہی تم قیامت تک لیبارٹری کو تباہ کر سکتے ہو اور نہ ہی بہادرستان کو روسیاہ کی غلامی سے بچا سکتے ہو"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" تم بہت بڑے سائنسدان ہو ڈاکٹر ڈشمے۔ اور ہم سائنسدانوں کی عزت کرتے ہیں انہیں ہلاک نہیں کرتے۔

اس لئے تم بے فکر رہو۔ نہ ہی تم پر کوئی تشدد کیا جائے گا اور نہ ہی تمہیں ہلاک کیا جائے گا اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمیں مجاہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ان کے ساتھ لاسٹ فائٹ جس انداز میں چاہو کرتے رہو۔ ہم تو یہاں صرف اس لئے آئے ہیں کہ تم سے جی۔ٹی۔ون کا فارمولا حاصل کریں۔ اور واپس چلے جائیں۔ اگر تم فارمولا نہیں دو گے تو ہم تمہیں یہاں سے اغوا کر کے لے جائیں گے۔ اور پھر تمہیں پاکیشیا لے جا کر مجبور کر دیا جائے گا کہ تم جی۔ٹی۔ون کا فارمولا ہمارے حوالے کر دو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ تم لیبارٹری تباہ نہیں کرو گے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری تباہ ہو گی ہر صورت میں ہو گی۔ چاہے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ بہادرستانی مجاہدوں کو شہادت سے بچانے اور بہادرستان کو روسیاہ کی غلامی سے بچانے کے لئے ایسا ہونا لازمی ہے"۔۔۔ اچانک پاس کھڑی ہوئی لالہ چیخ کر بول پڑی۔

" نہیں لالہ۔ ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ تمہیں بھی ہم ساتھ اس لئے لائے تھے کہ تم ان پہاڑی راستوں سے واقف ہو اور اب جب کہ ڈاکٹر ڈشمے ہمیں مل گیا ہے۔ اس لئے اب تمہاری بھی ضرورت نہیں رہی۔ تنویر اسے لے جاؤ اور گولی

مار کر اس کی لاش کسی گڑھے میں پھینک دو" ___ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا ___ کیا یہ تم کہہ رہے ہو۔ تم۔ یہ کیسے ممکن ہے" لالہ کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"جہاں حکومتوں کے مفاد ہوں لالہ وہاں سب کچھ ممکن ہوتا ہے ___ جاؤ تنویر اور حکم کی تعمیل کرو" ___ عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے تنویر لالہ پر اس طرح جھپٹا جیسے کوئی عقاب کسی چڑیا پر جھپٹتا ہے۔ لالہ بُری طرح چیخنے لگی۔ لیکن تنویر کے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں آ کر وہ بے بس ہو گئی۔ اس کے باوجود وہ بُری طرح چیخ رہی تھی۔ تڑپ رہی تھی۔

"جاؤ صفدر۔ تم بھی ساتھ جاؤ اور گولی مار کر اس کی لاش گڑھے میں ڈالنے کی بجائے باقاعدہ دفن کر آنا۔ آخر یہ مسلمان عورت ہے" ___ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا اور تنویر اپنے بازوؤں میں پھڑکتی اور چیختی ہوئی لالہ کو اٹھائے تیزی سے چٹان کو پھلانگتا ہوا نیچے اتر گیا۔ صفدر بھی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اس کے پیچھے چلا گیا۔ لالہ کی چیخیں دور تک سنائی دیتی رہیں۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے۔ جب کہ ڈاکٹر ڈشمے کا چہرہ تاریک ہو رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ دوسرے لمحے دور سے مشین گن

کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی لالہ کی کرب آمیز چیخ لہراتی ہوئی ان کے کانوں سے ٹکرائی اور اس کے بعد ایسی خاموشی چھا گئی جیسے موت نے اپنے پر ان سب پہاڑوں پر پھیلا دیئے ہوں۔

"اب بتاؤ ڈاکٹر ڈشمے۔ تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔ ہمیں فارمولا دے کر خود یہاں اپنی لیبارٹری میں رہتے ہو یا ہم تمہیں یہاں سے لے جائیں۔ ان دونوں میں سے ایک فیصلہ تمہیں کرنا ہو گا۔ تم نے یہ تو دیکھ لیا ہے کہ ہم اپنے مفاد کے لئے کسی عورت کو بھی گولی مارنے سے نہیں چوکتے اور لالہ کو ہلاک بھی ہم نے تمہاری وجہ سے کیا ہے۔ کیونکہ وہ جنونی عورت تھی۔ وہ تمہاری لیبارٹری میں پہنچ جاتی تو تمہیں بہرحال قتل کر ڈالتی اور یہ بھی سن لو کہ یہاں دور دور تک تمہاری مدد کے لئے کوئی زندہ آدمی موجود نہیں ہے" ___ عمران کا لہجہ اُسی طرح سرد تھا۔

"تم فارمولا لے کر کیا کرو گے۔ پاکیشیا سائنس میں اس قدر ایڈوانس ملک تو نہیں ہے کہ فارمولے سے جی۔ ٹی ون تیار کر لے" ___ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا۔

"یہ سوچنا ہمارا کام ہے۔ کہ ہم اس فارمولے کا کیا کریں گے یا کیا نہیں۔ بولو۔ ہاں یا نہ میں جواب دو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ___ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں فارمولا دے دیتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں لیبارٹری میں نہیں لے جا سکتا۔ تمہیں یہاں انتظار

کرنا پڑے گا۔ میں فارمولا لا دیتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے ہمیں احمق سمجھ رکھا ہے ڈاکٹر ڈشمے۔ کہ ہم یہاں باہر کھڑے تمہارا انتظار کرتے رہیں اور تم اندر جا کر باہر ہی نہ آؤ۔ اور کہ ہم تمہیں ساتھ لئے چلتے ہیں۔ پاکیشیا جا کر تمہارا ذہن خود ہی فارمولا اگل دے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل اور صدیقی کو اشارہ کیا تو وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر ڈشمے پر جھپٹ پڑے۔ اور پلک جھپکنے میں انہوں نے ڈاکٹر ڈشمے کو اٹھا کر اسی چٹان پر اوندھے منہ لٹایا اور اس کے بازو عقب میں کر کے رسی سے باندھنے لگے۔

"مت لے جاؤ۔ مت لے جاؤ مجھے۔ میں تمہیں دے دیتا ہوں فارمولا۔۔۔ میرے ساتھ چلو۔ میں دے دیتا ہوں۔ میرا وعدہ رہا"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اشارے پر ایک بار پھر ڈاکٹر ڈشمے کو اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو۔ اس طرح تمہاری لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ سب بچ جائے گا۔ ورنہ کچھ بھی نہ بچ سکے گا"۔۔۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ڈاکٹر ڈشمے بری طرح کانپنے لگا۔ اسی لمحے تنویر اور صفدر بھی واپس آ گئے۔

"ہم نے اسے دفن کر دیا ہے"۔۔۔ صفدر نے آ کر سپاٹ لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ صفدر کے اس سرد مہرانہ انداز نے ڈاکٹر ڈشمے کی حالت اور زیادہ خراب کر دی۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران کے اشارے پر سب ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگے۔

"لیبارٹری کے اندر جا کر تم نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی ڈاکٹر ڈشمے تو پھر میری کوئی ذمہ داری نہ ہو گی۔ جو ہو گا اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہو گی"۔۔۔ عمران نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"دھمکیاں مت دو مسٹر۔ میں نے واقعی فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں فارمولا دے دوں۔ اور اس لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ اور خود کو بچا لوں"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے اسی غار کے دہانے پر پہنچ گئے۔ یہاں سے ڈاکٹر ڈشمے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا تھا۔ لیکن غار کے دہانے کے اندر سرخ رنگ کی ایک دیوار دہانے سے صاف نظر آ رہی تھی اور اس دیوار کو دیکھتے ہی عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے پہلے سے توقع تھی کہ یہاں ایسی دیوار ہو گی۔

"یہ دیوار دیکھ رہے ہو۔ اسے ایٹم بم بھی نہیں توڑ سکتا لیکن

میرے منہ سے نکلے ہوئے چند لفظ اسے کھول دیں گے۔ صرف میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ"۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر ڈشمے نے آگے بڑھ کر دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا اور پھر کسی نامانوس سی زبان میں تیزی سے الفاظ بولنے لگا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ کوئی جادو کا منتر پڑھ رہا ہو۔ عمران اور دوسرے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار ایک طرف کھسک کر غائب ہو گئی۔ اور ڈاکٹر ڈشمے آگے بڑھ گیا۔ دیوار کی دوسری طرف ایک سرنگ نما غار تھی جس کے درمیان میں سرخ رنگ کے کئی سلنڈر زمین سے نکل کر اوپر چھت میں غائب ہو رہے تھے۔ اور یہ سلنڈر دور تک جاتے نظر آ رہے تھے۔ ان سلنڈروں کی سائیڈ میں چلتے ہوئے وہ آگے بڑھتے گئے۔ سرنگ کافی طویل تھی۔ اور پھر اس کے اختتام پر ایک اور اسی طرح کی دیوار آ گئی۔ ڈاکٹر ڈشمے نے یہاں بھی وہی کارروائی دوہرائی اور یہ دیوار بھی اسی طرح ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک طرف کو کھسک گئی۔ اب دوسری طرف ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ اس کمرے میں بڑے بڑے سرخ رنگ کے ڈرم دیوار کے ساتھ اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چنے ہوئے تھے کہ زمین سے لے کر چھت تک ڈرم ہی چلے جاتے تھے۔ ڈاکٹر ڈشمے تیزی سے قدم اٹھاتا سامنے دیوار میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھا چلا

جا رہا تھا۔ یہ فولادی دروازہ تھا۔ اس کی ساخت ایسی تھی۔ جیسے بڑے بڑے بینک لاکروں کے دروازے ہوتے ہیں۔ البتہ اس پر گھمانے والے چکر کی بجائے ایک بڑا سا سوئچ پینل لگا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ڈشمے نے بیک وقت کئی بٹن دبائے تو دروازہ بے آواز انداز میں کھل گیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس دروازے کو کراس کر کے ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں زمین پر دس کے قریب دیوہیکل لانچر نصب تھے جن کے اندر دیوہیکل میزائل فٹ تھے۔ ان سب کا رخ چھت کی طرف تھا۔ ہر لانچر کے ساتھ ایک بہت بڑی کمپیوٹر مشین موجود تھی۔ اور ہر مشین کے سامنے سفید کوٹ پہنے دو افراد کھڑے اس مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ ڈاکٹر ڈشمے کے ساتھ ان لوگوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اپنا کام جاری رکھو۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ میں ان کے ساتھ آفس میں جا رہا ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے تحکمانہ لہجے میں ان افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ یہی میزائل جی۔ ٹی۔ ون کہلاتے ہیں"۔ عمران نے ایک میزائل کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہی ہیں ۔ میرے ساتھ آؤ ۔ میں تمہیں تمہاری چیزیں دوں اور تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس ہال سے نکل کر ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے ۔ جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا ۔

"بیٹھو" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ ڈاکٹر ڈشمے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی میز کی دوسری طرف اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے چاروں طرف شفاف شیشے کی دیواریں سی کھڑی ہو گئیں اور عمران کے سارے ساتھی بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔ مگر عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا ۔

"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ تم نے ڈاکٹر ڈشمے کو احمق سمجھ لیا تھا ۔ مگر تم خود دنیا کے سب سے بڑے احمق ہو ۔ اب تمہاری روحیں بھی یہاں سے باہر نہ نکل سکیں گی" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے کی قہقہے لگاتی فاتحانہ آواز شیشے کے اس بند کمرے میں گونج اٹھی ۔

"تو تم نے آخر کار حرکت کر ہی ڈالی ڈاکٹر ڈشمے ۔ حالانکہ میں نے تمہیں منع کیا تھا ۔ تمہیں معلوم ہے ہمارے پاس کون کون سا اسلحہ موجود ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"جو کچھ بھی ہے قطعی بیکار ہو چکا ہے ۔ میں تمہیں جان بوجھ کر اندر لے آیا تھا ۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اندر داخل ہوتے ہی تمہارے پاس موجود تمام اسلحہ بیکار ہو جائے گا ۔ یہاں میں نے ہر طرف سسٹم ہی ایسا قائم کر رکھا ہے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے فاتحانہ لہجے میں کہا ۔ اور عمران بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اوہ ۔ تو تم نے اس ہال کو ٹی ۔ ایکس ۔ تھری ریز سے ناقابل تسخیر بنایا ہوا ہے ۔ یہی ریز ہیں جو اسلحے کو بیکار کر دیتی ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا ۔

"ٹی ۔ ایکس ۔ تھری ریز ۔ کس پتھر کے زمانے کی باتیں کر رہے ہو ۔ احمق آدمی ۔ یہ روسیاہ کی لیبارٹری ہے اور اس کا انچارج ڈاکٹر ڈشمے ہے ۔ ڈاکٹر ڈشمے ۔۔۔ ٹی ۔ ایکس ۔ تھری ریز سے لاکھوں گنا زیادہ طاقتور اور انتہائی جدید ترین ۔ ڈبلیو ۔ ایم ۔ ایکس ریز یہاں استعمال کی جا رہی ہیں" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے ۔

اور عمران کے ساتھی عمران کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات

ابھرتے دیکھ کر اور زیادہ مایوس نظر آنے لگے۔

" لاسٹ فائٹ جیتنا ہمارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے سمجھے۔ اب اپنا حشر دیکھو" ـــــ ڈاکٹر ڈشمے کی فاتحانہ آواز شفاف شیشے کی دیواروں سے بنے ہوئے اس کمرے میں گونجی۔ اور اس کے ساتھ ہی چھناکے کی ایسی آواز ابھری جیسے کوئی شیشی ٹوٹتی ہے۔ اور پورا کمرہ گہرے سرخ رنگ کے دھوئیں سے بھرتا چلا گیا۔ گہرے سرخ رنگ کا دھواں۔ جسے قاتل دھواں کہا جا سکتا تھا۔

" تم ـــــ تم تو میرے لئے ان روسیاہی کتوں کی بوٹیاں نوچنے پر تیار تھے اور اب خود مجھے ہلاک کر رہے ہو" ـــــ لالہ نے تنویر کے مضبوط بازوؤں میں بُری طرح تڑپتے ہوئے کہا۔

" اور زور سے چیخو۔ جس قدر زور سے چیخو گی اتنا ہی یہ پہاڑیاں تمہاری آواز سے گونجیں گی" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب لالہ کو اٹھائے اس چٹان سے کافی فاصلے پر آچکا تھا۔ جس پر عمران اور باقی ساتھی کھڑے ہوئے تھے۔ اُسی لمحے صفدر بھی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

" ادھر نیچے اس غار کے قریب لے چلو اسے۔ جہاں سے یہ ڈاکٹر وغیرہ نکلے تھے۔ وہاں ایک ایسا گڑھا موجود ہے جو اس کی قبر بن سکتا ہے" ـــــ صفدر نے قریب آکر انتہائی

سرد لہجے میں کہا تو لالہ جو اس وقت بے بسی سے سسکیاں لینے میں مصروف تھی نے بڑی بے بس نظروں سے صفدر کو دیکھا۔

"تم ـــــ تم تو بڑے بھائیوں کی طرح مہربان نظر آتے تھے۔ صفدر۔ آخر تم یہ ظلم کیوں کر رہے ہو" ـــــ لالہ نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"ہم صرف اپنے ملک کے مفادات دیکھتے ہیں لالہ۔ ہمیں افراد سے کوئی دلچسپی نہیں ہوا کرتی" ـــــ صفدر نے تنویر سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا اور لالہ ایک بار پھر سسکیاں لینے لگی۔

"بس ٹھیک ہے۔ یہ جگہ اس مقصد کے لئے درست رہے گی" ـــــ صفدر نے اس غار کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"میں اسے چھوڑ دوں گا تو یہ بھاگنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے تم مشین گن سیدھی کر لو۔ جیسے ہی میں اسے چھوڑ دوں تم اسے بھون ڈالنا" ـــــ تنویر نے سرد لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو۔ میں پہلے مشین گن میں نیا میگزین ڈال لوں پھر اسے چھوڑنا" ـــــ صفدر نے کہا اور اپنے تھیلے میں سے ایک لمبا سا ڈبہ نکالا اور اسے لے کر وہ تیزی سے اس غار کی طرف بڑھتا گیا جہاں سے ڈاکٹر ڈشمے اور اس کے ساتھی نمودار ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس مڑا۔ اور اس نے وہ ڈبہ واپس اپنی پشت پہ لدے ہوئے تھیلے میں ڈال لیا۔ اس کے

چہرے پر اب ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ اب میں فائرنگ کرتا ہوں۔ اور سنو لالہ۔ یہ سب ایک چیکنگ کے لئے ڈرامہ تھا۔ تمہیں جو تکلیف پہنچی اس کے لئے ہم سب معذرت خواہ ہیں۔ لیکن یہ ضروری تھا۔ میں سامنے فائرنگ کرتا ہوں۔ تم اتنے زور سے چیخنا جیسے گولیاں تمہیں لگی ہوں" ـــــ صفدر نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں لالہ سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے سرد اور سپاٹ چہرے پر بھی یک لخت مسکراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کک ـــــ کک ـــــ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے ہلاک نہ کرو گے" ـــــ لالہ کا چہرہ حیرت کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔ اُسے شاید ان دونوں کی اس کایا پلٹ پر یقین نہ آ رہا تھا۔

"ہم تمہیں ہلاک کرنے تو نہیں لے آئے تھے۔ اصل میں عمران صاحب صرف یہ چیک کرنا چاہتے تھے کہ کہیں لیبارٹری کے اندر کوئی ایسا انتظام تو نہیں ہے کہ جس کی مدد سے باہر کی آوازیں بھی وہ اندر سن لیں۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ تمہیں کسی خاص مقصد کے لئے اپنے سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اب میں فائرنگ کرتا ہوں۔ تم نے زور سے چیخنا ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور مشین گن کا رخ نیچے گہرائی کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی ریٹ ریٹ سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اُسی لمحے لالہ کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی جس کی بازگشت

پہاڑیوں میں دور دور تک سنائی دیتی رہی۔

"گڈشو"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے لالہ کو چھوڑ دیا۔ لالہ کے چہرے پر اب بھی بے یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

"یہ لو سپیشل ٹرانسمیٹر۔ اسے اپنے پاس رکھ لو۔ اگر عمران کو ضرورت پڑی تو وہ اس پر تم سے رابطہ قائم کرے گا اور پھر تم نے اس کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا ہے۔ تب ہی یہ خوفناک لیبارٹری تباہ ہو سکے گی"۔۔۔۔ صفدر نے اپنی جیب سے وہ سرخ رنگ کا ڈبہ نکال کر جسے سیاف سپیشل ٹرانسمیٹر کہتا تھا لالہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اسے اس کا استعمال بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ سب باتیں عمران نے تم سے کس وقت کی تھیں۔ میں تو مسلسل اس کے اور تمہارے ساتھ رہی تھی۔ میرے سامنے تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی وہ تو بس اس روسیاہی ڈاکٹر کو دیکھ کر یک لخت آنکھیں بدل گیا تھا" لالہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم یہ باتیں نہ سمجھ سکو گی لالہ۔ عمران نے مخصوص کوڈ میں تنویر سے کہا تھا کہ تمہیں اٹھا کر لے جائے اور ہلاک کر کے کسی گڑھے میں پھینک دے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا کہ ہم تمہیں صرف پہاڑی راستوں سے واقفیت کی وجہ سے لے آئے تھے۔ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ اس طرح کی دوسری

باتیں کی تھیں۔ یہ سب کوڈ گفتگو تھی جسے ہم آسانی سے سمجھ لیتے ہیں اور پھر جب تنویر تمہیں اٹھا کر لے گیا تو اس نے کوڈ میں مجھے ہدایات دیں اور تمہارے پیچھے بھیج دیا۔ بہرحال اب تم نے یہاں اس طرح چھپ کر رہنا ہے کہ اگر ہم ڈاکٹر ڈشمے کے ساتھ یہاں سے گزریں یا جو بھی کریں تم نے سامنے ہی نہیں آنا اور کوئی مداخلت بھی نہیں کرنی۔ اگر عمران ضرورت سمجھے گا تو تمہیں خود ہی ساتھ لے گا۔ ورنہ تم نے یہیں چھپ کر اس کی طرف سے کال کا انتظار کرنا ہے۔ سمجھ گئیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور لالہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عجیب کوڈ ہیں تمہارے۔ تم نے تو میرا خون ہی خشک کر کے رکھ دیا ہے"۔۔۔۔ لالہ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر اور تنویر مسکراتے ہوئے واپس مڑے اور پھر چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے ادھر کو بڑھ گئے جدھر عمران۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ موجود تھے۔

"توبہ توبہ۔ کس قدر خوفناک لوگ ہیں یہ۔ جس سرد انداز سے اس عمران نے مجھ سے بات کی تھی۔ میرا تو رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ کوئی کوڈ تھا۔ ورنہ یہ لوگ یقیناً مجھے مار ڈالتے"۔۔۔۔ لالہ نے سپیشل ٹرانسمیٹر اپنے لباس میں چھپاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک چٹان کی طرف بڑھ گئی۔ جس کی اوٹ میں بیٹھ کر وہ اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں سے بھی چھپا سکتی تھی اور خود دوسروں کو اچھی طرح چیک بھی کر سکتی

تھی۔ ویسے اس کا سانس ابھی تک تیز تیز چل رہا تھا اور چہرے پر خوف کا پسینہ ابھی تک بہا چلا جا رہا تھا۔ حالانکہ صفدر اور تنویر دونوں جا چکے تھے۔ لیکن اُسے اب بھی ایسے ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی اچانک کہیں سے نمودار ہوں گے اور پھر اس پر مشین گن کا فائر کھول دیں گے۔ کافی دیر بعد اُسے دور سے عمران اور اس کے ساتھی اس روسیاہی ڈاکٹر ڈشمے کے ساتھ آتے دکھائی دیئے۔ تو وہ چونک کر سیدھی ہو گئی۔ پھر وہ سب اس غار کے دہانے پر آ کر رک گئے۔ ڈاکٹر ڈشمے نے غار کے دہانے پر ہاتھ رکھا اور کسی نامانوس زبان میں بولنا شروع کر دیا اس کے الفاظ لالہ کے کانوں تک بخوبی پہنچ رہے تھے۔ لیکن انہیں ان الفاظ کی ذرا برابر بھی سمجھ نہ آ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی وہ دیوار غائب ہو گئی اور وہ سب ایک ایک کر کے غار میں داخل ہو گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی وہ دیوار ان کے عقب میں دوبارہ برابر ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی لالہ اٹھی اور تیزی سے اس غار کی طرف بڑھی۔ لیکن دیوار نے مکمل طور پر اس دہانے کو بند کر رکھا تھا۔ وہ اسے بس دیکھ کر واپس آ گئی۔ ویسے اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان اور مسرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب وہ یقیناً اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ ایک بار پھر اُس چٹان کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے وہ سپیشل ٹرانسمیٹر نکال کر سامنے رکھ

دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد یکلخت ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور لالہ یہ آوازیں سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس نے جلدی سے اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو لالہ۔ کیا تم میری آواز سن رہی ہو اوور" ۔۔۔ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ سن رہی ہوں۔ تم نے مجھے بے حد ڈرا دیا ہے۔ اب تمہاری آواز سے مجھے خوف آنے لگا ہے اوور" ۔۔۔ لالہ نے بے اختیار کہہ دیا۔

"یہ سب کچھ لیبارٹری کی تباہی کے لئے ضروری تھا لالہ ۔۔۔ لیبارٹریاں اتنی آسانی سے تباہ نہیں کی جا سکتیں۔ اس کے لئے تو بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اور پھر ایسی لیبارٹری جو اگر تباہ نہ ہوئی تو لاکھوں مجاہدین شہید ہو جائیں گے۔ ایسی لیبارٹری کی تباہی کے لئے تمہاری تو حیثیت ہی کیا ہے میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور لالہ کا چہرہ یکلخت مسرت اور فخر سے جگمگا سا اٹھا۔

"تم واقعی عظیم بھی ہو اور انتہائی حیرت انگیز بھی۔ بہرحال بتاؤ۔ مجھے کیا کرنا ہے۔ یقین رکھو لیبارٹری کی تباہی کے لئے میں بھی اپنی جان دے سکتی ہوں اوور" ۔۔۔ لالہ نے انتہائی با اعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ سنو۔ اگر تم واقعی لیبارٹری تباہ کرنا چاہتی ہو تو

میں تمہیں جو ہدایات دوں تم نے ان پر پورا عمل کرنا ہے۔ جس غار میں ہم داخل ہوئے تھے اس کے اوپر کہیں ایک اور غار ہو گی۔ اُسے تلاش کرو۔ اس غار کے اندر گول سلنڈروں کے دہانے باہر کو نکلے ہوئے ہوں گے جن میں سے سرخ رنگ کا مادہ سا نکل کر کہیں بہہ رہا ہو گا۔ تم اس غار کو فوراً تلاش کرو۔ اور پھر جس طرح بھی بن پڑے ان میں سے کسی سلنڈر کے اندر اتر جاؤ۔ اس کی تہہ میں ایک جالی سی ہو گی۔ جس میں سے یہ مادہ گیس کی صورت میں نکل رہا ہو گا۔ اپنی آنکھوں پر کوئی موٹا سا کپڑا باندھ لینا۔ جب تمہارے پیر اس جالی پر لگیں تو پیر کی مدد سے اس سلنڈر کی گول سائیڈوں پر کوئی بٹن چیک کرنا۔ تم نے پیر کی مدد سے اس بٹن کو پریس کرنا ہے۔ بٹن پریس ہوتے ہی اس سلنڈر کی سائیڈ پر ایک کھڑکی سی کھل جائے گی۔ اس کھڑکی میں سے گزر کر دوسری طرف پہنچ جانا۔ اور آنکھوں سے پٹی ہٹا دینا۔ یہ ایک ٹھوس دیواروں والا بند کمرہ ہو گا۔ اور تمام سلنڈروں کے آخری حصے اس کمرے کی زمین سے ذرا اوپر ہوں گے۔ ان سب سلنڈروں کا رابطہ ایک بڑی سی مشین کے ساتھ ہو گا۔ جو کسی دیوار میں نصب ہو گی۔ اس مشین کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کا ایک ہینڈل ہو گا۔ تم نے فوراً اس ہینڈل کو پوری قوت سے کھینچ لینا ہے۔ اس ہینڈل کے کھینچتے ہی یہ مشین بند ہو جائے گی۔ اور بس تمہارا کام ختم۔ تم نے اسی کمرے میں رہنا ہے ہم خود وہاں پہنچ کر تمہیں لے لیں گے۔ سلنڈر میں اترنے سے

پہلے آنکھوں پر ضرور پٹی باندھ لینا ورنہ وہ سرخ رنگ کا مادہ تمہیں اندھا بھی کر سکتا ہے۔ سمجھ گئیں۔ ان سلنڈروں کا قطر خاصا کم ہو گا۔ اس لئے میں یہ اہم ترین کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں ورنہ میں تمہیں تکلیف نہ دیتا اوور“ ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہاری ہدایات پر پورا پورا عمل کروں گی اوور“ ـــــ لالہ نے انتہائی پُرعزم لہجے میں کہا۔ وہ اب عمران کا مقصد سمجھی تھی کہ عمران نے اُسے اس طرح علیحدہ کیوں رکھا تھا۔ جب کہ اس نے ڈاکٹر ڈشے کو یہی یقین دلایا تھا کہ لالہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

” یہ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا۔ جب مشین بند ہو جائے تو اس پر موجود سرخ بٹن دبا دینا۔ مجھ سے رابطہ قائم ہو جائے گا ـــــ تمہاری طرف سے اطلاع ملنے پر ہی ہم حرکت میں آسکیں گے اوور اینڈ آل“ ـــــ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر میں سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ لالہ نے بٹن آف کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اپنے لباس کے اندر اس طرح چھپا لیا کہ وہ گرے بھی ناں اور کسی مادے کی وجہ سے خراب بھی نہ ہو جائے۔ اس کے بعد وہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی اس غار کے اوپر والی چٹانوں پر چڑھنے لگی۔ کافی اونچائی پر جا کر جب وہ گھوم کر دوسری طرف گئی تو وہاں واقعی ایک بڑی سی غار موجود تھی۔ لیکن اس غار کا دہانہ نچلی غار کی مخالف سمت میں تھا۔ اس لئے

نیچے سے وہ غار نظر ہی نہ آتی تھی۔ غار کے درمیانی حصے سے سرخ رنگ کا ایک رقیق مادہ تیزی سے بہتا ہوا ایک آبشار کی صورت میں نیچے کہیں گہرائی میں گر رہا تھا۔ اور عجیب سی بو وہاں پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی بُو جیسے دودھ کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ لالہ نے اپنی اوڑھنی کا ایک حصہ پھاڑا اور پھر اُسے اپنی آنکھوں پر باندھ کر قدرے ڈھیلا چھوڑ دیا تاکہ اُسے کچھ نظر بھی آتا رہے۔ غار کے اندر ہلکا سا اندھیرا تھا۔ جب وہ غار میں داخل ہوئی تو وہاں نہ صرف بُو تیز تھی بلکہ پوری غار کے پتھر اس مادے کی پھوار کی وجہ سے سرخ اور گیلے ہو رہے تھے۔ غار بے حد طویل تھی۔ اور دہانے سے کچھ اندر ـــــ واقعی گول گول دہانے سے زمین سے ایک قطار کی صورت میں نکلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے سرخ رنگ کی گیس کی پھواریں نکل رہی تھیں۔ یہ پھواریں نیچے گر کر دوسری پھواروں کے ساتھ مل کر باقاعدہ بہتی ہوئیں غار کے دہانے کی طرف جا رہی تھیں۔ بُو اس قدر تیز تھی کہ لالہ کا دم گھٹنے لگا۔ اور اندر پہنچتے ہی اس کا سارا لباس اس گیس کی پھوار کی وجہ سے سرخ رنگ کا ہو گیا۔ لیکن لالہ تیزی سے ایک دہانے کی طرف بڑھی۔ دہانے کا قطر واقعی کافی تنگ تھا۔ سلنڈر کا دہانہ ذرا سا اونچا تھا۔ لالہ اچھل کر اس دہانے پر چڑھنے لگی تاکہ اندر کا جائزہ لے کر اس میں اترے مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیونکہ دہانہ اور اس کا لباس اس سرخ رقیق مادے کی وجہ سے پھسلواں ہو چکے تھے۔ اس لئے لالہ کے پیر دہانے

کی سائیڈوں پر نہ جم سکے اور وہ بجائے پیروں کے بل نیچے گرنے کے پھسل کر سر کے بل اس سلنڈر کے اندر گرتی چلی گئی۔ اور گو اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں میں یہ مادہ مکمل طور پر بھر گیا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی بُو اس قدر تیز تھی کہ لالہ کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ سر کے بل نیچے گرنے کی وجہ سے وہ اس سلنڈر میں بُری طرح پھنس کر رہ گئی تھی۔ اُسے اپنا ذہن گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے لیباوڑی کی تباہی اور لاکھوں مجاہدین کی شہادت کا خیال آیا تو اس کے تاریک پڑتے ہوئے ذہن میں یک لخت ایک جھماکے سے روشنی سی پھیل گئی اس نے جلدی سے اپنے جسم کو سمیٹا تو دوسرے لمحے وہ ایک زوردار دھماکے سے سر کے بل سلنڈر کی تہہ میں موجود جالی سے ٹکرائی۔ یہ ٹکر اس قدر شدید تھی کہ اس کے ذہن میں رنگ برنگے ستارے سے ناچ گئے۔ آنکھیں تو پہلے ہی سرخ مواد کی وجہ سے تقریباً بند ہو چکی تھیں۔ اس لئے اب جو کچھ تھا اس کا ذہن ہی تھا۔ ٹکر لگنے کی وجہ سے چند لمحوں تک تو اس کا ذہن بُری طرح چکراتا رہا۔ اور پھر باوجود شدید کوشش کے وہ تاریکی میں ڈوبنے کی طرف ہی زیادہ مائل رہا۔ اور لالہ کو محسوس ہونے لگ گیا کہ اس کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ موت کا یقین ہوتے ہی لاشعوری طور پر اس نے آخری وقت میں کلمہ پڑھنے کی کوشش کی اور اس کوشش کے لئے اس کا بھنچا ہوا منہ جیسے ہی کھلا سرخ رنگ

کا مواد اس کے منہ میں بھرتا چلا گیا۔ ناک میں پہلے ہی وہ سرخ مواد بھر چکا تھا۔ اس لئے منہ میں سرخ مواد کے بھرتے ہی اس کا سانس ایک جھٹکے سے رکا۔ مگر دوسرے لمحے اس کو شدید متلی محسوس ہوئی اور متلی کا یہ احساس اس قدر تیز ہو گیا کہ اچانک اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔ متلی کے احساس کے اس زوردار جھٹکے نے سلنڈر میں پھنسے ہوئے اس کے پورے جسم کو تقریباً گھما سا دیا۔ چونکہ الٹا گرنے کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھ اس کے کاندھوں سے نیچے جسم کے ساتھ لگ کر سلنڈر میں پھنسے ہوئے تھے اس لئے جیسے ہی اس کا جسم زوردار جھٹکے سے گھوما اس کے ہاتھ بھی ساتھ ہی گھومے اور پھر شاید قدرت کو بھی منظور تھا کہ اس طرح گھومتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ ایک ابھرے ہوئے بٹن پر جا کر رکا۔ بٹن کا احساس ہوتے ہی اس کے ذہن میں ایک زوردار جھماکا سا ہوا۔ اور اس نے لاشعوری طور پر ہاتھ کا دباؤ اس بٹن پر ڈال دیا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی سلنڈر کی ایک سائیڈ کھڑکی کے انداز میں کھلی اور اس کے ساتھ ہی لالہ کا جسم ایک دھماکے سے پہلو کے بل اس کھلی سائیڈ سے نکل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ متلی کا احساس ابھی تک اُسی شدت سے موجود تھا۔ اور لالہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے پیٹ کے اندر موجود آنتیں پوری قوت سے الٹ پلٹ ہو رہی ہوں۔ نیچے گرتے ہی یہ عمل اور زیادہ تیز ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے ایک زوردار چھینک آئی۔ اور

اس کے نتھنوں میں موجود سرخ مواد پھوار کی صورت میں باہر نکلا اور پھر تو جیسے چھینکوں کا ایک طوفان سا امڈ آیا۔ ہر چھینک کے ساتھ لالہ کا جسم بھی فرش پر بُری طرح لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ لیکن کافی تعداد میں چھینکوں سے نہ صرف اس کی ناک بلکہ چھینکوں کی وجہ سے اس کے منہ میں موجود یہ سرخ مواد بھی باہر نکل گیا۔ اور لالہ کو سانس لینے میں سہولت محسوس ہونے لگی اور اس نے لاشعوری طور پر تیز تیز سانس لینا شروع کر دیا۔ تیز سانس لینے کی وجہ سے اس کا نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا ذہن آہستہ آہستہ روشن ہونے لگ گیا۔ شاید اُسے اب آکسیجن ملنی شروع ہو گئی تھی۔ لالہ نے جلدی سے آنکھوں پر موجود پٹی ہٹائی۔ اور پھر اُسی پٹی کی اندرونی طرف سے اس نے آنکھوں کو تیزی سے رگڑنا شروع کر دیا۔ پہلے چند لمحوں تک تو اُسے کچھ نظر نہ آیا مگر پھر آہستہ آہستہ اس کی بینائی لوٹنے لگ گئی۔ وہ مسلسل کوششوں میں مصروف رہی اور پھر اُسے ہر چیز تقریباً واضح نظر آنے لگ گئی۔ اُسے پہلی بار احساس ہوا کہ وہ ایک بند کمرے کے فرش پر بیٹھی ہوئی ہے۔ لالہ اس طرح حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو۔ کہ وہ کہاں پہنچ گئی ہے اور کس طرح۔ اور واقعی اس کی حیرت بجا تھی۔ کیونکہ اس کے شعور میں تو صرف وہی وقت موجود تھا جب وہ اچانک سر کے بل اس تنگ سے سلنڈر میں گری تھی۔ اس کے بعد جو کچھ بھی ہوتا رہا۔ وہ سب کچھ لاشعوری طور پر ہوا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اُسے سب یاد آتا گیا۔ سلنڈر کے اندر موت اور زندگی

کی جنگ اس کا پورا جسم لباس سمیت اس سرخ رنگ کے مواد سے بُری طرح لتھڑا ہوا تھا۔ اب سلنڈر کی اس کھلی کھڑکی سے بھی سرخ مواد کی پھوار نکل کر باہر فرش پر گر رہی تھا۔ اُسی لمحے لالہ کو عمران کی ہدایات یاد آئیں اور وہ بُری طرح تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دوسرے لمحے اُسے سامنے دیوار کے ساتھ کھڑی ایک قدآدم مشین نظر آ گئی۔ جو اونچائی میں تو شاید پانچ چھ فٹ تھی۔ لیکن لمبائی میں اس نے آدھی سے زیادہ دیوار گھیر رکھی تھی۔ اس پر بے شمار اور مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب جل بجھ رہے تھے۔ لاتعداد ڈائلوں میں مختلف رنگوں کی سوئیاں مسلسل حرکت کر رہی تھیں۔ لیکن نہ ہی مشین میں سے کوئی آواز نکل رہی تھی اور نہ ہی اس پوری مشین پر کوئی بٹن یا کوئی ناب موجود تھی۔ بس ڈائل تھے یا بلب۔ لیکن لالہ کی نگاہیں اس سرخ ہینڈل کو تلاش کر رہی تھیں۔ اور پھر مشین کے سب سے نچلے حصے میں دائیں کونے میں موجود اُسے ایک سرخ رنگ کا ہینڈل نظر آ ہی گیا۔ وہ تیزی سے اس ہینڈل کی طرف بڑھی اور اس نے اس میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے اُسے کھینچا۔ لیکن ہینڈل بے حد سخت تھا۔ اور اس کا ہاتھ چونکہ سرخ مواد سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس لئے بجائے ہینڈل کھینچنے کے اس کا ہاتھ ہی پھسل گیا۔ اور زوردار جھٹکا لگنے سے وہ پشت کے بل فرش پر جا گری۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر فرش پر بیٹھی اور اس نے اپنا ہاتھ تیزی سے فرش پر رگڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس

کے ہاتھ کو فرش کے کھردرے پن کا احساس ہونے لگا تو اس نے آگے بڑھ کر ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور ایک بار پھر زوردار جھٹکے سے ہینڈل کو کھینچا تو اس بار ہلکی سی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ہینڈل ایک سائیڈ سے باہر کو نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی یک لخت مشین کے سارے بلب جھماکے سے بجھ گئے۔ ڈائلوں پر موجود سوئیاں ساکت ہو گئیں۔ لالہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی جاندار چیز میں سے روح نکل گئی ہو۔ اور لالہ نے محسوس کیا کہ مشین کے ساکت ہوتے ہی سلنڈر کی کھلی کھڑکی سے نکلنے والی گیس کی پھوار بھی بند ہو گئی تھی۔ لالہ نے ہینڈل کو چھوڑا اور پھر بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ جب اس کے حواس کچھ بحال ہوئے تو اس نے سرخ مواد سے لتھڑے ہوئے لباس کے اندر اس سپیشل ٹرانسمیٹر کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اب اسے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں الٹا ہو کر گرنے کی وجہ سے وہ ٹرانسمیٹر اس سلنڈر کے اندر نہ گر گیا ہو۔ یا سرخ مواد کی وجہ سے بیکار نہ ہو گیا ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد جب اُسے ٹرانسمیٹر کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس کا دل مسرت سے بھر گیا۔ اس نے جلدی سے اُسے اپنے مقامی لباس کے اندر موجود تنگ مگر خفیہ جیب سے باہر نکالا۔ اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"عمران عمران۔ میں لالہ بول رہی ہوں لالہ اوور"—— لالہ نے

انتہائی پُرجوش انداز میں چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

" لالہ۔ لالہ۔ جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے۔ بہت دیر کر دی تم نے۔ کال بھی نہ مل رہی تھی۔ کیا ہوا۔ بتاؤ۔ کیا کیا تم نے اوور"——— چند لمحوں بعد عمران کی تیز آواز سنائی دی اور لالہ نے جواب میں اُسے سر کے بل سلنڈر میں گرنے کے بعد سے ہینڈل کھینچنے اور مشین بند ہونے کی پوری روئیداد سنا دی۔

" مشین بند ہو گئی ہے اوور"——— عمران کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔

" ہاں۔ بالکل بند ہو گئی ہے۔ مگر اب میں اس کمرے سے نکلوں گی کیسے اوور"——— لالہ نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو۔ ہم تھوڑی دیر بعد خود ہی پہنچ جائیں گے۔ لالہ تم نے عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ لالہ خدا حافظ۔ اوور اینڈ آل"——— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ لالہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔ عمران کے لہجے اور اس کی تعریف نے اس کی آنکھوں میں مزید روشنی بھر دی تھی۔

سُرخ رنگ کا دھواں ایک لمحے میں شیشے کے بنے ہوئے اس کمرے میں پھیل گیا۔ ڈاکٹر ڈشمے کی فاتحانہ آواز ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں گونج ہی رہی تھی کہ یک لخت تڑخ تڑخ کی تیز آوازیں چاروں طرف ابھریں اور اس کے ساتھ ہی عمران جو میز کے ساتھ موجود شیشے کی دیوار کے قریب کھڑا تھا۔ ان آوازوں کے پیدا ہوتے ہی اچھلا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈاکٹر ڈشمے کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ سرخ رنگ کا دھواں ان مخصوص آوازوں کے پیدا ہوتے ہی غائب ہونے لگ گیا۔ اور جب عمران کے ساتھیوں کو پوری طرح نظر آنے لگا تو انہوں نے ڈاکٹر ڈشمے کو فرش پر چیت پڑا ہوا دیکھا۔ جب کہ عمران کا بوٹ اس کی گردن پہ مخصوص انداز میں جما ہوا تھا۔ ڈاکٹر ڈشمے کا چہرہ تکلیف کی بے پناہ شدت

سے مسخ سا ہو رہا تھا۔ آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دو صدیقی"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں دروازے کے قریب کھڑے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے جلدی سے بند دروازے کو لاک کر دیا۔

"ڈاکٹر ڈشمے۔ میں نے تمہارے منہ سے صرف یہی بات اگلوانے کے لئے سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے تمہاری پوری ہسٹری پڑھی تھی۔ تم روسیاہ کی سالوا ڈیفنس لیبارٹری میں طویل عرصے تک کام کرتے رہے ہو۔ اس لئے مجھے معلوم تھا کہ تم نے یہاں اپنی حفاظت کے لئے کئی قسم کے حربے اختیار کر رکھے ہوں گے اور ان حربوں کا توڑ میں پہلے ہی ساتھ لے آیا تھا۔ چنانچہ تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے ان طاقتور شیشوں کا اس سرخ دھوئیں نے کیا حشر کیا ہے۔ یہ تمہارے شیشے ایکسائٹ دھوئیں کے بے پناہ پریشر کو کسی صورت بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ایکسائٹ کیپسول میں نے پہلے ہی ہاتھ میں لے رکھا تھا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے چھوڑ دو فار گاڈ سیک پیر ہٹا لو۔ میری روح بھی تڑپ رہی ہے۔ اوہ۔ اس قدر ہولناک تکلیف"۔ ڈاکٹر ڈشمے نے بری طرح ہکلاتے ہوئے اور دہشت زدہ انداز میں رک رک کر کہا۔

"میرے پیر کی معمولی سی حرکت تمہیں عبرتناک موت مار سکتی

ہے ڈاکٹر ڈشمے۔ لیکن تم اس تکلیف سے بچ سکتے ہو۔ اگر یہ بتا دو کہ ڈبلیو۔ ایم۔ ایکس ریز مسلسل پیدا کرنے کے لئے تم جو متیھائل مادہ استعمال کرتے ہو۔ کیا ریز پیدا ہونے کے بعد یہ بیکار مادہ انہی سلنڈروں کے ذریعے باہر پھینکتے ہو۔ جو اس سرنگ میں اوپر کو جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بولو"۔ عمران نے لات کو ذرا سی حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔۔۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ کیا تم سائنسدان ہو"۔۔۔ ڈاکٹر ڈشمے کے لہجے میں شدید ترین تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت بھی نمایاں تھا۔

"مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ تم یہی ریز یہاں کی حفاظت کے لئے استعمال کر دو گے۔ کیونکہ یہ تمہاری ہی ایجاد ہے۔ اور انہی ریز کی ایجاد پر تمہیں روسیاہ کا سب سے بڑا سائنس انعام بھی دیا گیا تھا۔ لیکن تصدیق ضروری تھی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جی۔ ٹی۔ ون ریز بھی تمہاری ان ریز کی اعلیٰ سطح پر مزید ریسرچ کا نتیجہ ہیں۔ لیکن تم اگر چاہتے تو ان ریز کو انسانیت کی بھلائی کے لئے بھی استعمال کر سکتے تھے۔ مگر تم نے انہیں لاکھوں انسانوں کی موت کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس لئے تم عظیم سائنسدان ہونے کے باوجود بہت بڑے قاتل بھی ہو۔ اور پھر تم نے خود ہی وعدہ خلافی کرتے ہوئے ہمیں قید بھی کر لیا تھا۔ اس لئے تمہاری موت انسانیت کی بھلائی کے لئے ضروری ہو گئی ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے

میں کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں فارمولا بھی دے دوں گا اور یہاں سے بحفاظت نکال بھی دوں گا۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت مارو" ـــــ ڈاکٹر ڈشے نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ تمہاری پوری ہسٹری میں نے پڑھ رکھی ہے۔ تم نے کبھی کوئی فارمولا تحریری نہیں کیا۔ سب کچھ تمہارے اس کمپیوٹر نما دماغ میں موجود رہتا ہے۔ اس لئے تمہاری موت اب لازمی ہے" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا پیر تیزی سے گھوم گیا۔ اور ڈاکٹر ڈشے کا ساکت پڑا ہوا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے اچھلا۔ اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی تکلیف کی شدت سے پھٹی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"یہ ریز کیا بہت خوف ناک ہیں" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"ان ریز کی موجودگی میں جی۔ ٹی۔ ون میزائل کسی صورت بھی بیکار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے پہلے ان ریز کو بیکار کرنا پڑے گا تب یہ خوف ناک اور قاتل میزائل بیکار ہو سکیں گے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر پشت پر بندھے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس نے وہ سپیشل ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو لالہ ـــــ کیا تم میری آواز سن رہی ہو اوور" ـــــ عمران

نے بٹن دبلتے ہی بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ہاں۔ سن رہی ہوں......" ـــــ دوسری طرف سے لالہ کی انتہائی شکوہ بھری آواز سنائی دی۔ لیکن عمران نے اُسے یہ بتا کر یہ سب کچھ لیبارٹری کی تباہی کے لئے ضروری تھا رام کر ہی لیا اور پھر عمران نے اُسے غار کی تلاش اور سلنڈر کے اندر کودنے سے لے کر بند کمرے میں موجود مشین کے ہینڈل کھینچنے تک پوری تفصیل سے ہدایات دے کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا اس قدر اہم کام لالہ کی بجائے ہم میں سے کوئی نہ کر سکتا تھا" ـــــ تنویر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم اپنے جسم کو چوڑائی میں آدھا کر سکتے ہو تب تو ٹھیک ہے لیکن تم تو کھا کھا کر دیوؤں کی طرح پھولتے جا رہے ہو۔ جب کہ وہ سلنڈر جس کے اندر لالہ نے اترنا ہے شاید لالہ کے متناسب جسم کے لئے بھی تنگ ثابت ہو۔ بہرحال اب لالہ کی ہمت پر سب کچھ منحصر ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"زندگی میں شاید یہ پہلا کام ہے جس کے لئے مجھے مجبوراً دوسرے پر انحصار کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار ہی نہیں تھا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر لالہ یہ کام نہ کر سکی تو" ـــــ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو تائیں ٹائیں فش۔ یہ آپریشنل فیلڈ ہماری اپنی ہی قبر بن جائے گا۔ اور شاید کچھ گھنٹوں بعد بہادرستان کی سرزمین مجاہدوں کے قبرستان میں تبدیل ہو جائے۔ ابھی کسی کو ڈاکٹر ڈشے کی موت کا علم نہیں ہے کیونکہ سب ان میزائلوں کو ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن جیسے ہی وہ فارغ ہوئے وہ صرف ایک بٹن دبا کر ہمیں بھسم کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا تھا عمران کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہوتے جارہے تھے۔ اس نے دو تین بار ٹرانسمیٹر پر لالہ کو کال کرنے کی بھی کوشش کی لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ ہی نہ کی جارہی تھی۔ ان سب کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ اس کمرے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید ہو کر رہ گئے ہوں۔

"آپ لالہ کی بجائے جولیا کو ساتھ لے آتے وہ بہرحال لالہ سے زیادہ ٹرینڈ ہے" ـــــ تنویر نے کہا۔

"جو کچھ اس بے چاری لالہ کے ساتھ بعد میں ہوگا اس کا تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے خاموش رہو" ـــــ اس بار عمران نے تنویر کو بُری طرح ڈانٹ دیا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ کاش لالہ کامیاب ہو جائے۔ کاش" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کی پیشانی پر

اب پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگ گئے تھے۔ اور اب ان سب کو اندازہ ہونے لگا تھا کہ وہ اس وقت کس قدر خطرناک سچوئشن میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کہ عمران جیسا شخص بھی اس قدر پریشان اور بے بس ہو رہا تھا۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ یک لخت میز پر رکھے ہوئے سپیشل ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

"عمران عمران۔ میں لالہ بول رہی ہوں اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے لالہ کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے چہرے کے عضلات یک لخت سکڑ گئے۔

"لالہ۔ لالہ۔ جلدی بتاؤ کیا ہوا۔ بہت دیر کر دی تم نے۔ کال بھی نہ مل رہی تھی۔ کیا ہوا۔ بتاؤ۔ کیا کیا تم نے اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور جواب میں لالہ نے اس سلنڈر میں سر کے بل گھسنے کی روئیداد سنانی شروع کر دی۔ جیسے جیسے وہ روئیداد سن رہا تھا عمران کے چہرے پر مایوسی کے آثار بڑھتے جارہے تھے۔ لیکن جب آخر میں لالہ نے مشین بند ہونے کی بات کی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"مشین بند ہو گئی ہے اوور" ـــــ عمران کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق ابھر آیا تھا۔

"ہاں۔ بالکل بند ہو گئی ہے۔ مگر اب میں اس کمرے سے نکلوں

گی کیسے اوور" ـــــ دوسری طرف سے لالہ کی قدرے خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

"تم فکر نہ کرو لالہ۔ ہم تھوڑی دیر میں تم تک خود ہی پہنچ جائیں گے۔ تم نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے لالہ۔ خدا حافظ۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے لالہ کی موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا" ـــــ عمران نے بڑے دکھی سے لہجے میں کہا تو عمران کے سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"موت ـــــ کیا مطلب۔ وہ تو زندہ ہے" ـــــ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ابھی تو زندہ ہے مگر کاش میں اسے کسی طرح بچا سکتا۔ بہرحال آؤ۔ اب ان جی۔ ٹی۔ دن میزائلوں کا خاتمہ کر کے لاکھوں مجاہدین کی جانیں تو بچا لیں۔ تاکہ اس لاسٹ فائٹ کا فیصلہ روسیاہوں کی بجائے بہادرستانی مجاہدوں کے حق میں نکلے۔ ان خوفناک ریز کی مشین بند ہو جانے کے بعد اب سب کچھ عام حیثیت اختیار کر چکا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سب اس بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں دس میزائل لانچرز میں ایڈجسٹ کئے جا رہے تھے۔ ان لانچرز پر کام کرنے والے اب لانچرز کے ساتھ موجود مشینوں پر کام کرنے کی بجائے

اب ایک سائیڈ پر نصب بہت بڑی مشین کے سامنے کھڑے تھے۔ جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی وہ سب تیزی سے مڑے۔

"اوہ ڈاکٹر ڈشمے خود آ رہے ہیں شاید مہمانوں کے ساتھ" ان میں سے ایک نے کہا اور دوسرا جو شاید کوئی مائیک ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مائیک واپس مشین کے ساتھ ہک کر دیا۔

"ڈاکٹر ڈشمے آ رہے ہیں۔ ویسے وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا کمپیوٹر لائننگ ایڈجسٹ ہو چکی ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم ابھی فارغ ہوئے ہیں۔ لاسٹ فائٹ کامیابی کے لئے قطعی طور پر تیار ہے۔ اسی لئے تو ہم ڈاکٹر ڈشمے کو کال کر رہے تھے۔ تاکہ وہ اس کی فائنل چیکنگ کر لیں۔ کہاں ہیں وہ" ـــــ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا وہ شاید ان کا چیف تھا۔

"عالم بالا میں" ـــــ عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو تم" ـــــ اس آدمی نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"لاسٹ فائٹ کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ جو اس فائٹ میں ہار جائے وہ عالم بالا سے پہلے ٹھہرنا ہی گوارا نہیں کرتا۔

"ڈاکٹر ڈشمے اپنی لاسٹ فائٹ ہار چکا ہے"۔۔۔ عمران نے اس مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ تم نے ۔۔۔ تم دشمن ایجنٹ ہو۔ تم نے ڈاکٹر ڈشمے کو ہلاک کر دیا"۔۔۔ اس آدمی نے یک لخت ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے مرکز مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

"اب ڈبلیو۔ ایم۔ ایکس ریز ہمیں بھسم نہیں کر سکتیں مسٹر۔ بہادرستان کی بہادر بیٹی نے اپنی قربانی دے کر اسے آف کر دیا ہے"۔۔۔ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ مگر وہ آدمی اسی طرح بار بار وہی بٹن دبائے چلا جا رہا تھا۔

"یہ ۔۔۔ یہ ناممکن ہے ناممکن۔ یہ کیسے آف ہو سکتی ہیں۔ وہاں تک کوئی جا ہی نہیں سکتا اور ماسٹر کمپیوٹر اسے آف کر ہی نہیں سکتا۔ نہیں نہیں۔ مگر یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔ یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ اس آدمی نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جب کوئی انسان اپنی جان پہ کھیل جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ناممکن ممکن ہو جاتا ہے ۔۔۔ یہ ثبوت میں تمہیں ابھی دے دیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن نے اپنی مخصوص آواز میں شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ اور وہ ہال کمرہ انسانی چیخوں اور مشین گن کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھا۔

"مل گیا ثبوت۔ اگر یہ ریز آف نہ ہو چکی ہوتیں تو یہ گن اسی طرح بیکار رہتی"۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ سب فائرنگ اس نے صرف ثبوت دینے کے لئے کی ہو۔

"نا ۔۔۔ ناممکن ۔۔۔ نا ۔۔۔ ممکن ۔۔۔ نا ...."۔۔۔ اس چیف کے حلق سے ڈوبتی ہوئی آواز نکلی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ لیکن اس کے چہرے اور آنکھوں میں شدید حیرت جیسے مرتسم ہو کر رہ گئی تھی۔

ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد لالہ اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ وہ بار بار اس بند کمرے کی دیواروں کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے اُسے یقین ہو کہ ابھی چند لمحوں بعد کسی دیوار میں دروازہ نمودار ہو گا اور اس میں سے عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوں گے۔ لیکن جب کافی دیر تک ایسی کوئی بات نہ ہوئی تو اس کا دل گھبرانے لگا۔ اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور عمران کو کال کرنا شروع کر دیا۔ لیکن باوجود کافی دیر تک کوشش کرنے کے دوسری طرف سے کال کیچ ہی نہ کی گئی۔

"اوہ اوہ۔ ضرور کسی اہم کام میں مصروف ہوں گے۔ مگر یہاں بند رہنے کی بجائے میں کیوں نہ اسی سلنڈر سے باہر نکلنے کی کوشش کروں" ___ لالہ نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس سلنڈر کی کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف

بڑھنے لگی۔ لیکن اچانک اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم تیزی سے سُن ہوتا جا رہا ہو۔ اس نے تیزی سے قدم بڑھانے چاہے مگر اسی لمحے اُسے زور سے چکر آیا اور وہ لڑکھڑا کر اس سلنڈر سے ٹکرائی اور پھر نیچے فرش پر جا گری۔

"یہ ___ یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے" ___ لالہ نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے اس کے پیٹ میں یکلخت شدید اینٹھن پیدا ہوئی۔ اور پھر جیسے کوئی گولہ سا اس کے پیٹ سے اٹھ کر اس کے گلے تک پہنچا اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔ اس کے ذہن پر تاریک سائے تیزی سے جھپٹنے لگے۔ اور لالہ بے اختیار اپنا سر فرش پر مارنے لگی۔ تاکہ رکا ہوا سانس بحال ہو سکے۔ اور پھر یکلخت اس کے منہ سے ایک غبارہ سا باہر کو نکلا۔ جیسے بچے ببل گم چبا کر اس کا غبارہ منہ سے باہر نکالتے ہیں۔ غبارہ سرخ رنگ کا تھا۔ غبارہ باہر نکلتے ہی پھٹ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لالہ کا رکا ہوا سانس بھی بحال ہو گیا۔ اور سانس بحال ہوتے ہی لالہ کے ذہن پر جھپٹنے والے تاریک سائے خود بخود پسپا ہونے لگ گئے۔ لالہ کو اپنے جسم میں ہلکی سی توانائی کا احساس ہونے لگا۔ اس نے بے اختیار دونوں بازو اٹھا کر سلنڈر کی کھلی ہوئی کھڑکی میں ڈالے اور اپنے جسم کو بازوؤں کے سہارے اوپر کو اٹھانے لگی آہستہ آہستہ اس کا جسم اوپر کو اٹھتا گیا۔ لیکن سلنڈر بے حد

پھسلواں تھا اور جسم بھی سُن ہوتا جا رہا تھا۔

"مم ــــ مم ــــ مجھے زندہ رہنا ہے۔ زندہ رہنا ہے" ــــ لالہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ سلنڈر کے اندر کسی چیز کو پکڑنے کے لئے گھمائے۔ تاکہ اوپر کسی چیز کو پکڑ کر وہ اپنے جسم کو کسی نہ کسی طرح اس سلنڈر میں ڈال سکے۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ اس کنارے پر جم گئے جہاں سے کھڑکی کھل کر باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ اور اس نے اُسے پکڑ کر زور لگایا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے پیٹ میں ایک بار پھر شدید اینٹھن پیدا ہوئی اور اس بار بھی ایک گولہ سا نکل کر اس کے حلق میں پھنس گیا۔ اور پھر جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی یک لخت تاریک ہو گیا۔ لیکن پھر جس طرح گہرے تاریک بادلوں میں بجلی کوندتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لکیر سی نمودار ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے پھک کی تیز آواز نکلی اور لالہ کے تمام احساسات جاگ اٹھے۔ اُسے احساس ہو گیا کہ اس کے منہ سے ایک بار پھر غبارہ سا نکل کر پھوٹا تھا۔ اس نے بے اختیار ایک لمبا سا سانس لیا۔ اور اس لمبے سانس کے ساتھ ہی جیسے اس کے پورے جسم میں توانائی کی لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ بالکل ٹھیک ہو۔ وہ خود اپنے قدموں پر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک پیر اٹھا کر سلنڈر کے اندر جالی پر رکھا اور اچھل کر دوسرا پیر بھی اندر کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تنگ سلنڈر کے اندر اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ لیکن سلنڈر کا اوپر والا دہانہ اس کے قد سے کافی اونچا تھا۔ اس نے دونوں بازو سائیڈوں سے ہٹائے اور پھر انہیں ٹیڑھا میڑھا کرتے ہوئے بالآخر وہ انہیں اپنے کندھوں سے اونچا اٹھا لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ سلنڈر کے کناروں پر رکھ کر انہیں زور سے مخالف سمتوں میں دبایا اور جسم کو اور زیادہ سمیٹ کر اس نے اپنے جسم کو اوپر اٹھانے کے لئے جیسے ہی زور لگانا چاہا، اس کے پیٹ میں ایک بار پھر شدید اینٹھن ہوئی۔ اور ایک بار پھر کوئی گولہ بجلی کی تیزی سے اٹھ کر اس کے حلق میں پھنس گیا۔ اس کا سانس ایک بار پھر رک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے غبارہ نکلا اور پھٹ گیا۔ اس کا رکتا ہوا سانس تیزی سے بحال ہو گیا اور جسم میں ایک بار پھر توانائی کی رو دوڑی۔ لالہ سمجھ گئی تھی کہ جیسے ہی وہ زور لگاتی ہے۔ یہ گولہ سا اٹھتا ہے لیکن جیسے ہی سانس بحال ہوتا ہے رد عمل کے طور پر توانائی کی لہر جسم میں پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے اس رو کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پوری قوت سے زور لگایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ہاتھ

تیزی سے پھیل گئے۔ اور وہ دھڑام سے پیروں کے بل دوبارہ اس جالی پر آکھڑی ہوئی۔ اس کی پنڈلیوں کو دھکا لگنے سے خاصی تکلیف ہوئی لیکن لالہ نے اپنے آپ کو سنبھال لیا لیکن وہ سمجھ گئی تھی کہ اس طرح وہ اس تنگ سلنڈر سے باہر نہ جا سکتی تھی اچانک اُسے باہر کو کھلی ہوئی کھڑکی کا خیال آگیا وہ تیزی سے سلنڈر کے اندر بیٹھنے لگی لیکن سلنڈر تنگ ہونے کی وجہ سے وہ کسی حد تک ہی نیچے بیٹھ سکی کیونکہ اس کے گھٹنے مڑ کر سلنڈر کی دوسری طرف لگ گئے تھے۔ اور اب مزید نیچے نہ جا سکتے تھے لیکن اس قدر جھکنے کی وجہ سے اس کے ایک ہاتھ کو نیچے موڑنے کی گنجائش پیدا ہو گئی اس نے ہاتھ موڑ کر باہر موجود کھڑکی کو پکڑا اور اُسے سلنڈر کی طرف کیا لیکن وہ اُسے پوری طرح بند نہ کرنا چاہتی تھی۔ ذرا سا موڑ کر اس نے اُسے چھوڑا اور ہاتھ اوپر کو اٹھا کر ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی دوسرے لمحے اس نے کھڑکی کی طرف والا پیر موڑ کر اوپر کو اٹھایا اور پھر وہ تقریباً آدھی بند کھڑکی کے کنارے پر پیر رکھ لینے میں کامیاب ہو گئی اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کناروں پر رکھے اور اپنے جسم کو اوپر کی طرف ایک زوردار جھٹکا دیا اس کا جسم بندوق کی گولی کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور چونکہ اس کا ایک پیر آدھی بند کھڑکی کے اوپر والے کنارے پر جما ہوا تھا اس لئے اس کا جسم کچھ بلندی تک اٹھتا چلا گیا۔ اور دوسرے لمحے لالہ نے اپنے سمٹے ہوئے جسم کو پھیلا دیا اور اس کے کاندھے کناروں سے لگ کر دب گئے۔ اب وہ کاندھوں کے دباؤ کی وجہ سے سلنڈر میں لٹکی کھڑی تھی اس نے سانس کو روک کر کاندھوں کو پھیلایا ہوا تھا۔ لیکن اُسے احساس ہو رہا تھا کہ کسی بھی لمحے کاندھے بھی پھسل سکتے ہیں یا سانس لینے کی وجہ سے وہ دوبارہ نیچے گر سکتی ہے۔ سلنڈر کی بلندی کافی تھی اور ابھی اسے

کافی اونچائی تک جانا تھا۔ اس نے تیزی سے دونوں پیر پھیلا کر کناروں سے لگائے اور سائیڈ لے کر پیروں پر زور دے کر پوری قوت سے اوپر کو اچھلی اور کچھ اوپر پہنچ کر جب اس کے پیر پھسلنے لگے تو اس نے دوبارہ سانس روک کر کاندھے پھیلا کر کناروں سے لگا کر اپنے جسم کو روک لیا اب وہ اور زیادہ بلندی تک پہنچ چکی تھی لیکن اب اُسے اوپر اٹھنے کا ایک خاص طریقہ سمجھ میں آچکا تھا۔ چنانچہ وہ اسی طرح مسلسل کوشش کرتی ہوئی اوپر کو اٹھتی چلی گئی گو اس ساری خوفناک جدوجہد میں اس کا چہرہ پسینے میں ڈوب گیا تھا لیکن زندگی کی بقا کے لئے وہ مسلسل جدوجہد کر رہی تھی اور پھر جب اس کا جسم اوپر کناروں تک پہنچ گیا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کناروں کو ہاتھوں سے پکڑا اور پورا زور لگا کر اپنے آپ کو باہر کی طرف گرا دیا اب وہ آدھی سلنڈر کے اندر تھی اور آدھی باہر لیکن اس دوران اس کے پیٹ میں نہ اینٹھن ہوئی تھی اور نہ کسی گولے نے اٹھ کر اس کا سانس بند کیا تھا۔ اس سے اُسے مزید حوصلہ ہوا اور پھر وہ تیزی سے گھسٹتی ہوئی اس سلنڈر سے پوری طرح باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئی۔ انتہائی خوفناک جدوجہد کے بعد اس طرح اس تنگ سے سلنڈر سے باہر آجانے کی وجہ سے اس کے روئیں روئیں میں مسرت کی لہریں سی دوڑنے لگیں وہ چند لمحوں تک تو وہیں پڑی تیز تیز سانس لیتی رہی۔ پھر وہ اٹھی اور تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگی۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح ٹھیک محسوس کر رہی تھی۔ وہ چکر، اینٹھن اور جسم کے سُن ہو جانے کا احساس سب ختم ہو گیا تھا۔ غار کے دہانے سے باہر آکر وہ پہاڑی چٹانوں کو پھلانگتی ہوئی جیسے ہی اوپر پہنچی بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی۔ کیونکہ اس نے دور سیاف والی بلڈنگ کی سائیڈ سے ایک ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند

ہوتے ہوئے دیکھا یہ وہی ہیلی کاپٹر تھا جس میں سوار ہو کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچی تھی۔

"یہ۔ یہ کون اڑا رہا ہے ہیلی کاپٹر"۔۔۔ لالہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر کو اٹھتا جا رہا تھا جیسے وہ جلد از جلد انتہائی بلندی تک پہنچ جانا چاہتا ہو۔ کہ اُسی لمحے اُسے نیچے زمین میں خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں ایسی آوازیں جیسے پہاڑیوں کے نیچے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو اور جس چٹان پر وہ کھڑی تھی وہ تیزی سے ہلنے لگی تو لالہ کے حلق سے بے اختیار دہشت بھری چیخ نکلی اور اس نے تیزی سے وہاں سے ہٹنے کے لئے دوڑ لگائی لیکن دوسرے لمحے اس کا پیر پھسلا اور وہ منہ کے بل دھڑام سے اسی چٹان کے اوپر ہی گر گئی۔ اس کا سر گو پوری قوت سے چٹان سے ٹکرایا تھا لیکن نیچے پیدا ہونے والی گڑگڑاہٹ چونکہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی اس لئے وہ موت کی دہشت سے بجلی کی سی تیزی سے اٹھی۔ اُسی لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور پھر جیسے اس کے پیروں تلے سے چٹان اچانک غائب ہو گئی اس کے حلق سے ایک بار پھر دہشت بھری چیخ نکلی اور شاید یہ اس کی زندگی کی آخری چیخ تھی کیونکہ اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن ہر قسم کے احساسات سے یک لخت عاری ہو گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک کمرے کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ یہ وہی ہیلی کاپٹر تھا۔ جس میں سوار ہو کر وہ گاڑی سے یہاں پہنچے تھے۔ لیکن اس بار لالہ ان کے ساتھ نہ تھی۔ پائلٹ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ تنویر تھا۔ عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی موجود تھے۔

" ہمیں کم از کم لالہ کو چیک تو کر لینا چاہئے تھا کہیں وہ زندہ ہی نہ ہو"۔۔۔ اچانک ساتھ بیٹھے تنویر نے کہا۔

" کاش لالہ زندہ رہ سکتی۔ میتھائل مادہ انتہائی خطرناک زہر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا عمل سست ہوتا ہے۔ اور لالہ اس مادے کی تیز بخاروں میں سے گزر کر ہی اس کمرے میں پہنچی ہو گی۔ جہاں خوفناک ریز کی کمپیوٹر کنٹرولڈ مشین موجود تھی وہاں

پہنچنے کے زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد میتھائل کے اثرات نے کام شروع کر دیا ہو گا۔ اس سے پیٹ میں شدید اینٹھن سی اٹھتی ہے۔ اور ایک گولہ سا اوپر کو اٹھ کر گلے میں پھنس جاتا ہے اور نتیجہ فوری اور یقینی موت کے اور کچھ نہیں ہوتا"___ عمران نے بڑے افسردہ سے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ وہ اپنی لیبارٹری کے ایک خصوصی راستے کو کھول کر وہاں سے اوپر موجود سیکورٹی آفس کی عمارت میں پہنچے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے خوفناک ایکشن کرتے ہوئے نہ صرف آپریشنل فیلڈ میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ عمران نے ماسٹر کمپیوٹر کو بھی تباہ کر کے ان خوفناک جی۔ ٹی۔ ون میزائلوں کو بھی مکمل طور پر بیکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ ملحقہ لیبارٹری میں گھس گئے تھے۔ ڈاکٹر ڈشمے کے دفتر میں موجود میز کی دراز سے انہیں لیبارٹری کا نہ صرف تفصیلی نقشہ مل گیا تھا۔ بلکہ اس کے مخصوص راستے ان کے کھولنے کے طریقے سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد لیبارٹری کے اندر موجود دو سپاہیوں کا بھی وہی حشر ہوا جو آپریشنل فیلڈ کے مین ہال میں موجود افراد کا ہوا تھا۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لئے اس میں انتہائی خوفناک حد تک طاقتور بم جگہ جگہ نصب کر دیئے۔ اور ان سب کا لنک ایک وائرلیس چارجر کے

ساتھ کرنے کے بعد ایک خصوصی راستے سے اوپر سیکورٹی بلڈنگ تک پہنچ گئے۔ ان طاقتور بموں میں سے کچھ تو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اور باقی انہیں لیبارٹری کے اندر موجود اسلحے کے ایک سٹور سے مل گئے تھے۔ وائرلیس چارجر عمران کی جیب میں موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر جب کافی بلندی پر پہنچ گیا۔ تو عمران نے جیب سے وائرلیس چارجر نکالا اور پیچھے بیٹھے ہوئے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"لو بھئی صفدر۔ اب اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کا بٹن دبا کر اس خوفناک لیبارٹری کو اپنے انجام تک پہنچا دو تاکہ لاسٹ فائٹ کا انجام سامنے آ سکے"___ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے چارجر لیا۔ اور پھر اس پر موجود سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ چارجر پر موجود بلب ایک جھماکے سے روشن ہوا اور پھر بجھ گیا۔

"لالہ ___ وہ لالہ کھڑی ہے۔ لالہ"___ یکلخت تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران بھی چونک پڑا۔ کیونکہ چارجر صفدر کے ہاتھ میں دے کر اس نے ہیلی کاپٹر کو جیسے ہی گھمایا تھا۔ ہیلی کاپٹر بلڈنگ کی سائیڈ سے نکلا تھا۔ اور اسی لمحے تنویر کو پہاڑی چٹان پر کھڑے گہرے سرخ رنگ کا انسانی جسم نظر آ گیا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ یہ تو واقعی لالہ ہے۔ اوہ اوہ ویری بیڈ" عمران کے حلق سے بھی چیخ سی نکلی اور دوسرے لمحے اس نے

ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اس چٹان کی طرف غوطہ دیا۔ اُسی لمحے لالہ چٹان پر انہیں گھومتی ہوئی دکھائی دی۔

"یہ بارڈ ٹمی پھٹ رہی ہے عمران صاحب"۔۔۔ صفدر نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن عمران تو جیسے بہرہ ہو چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر تیر کی طرح اس چٹان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ لالہ اب نیچے گر کر اٹھنے لگی تھی۔ تنویر بجلی کی سی تیزی سے کھڑکی سے نکل کر نیچے ہیلی کاپٹر کے پیڈز پر اتر گیا تھا۔ وہ شاید لالہ کو پکڑنا چاہتا تھا۔ کہ اُسی لمحے نیچے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی چٹانیں شکست و ریخت کے تیز عمل سے گزرنے لگیں۔

"میں نے اسے پکڑ لیا ہے"۔۔۔ یک لخت تنویر کی چیختی ہوئی آواز اس خوفناک دھماکے کی آواز میں سنائی دی۔ اور عمران نے نیچے جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو آہستہ سے سیدھا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رفتار بڑھا دی۔ ہیلی کاپٹر کی باڈی سے پتھر اس طرح آ کر ٹکراتے جیسے اُسے سنگسار کیا جا رہا ہو۔ تنویر اور لالہ دونوں انہیں نظر نہ آ رہے تھے۔ پھر ہر طرف پتھر ہی پتھر اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور باقی سب ساتھیوں کے چہرے بُری طرح متوحش تھے۔ سچویشن ہی ایسی ہو گئی تھی۔ کہ ان سب کے ذہن جیسے ماؤف سے ہو کر رہ گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر ان پتھروں کی بارش میں اڑتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اور پھر

چند ہی لمحوں میں وہ اس علاقے سے باہر نکل گیا۔ جہاں نیچے تباہی جاری تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی صفدر۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی تینوں بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر سے باہر نکلے اور راڈز کو پکڑتے ہوئے نیچے غائب ہو گئے۔

"اوہ۔ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہ کروں گا کبھی نہیں"۔۔۔ عمران نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ واقعی چٹانوں کی طرح پتھریلا نظر آ رہا تھا۔ ایسا چہرہ جیسے اس میں زندگی کی کوئی رمق تک موجود نہ ہو۔

مگر چند لمحوں بعد صفدر اوپر چڑھتا ہوا دکھائی دیا اور اس نے تنویر کو ہیلی کاپٹر کے فرش پر اچھال دیا۔ اس کے بعد وہ اوپر چڑھا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کا سر نظر آیا۔ اس کے کاندھے پر لالہ لدی ہوئی تھی۔ صفدر نے جھک کر لالہ کو پکڑا۔ اور اُسے گھسیٹ کر تنویر کے ساتھ ہی فرش پر لٹا دیا۔ کیپٹن شکیل کے بعد صدیقی بھی اوپر آ گیا۔ عمران نے دیکھا کہ تنویر کا پورا جسم بھی زخموں سے پُر ہو رہا تھا۔ خوفناک دھماکے اب عقب میں سنائی دے رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ جلدی کسی پانی کے چشمے کے پاس پہنچیں ان دونوں کی حالت بے حد خراب ہے۔ اور جس طرح تنویر نے اس لالہ کو پکڑے رکھا حالانکہ اس کا اپنا جسم پتھروں کی وجہ سے چھلنی ہو گیا تھا۔ وہ ناقابل یقین ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ تنویر کی حالت دیکھ

کرہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے کس قدر ناقابل یقین کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کو نیچے گہرائی میں ایک چٹان پر اتار دیا۔ اس چٹان کے ساتھ ہی پانی کی ایک چھوٹی سی آبشار بہتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر رکتے ہی عمران سمیت سب ساتھی نیچے اترے اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے تنویر اور لالہ کو بھی اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے اتارا اور انہیں لے کر وہ تیزی سے پانی کی طرف بڑھتے گئے۔ تنویر اور لالہ دونوں کی حالت بیحد خراب تھی۔ دونوں کے جسم خوفناک پتھروں کی زد میں آجانے کی وجہ سے اس طرح چھلنی ہو رہے تھے جیسے ان پر مشین گن سے گولیوں کے برسٹ مارے گئے ہوں۔ دونوں اٹک اٹک کر سانس لے رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے ان کی نبض ہمیشہ کے لئے ڈوب جائیں گی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے پہلے پانی چلو میں بھرا اور باری باری ان دونوں کے حلق میں ٹپکا دیا۔ پانی اندر جانے سے ان کی ڈوبتی ہوئی نبضیں قدرے بحال ہو گئیں لیکن اس کے باوجود وہ دونوں موت اور زندگی کی خوفناک سرحد کے درمیان کسی پینڈولیم کی طرح ڈول رہے تھے۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اور پوزیشن یہ تھی کہ وہاں نہ ہی کوئی میڈیکل باکس تھا۔ اور نہ ہی طاقت کے انجکشن صرف سادہ پانی تھا اور بس۔ گو ان دونوں کے جسموں میں گولیاں تو نہ تھیں۔ لیکن زخم اس قدر

تھے اور خون اس قدر تیزی سے نکل رہا تھا کہ اب ان کا بچ نکلنا ناممکنات میں شامل ہوتا جا رہا تھا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر اس آبشار کے نیچے اس طرح لٹا دو کہ صرف ان کے سر پانی سے باہر رہیں۔ اس طرح خون نکلنا تو بند ہو جائے گا۔ میں دیکھتا ہوں شاید ہیلی کاپٹر کے اندر کوئی میڈیکل باکس مل جائے۔ ایسے ہیلی کاپٹروں میں ایمرجنسی کے لئے ضروری سامان رکھا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن انتہائی بے چینی سے مکمل تلاشی لینے کے باوجود ہیلی کاپٹر میں کوئی ایسا سامان نہ ملا۔ عمران کا چہرہ اس وقت بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے مسخ سا ہو گیا تھا۔ وہ اب اپنے آپ کو لالہ کے ساتھ ساتھ تنویر کا بھی قاتل سمجھ رہا تھا۔ اس کے حساب کے مطابق تو لالہ کے زندہ بچ جانے کا پوائنٹ ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ اس لئے اس نے لالہ کی طرف جانے اور اسے چیک کرنے کا سوچا بھی نہ تھا۔ لیکن اب وہی لالہ اسے اس مواد کے اندر جانے کے باوجود زندہ نظر آ رہی تھی۔ اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ عمران نے جو کچھ سوچا تھا وہ قطعی غلط تھا۔ اور اب تو لالہ کے ساتھ ساتھ تنویر کی حالت بھی دگرگوں ہو چکی تھی۔ اسی لمحے اسے ایک خیال آیا تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے ایک خانے سے لائٹر نکالا اور پھر ہیلی کاپٹر کی عقبی سمت میں موجود پیٹرول کے اضافی ٹن کی طرف لپکا۔ اس نے وہ ٹن اٹھایا اور

ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ ٹن اٹھائے دوڑتا ہوا آبشار کی طرف بڑھا۔ لالہ اور تنویر دونوں کو اس کے ساتھی ہاتھوں میں تھامے ہوئے پانی کے نیچے رکھے ہوئے تھے کیونکہ پہاڑی آبشار کی وجہ سے پانی کے نیچے انہیں لٹانے کی کوئی جگہ نہ تھی۔

"اس لالہ کو باہر لے آؤ۔ اور اس کا لباس پھاڑنا ہے۔ جلدی کرو۔ جلدی"۔۔۔۔ عمران نے قریب جاتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"لباس۔ اور لالہ کا"۔۔۔۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی تینوں اس طرح حیران ہو کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین آ گیا کہ عمران اپنے حواس کھو بیٹھا ہے۔ ظاہر ہے ایک عورت کا لباس وہ کیسے پھاڑ سکتے تھے۔

"ارے سارا لباس نہیں صرف کپڑے کا ایک بڑا ٹکڑا چاہئے بڑا سا ٹکڑا"۔۔۔۔ عمران نے ٹن ایک طرف رکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور صدیقی نے بازوؤں سے لالہ کو پکڑ کر سنبھال رکھا تھا۔ اُسے کھینچ کر تیزی سے پانی سے باہر نکالا۔ کیونکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں مل کر تنویر کو سنبھالے ہوئے تھے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لالہ کے جسم پر موجود اس کے بھاری مقامی لباس کا ایک بڑا ٹکڑا اس طرح پھاڑا کہ جس سے اصل لباس پر کوئی اثر نہ پڑا تھا۔

"تنویر کو بھی پانی سے باہر لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ لالہ کا اس سرخ مواد میں لتھڑا ہوا لباس کا بڑا سا ٹکڑہ اٹھائے وہ

تیزی سے کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان پر آ گیا۔ آبشار کے نیچے رہنے کے باوجود کپڑے پر موجود سرخ مواد دھلا نہ تھا۔ وہ شاید واٹر پروف تھا۔ عمران نے اُسے ایک جگہ اکٹھا کر کے رکھا اور پھر دوڑ کر اس نے پٹرول کا ٹن اٹھایا اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے پٹرول لباس کے اس گولے پر انڈیلا اور ٹن بند کر کے دور رکھ دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے تنویر کو بھی پانی سے باہر نکال کر لالہ کے ساتھ لٹا دیا تھا۔ اب وہ تینوں خاموش کھڑے حیرت سے عمران کو یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے۔ پانی کی وجہ سے تنویر اور لالہ کے زخموں سے خون رسنا تقریباً بند ہو چکا تھا۔ لیکن ان کی حالت ویسے ہی خراب تھی۔ اور اب تو ان تینوں میں اتنی ہمت بھی نہ رہی تھی کہ وہ ان کی نبضیں ہی چیک کر سکتے۔ وہ تینوں ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے۔

عمران نے پٹرول ڈال کر لائٹر جلایا اور دوسرے لمحے لالہ کے لباس میں آگ بھڑک اٹھی۔ گہرے سرخ رنگ کا دھواں آگ کے ساتھ ہی آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ عمران خاموش کھڑا ہوا لباس کو دھڑا دھڑ جلتا دیکھ رہا تھا۔ لباس جلنے کی وجہ سے انتہائی نامانوس سی بو ہر طرف پھیل گئی تھی۔ لیکن چونکہ کھلی جگہ تھی۔ اس لئے بو انہیں محسوس ضرور ہو رہی تھی۔ لیکن اس کے زیادہ اثرات ان پر نہ پڑ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد آگ بجھ گئی۔ اور پھر دھواں بھی ختم ہو گیا۔ اب جہاں لالہ کا لباس تھا وہاں سیاہی مائل راکھ موجود تھی۔ جس میں ہلکی ہلکی سرخی بھی جھلک رہی تھی۔ عمران آگے بڑھا اور اس

نے راکھ کی تھوڑی سی مقدار ہاتھ پر اٹھائی اور واپس آ کر اس نے تنویر اور لالہ کی ناک کے نتھنوں میں راکھ ڈالی اور پھر باری باری ان دونوں کی ناک سے منہ لگا کر اس نے ان کے نتھنوں میں زور زور سے پھونکیں ماریں اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اور چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں ساتھ ساتھ پڑے ہوئے تنویر اور لالہ کے چہروں پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں تک تو اس راکھ کے نتھنوں میں پھونکوں سے چڑھائے جانے کا کوئی ردعمل نہ ہوا۔ مگر پھر اچانک تنویر اور لالہ دونوں کے جسموں میں حرکت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے چہرے تیزی سے رنگ بدلنے لگے۔ چند لمحوں بعد تنویر نے ایک زوردار چھینک ماری۔ اور اس کے فوراً بعد لالہ کو بھی چھینک آ گئی۔ اور پھر جیسے یکے بعد دیگرے مسلسل چھینکیں آئیں۔ چار پانچ چھینکوں کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ لیکن اب ان دونوں کے انتہائی زرد پڑے ہوئے چہروں پر ہلکی سی سرخی نظر آنے لگی تھی۔

"چلوؤں میں پانی بھر لاؤ۔ اب یہ راکھ ان کے حلق میں ڈالنی ہو گی" عمران نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے ان دونوں کے جبڑے بھینچ کر ان کے منہ میں کافی مقدار میں راکھ ڈالی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں نے باری باری آبشار سے چلو بھر کر پانی ان کے حلق میں ٹپکانا شروع کر دیا۔

"بس کافی ہے" ——— عمران نے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اور

چند لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ان کے چہروں پر بھی سرخی آنے لگ گئی۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر باری باری ان دونوں کی نبضیں چیک کیں۔

"خدایا تیرا شکر ہے" ——— عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا یہ خطرے سے نکل آئے ہیں" ——— صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی نے بیک آواز ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ کم از کم فوری موت کا خطرہ ٹل گیا ہے" ——— عمران نے زمین پر دھڑام سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے بیٹھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کئی میلوں سے مسلسل دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔ اور اب تھک کر بیٹھا ہو۔

اُسی لمحے تنویر اور لالہ دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی ان دونوں نے بے اختیار اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔

"اطمینان سے لیٹے رہو۔ اب تم موت سے بچ گئے ہو۔ ویسے تنویر آج تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ وہ واقعی ناقابل یقین ہے۔ میں تمہاری ہمت، جرأت اور حوصلہ کو سلام کرتا ہوں" ——— عمران نے آگے بڑھ کر تنویر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ تو تنویر کا چہرہ یک لخت شدت جذبات سے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا۔

"اوہ اوہ۔ شکریہ عمران۔ لالہ بچ گئی ہے۔ خدا کا شکر ہے"

تنویر نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے سے تنویر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔

"مم ——— مم ——— میں کہاں ہوں۔ اوہ تم عمران۔ عمران تم....."

لالہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو لالہ۔ تم واقعی باہمت لڑکی ہو اور تمہاری ہمت اور تمہارے حوصلے کی وجہ سے نہ صرف لاکھوں مجاہدین کی زندگیاں بچ گئی ہیں۔ بلکہ بہادرستان بھی اب ہمیشہ کے لئے روسیاہ کی غلامی میں جانے سے بچ گیا ہے۔ تم بہادرستان کی وہ بیٹی ہو جس پر بہادرستان کے لوگ صدیوں تک فخر کرتے رہیں گے اصل میں تم نے ہی یہ لاسٹ فائٹ جیتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"تو ——— تو وہ لیبارٹری تباہ ہو گئی۔ اوہ وہ زلزلہ۔ وہ خوفناک دھماکہ۔ اوہ خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے میرے ملک کو بچا لیا"

لالہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"تنویر نے تمہاری زندگی بچانے کے لئے اپنے آپ کو موت کے دہانے میں دھکیل دیا تھا۔ دیکھو تمہیں بچانے کے لئے وہ کس قدر زخمی ہو چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس نے تمہیں موت کے منہ میں نہیں جانے دیا" ——— عمران نے کہا۔ اور لالہ بے اختیار انتہائی تشکرانہ نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگی جو اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔

"تم چٹان پر کیسے پہنچ گئی تھیں۔ کیا واپس اسی سلنڈر سے نکل کر باہر آئی تھیں۔ کہیں طبیعت تو نہیں بگڑی تھی" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تو لالہ نے اسے تفصیل سے بتایا کہ جب باوجود کال کے اسے کوئی جواب نہ ملا تو کس طرح اس نے باہر آنے کے لئے جدوجہد کی اور پھر کس طرح اس کے پیٹ میں بار بار اینٹھن ہوئی اور ہر بار ایک گولہ سا پیٹ سے اٹھ کر حلق میں پھنس گیا۔ مگر پھر غبارے کی طرح پھٹ کر اس کا سانس بحال ہوا۔ اور اس کے جسم میں قوت اور توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ تو عمران کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔

"واقعی اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ ہم انسان صرف اپنی عقل کے مطابق اندازے لگا کر فیصلے کر لیتے ہیں لیکن اس کی قدرت جو چاہے کر سکتی ہے۔ یہ جس طرح متیھائل کے زہر سے بننے والے گولے غبارے کی طرح پھٹ گئے تو موجودہ سائنس کے لحاظ سے واقعی ناممکن ہے۔ مگر وہ ذات واقعی ناممکن کو ممکن کر دینے پر قادر ہے" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نئے سرے سے ایمان لے آیا ہو۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ لیبارٹری کے پھٹنے کا علم یقیناً کافرستان اور روسیاہ کے حکام کو ہو چکا ہو گا۔ اور وہ سب پاگلوں کی طرح ادھر دوڑ پڑیں گے" ——— عمران نے اٹھ کر

ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے تنویر کو سہارا دیا جب کہ صدیقی نے لالہ کو۔ اور وہ سب آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو چکا تھا۔

"اب ہم واپس کیسے جائیں گے" ــــ صفدر نے جو اس بار عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا پوچھا۔

"فرار کے ہزاروں راستے ہوتے ہیں۔ میں نے فیول ٹینک چیک کر لیا ہے۔ فیول ٹینک بھرا ہوا ہے۔ کوہ ہندوکش میں مجاہدین کا ایک بہت بڑا اڈہ بھی موجود ہے۔ ہم پٹرول ختم ہونے تک اس کے قریب بہرحال پہنچ جائیں گے۔ پھر وہاں سے پیدل آگے بڑھا جا سکتا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کیا ہیلی کاپٹر راڈار پر چیک نہ کر لیا جائے گا۔ کوہ ہندوکش پر یقیناً روسیاہ کے راڈار موجود ہوں گے" ــــ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لازماً ہوں گے۔ لیکن ہم انتہائی نیچی پرواز کریں گے۔ ویسے یہ سارا علاقہ دشوار گزار اور بنجر ہونے کی وجہ سے غیر آباد ہے۔ اس لئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔ بہرحال جی۔ ٹی۔ ون میزائل لیبارٹری اور اس کا خالق ڈاکٹر ڈشے سب ختم ہو چکے ہیں۔ اور اس لاسٹ فائٹ میں کامیابی ہی ہمارے لئے تقویت کا باعث بنتی رہے گی" ــــ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ راکھ میں آخر ایسی کیا تاثیر تھی۔ جس نے تنویر اور لالہ کو موت کے جبڑوں سے کھینچ نکالا ہے" ــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد صفدر نے پوچھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ تم نے سنا ہوا ہے ناں کہ سانپ کے کاٹے کا علاج سانپ کے زہر سے ہی ہوتا ہے۔ بس ایسی ہی بات تھی۔ متھائل مادہ بذات خود قاتل زہر ہوتا ہے۔ یہ جب خون میں شامل ہو کر اپنا عمل شروع کرتا ہے تو خون میں موجود آکسیجن کو خون سے علیحدہ کر کے ایک جگہ اکٹھا کر کے اُسے باہر کی طرف دھکیلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آکسیجن کا گولہ سا حلق میں آ کر پھنس جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں پیٹ میں موجود تیزابی مادے کے اثرات بھی شامل ہوتے ہیں اور آدمی کی فوری موت واقع ہو جاتی ہے۔ میں اس بنا پر لالہ کو مردہ سمجھ بیٹھا تھا۔ لیکن سنجانے کس طرح اس گولے کے اندر دباؤ اس طرح پھیلا کہ وہ غبارے کی صورت میں لالہ کے حلق سے باہر نکل کر پھٹ گیا۔ اور وہ زہریلا مادہ باہر نکل جانے کی وجہ سے صاف اور طاقتور آکسیجن کو جسم کے اندر جانے کا موقع مل گیا۔ اس طرح جسم میں توانائی کی جیسے دوڑ گئی۔ بہرحال تنویر کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ حالانکہ اس کی سائنسی توجیہہ نہیں کی جا سکتی کہ کیوں ایسا ہوا۔ بہرحال یہ قاتل زہر ہے اور شاید لالہ واحد انسان ہے۔ جو اس کے اثرات سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ لیکن کیمیا کا ایک اصول ہے۔ کہ جب کسی زہر کو جلا دیا جائے تو

اس کے اثرات کسی حد تک تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا ایکشن یں بدل جاتا ہے۔ اس آئیڈیے کے تحت میں نے وہ راکھ پہلے تنویر اور لالہ کی ناک میں چڑھائی تاکہ دماغ کا انجماد چھینکوں کی وجہ سے ٹوٹ جائے اس طرح گہری بے ہوشی نیم بے ہوشی میں تبدیل ہو گئی۔ پھر یہ راکھ معدے کے اندر جا کر جب خون میں شامل ہوئی تو اس نے خون میں شامل کمزور پڑی ہوئی آکسیجن کو یکلخت طاقتور کر دیا اور اس طرح خون —— کے مردہ ہوتے ہوئے خلیات تیزی سے طاقتور ہوتے گئے۔ اور موت کا خطرہ ٹل گیا۔ بس یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا۔ ورنہ ہمارے پاس انہیں بچانے کے لئے اور کوئی دنیاوی ذریعہ تو موجود ہی نہ تھا" —— عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ملا دیا۔

"میرے خیال میں تنویر نے جس طرح ناقابلِ یقین ہمت سے کام لیتے ہوئے لالہ کو بچانے کی کوشش کی ہے اور جس طرح آپ نے ان دونوں کو موت کے منہ سے نکالا ہے۔ یہ اس لیبارٹری کی تباہی سے بھی زیادہ بڑا کارنامہ ہے۔ میرے خیال میں اسے ہی لاسٹ فائٹ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک لیبارٹری اور آپریشنل فیلڈ کی تباہی کا تعلق ہے۔ اصل کارنامہ لالہ نے سر انجام دیا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر ڈشمے نے جس طرح ڈبلیو۔ ایم۔ ایکس ریز کا سرکل فٹ کیا ہوا تھا۔ اُسے توڑنا ناممکنات میں سے تھا۔ اور جب تک یہ سرکل نہ ٹوٹتا لیبارٹری

تباہ ہوتی تو ایک طرف ہم میں سے بھی کوئی زندہ بچ کر باہر نہ نکل سکتا تھا۔ اور جہاں تک لاسٹ فائٹ کا تعلق ہے تو لاسٹ فائٹ تو دراصل تنویر اور لالہ کے درمیان ہوئی ہے۔ کیوں تنویر" —— عمران نے کہا۔

"میں نے کیا کیا ہے۔ بس وہ مشین ہی تو بند کی ہے۔ عظیم تو تم لوگ ہو۔ جنہوں نے میرے ملک کے لاکھوں مجاہدوں کو بچانے کے مشن کو اپنی جانوں پر کھیل کر مکمل کیا ہے۔ اور تنویر بھائی نے جس طرح مجھے بچانے کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی۔ مجھے ایسے بھائی پر ہمیشہ فخر رہے گا" —— لالہ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اب سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ اصل میں تو لاسٹ فائٹ بہن بھائی کے درمیان ہوئی تھی۔ ہم خواہ مخواہ اسے روسیاہ اور بہادرستان کے درمیان سمجھتے رہے۔ ویسے تنویر خوش قسمت ہے کہ اس کی بہنوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ جولیا اور جاشی کے بعد یہ تیسری بہن لالہ۔ اور تنویر ان سب کا اکلوتا بھائی۔ کیوں تنویر" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم پھر مجھ پر آ گئے" —— تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر
[illegible] برادرز

لیڈیز آئی لینڈ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

لیڈیز آئی لینڈ — ایک ایسا جزیرہ — جہاں صرف عورتیں رہتی تھیں۔ حکومت بھی عورتوں کی تھی اور رعایا میں بھی صرف عورتیں ہی شامل تھیں۔

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں مردوں کا داخلہ نہ صرف ممنوع تھا بلکہ اسے ناممکن بنا دیا گیا تھا — کیوں — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں ایکریمیا اور اسرائیل کی ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری کام کر رہی تھی اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے تھے — کیوں — کیا وہ اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے — یا — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں صرف عورتوں کو رکھا ہی اس لئے گیا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں کسی طرح داخل ہی نہ ہو سکے۔

صالحہ — پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی رکن — جسے چیف نے لیڈیز آئی لینڈ کی انتہائی خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پہلا مشن سونپا۔ یہ مشن اس کا ٹیسٹ مشن تھا — کیا صالحہ اس مشن میں کامیاب رہی — یا — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں صرف جولیا اور صالحہ نے مشن مکمل کرنا تھا لیکن وہ دونوں پہلے ہی مرحلے میں ناکام رہیں — کیوں؟ ان کا انجام کیا ہوا — ؟

مادام روزی — لیڈیز آئی لینڈ کی انچارج — جو ایکریمیا کی سپر ایجنٹ تھی — کیا وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیڈیز آئی لینڈ میں داخل ہونے سے روکنے میں کامیاب ہو سکی یا — ؟

- کیا عمران اور اس کے ساتھی لیڈیز آئی لینڈ میں مشن مکمل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے — یا — ؟

منفرد کہانی ۔ حیرت انگیز واقعات
بے پناہ سسپنس ۔ تیز رفتار ایکشن پر
مشتمل ایک شاہکار ایڈونچر

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان